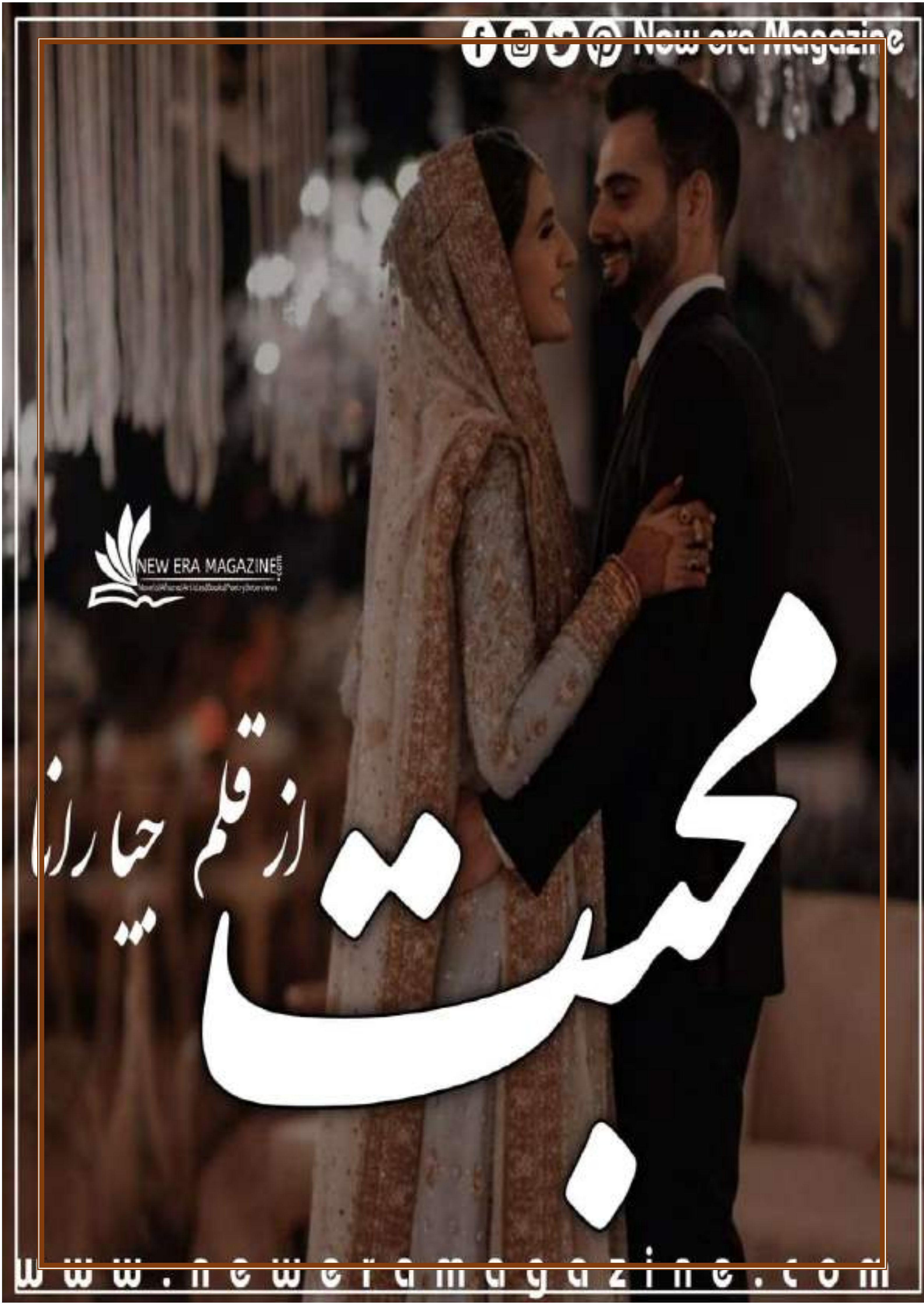
New era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
محبت
از قلم حیا رنا
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

محبت

از قلم جیارانا

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

یہ وہ کہانی ہے جس میں، میں نے اپنی نظروں کے سامنے ایک لڑکی کو ٹوٹ کر بکھرتے دیکھا ہے۔ میں نے اسے لوگوں کے زہر اگلتے الفاظ سن کر ریزہ ریزہ ہوتے دیکھا ہے۔ وہ اس مصیبت و غم سے گزر رہی تھی جس میں اس کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ وہ بے قصور ہو کر بھی

قصوروار کہلائی گئی۔ ایک شخص کے دباؤ میں آ کر وہ ایک غلط کام تو کر بیٹھی تھی جس کا خمیازہ وہ اس کے ساتھ خود بھی بھگت رہی تھی۔ یہ کہانی اس لڑکی کی ہے جس نے رنج کا سفر طے کرتے ہوئے محبت کی منزل کو پالیا۔

یہ کہانی ہے اس لڑکے کی جو ایک لڑکی کی محبت میں اپنے خاندان اور معاشرے سے لڑ گیا تھا۔ ہاں یہ وہی شخص تھا جس کی وجہ سے وہ ہر غم میں مبتلا رہی تھی لیکن یہی وہ شخص تھا جس کی وجہ سے اس نے "محبت" لفظ کے معنوں کو جان لیا۔ محبت تو سب کرتے ہیں لیکن اس کا حق کوئی کوئی ہی ادا کر پاتا ہے۔ یہ کہانی ہے ایمن اور حدید کی!

شکریہ

ہوہ

محبت کی تجارت میں خسارہ کون دیکھے گا

سمندر کون دیکھے گا، کنارہ کون دیکھے گا

تمہیں دلکش بنایا ہے میری ساحر نگاہوں نے

میرے انداز سے چہرہ تمہارا کون دیکھے گا

یہ کارزارِ عشق ہے اپنے پرائے ایک ہیں

تیر کس نے کس کو مارا کون دیکھے گا

تو بچھڑے گا ترے ہمراہ جائیں گی مری آنکھیں

تمہارے آنے جانے کا نظارہ کون دیکھے گا

جو عاشق ہے وہ جائے گا اگر سوہنی پکارے گی

بپھرتے تیز دریاؤں کا دھارا کون دیکھے گا

ذرا سا فاصلہ ہوتا ہے ملنے میں بچھڑنے میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

تیری خاطر ٹریفک کا اشارہ کون دیکھے گا

ل

اؤنج میں ایک شور سا برپا تھا۔ہر طرف عورتوں کی چہل قدمی تھی۔فانوس کی روشنی سے لاؤنج جگمگا رہا تھا۔شاید ان کے گھر میں کوئی تقریب رکھی گئی تھی، مگر کس کی؟

وہ عورتوں کے جھرمٹ میں سکڑی سی کھڑی تھی لیکن اپنے چہرے پر واضح ہونے والی اکتاہٹ کو اس نے اپنی مسکراہٹ کے ذریعے کہیں دور چھپا دیا تھا۔عورتوں کی باتیں اس کے سر پر سے گزر رہی تھیں لیکن پھر بھی وہ مسکرا ان کی باتوں ہر سر ہلا رہی تھی۔

"ایمن! زرا بات سننا میری۔" حدید نے دروازے میں سے جھانک کر ایمن کو پکارا۔ایمن کا دل ایک دم خوشی سے اچھلا۔اس لیے کہ چلو اس کی جان تو چھوٹی ان بوڑھی نسل کی گفتگو سے۔

آج اس کے اکلوتے بڑے بھائی فراز کی منگنی تھی۔وہ پورے خاندان کے ساتھ منگنی کرنے لڑکی والوں کے گھر میں موجود تھی۔حدید، گوہر(جس سے فراز کی منگنی ہو رہی ہے۔)کا چھوٹا بھائی تھا۔

"اچھا آ رہی ہوں۔"ایمن ان عورتوں سے اجازت لیتی تقریباً دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچی۔

یہ منظر تو عام تھا لیکن کون جانے کہ کوئی اس منظر کو غلطی سے اپنے اندر ہمیشہ کے لیے قید کر چکا ہے جس کا اسے خود معلوم نہ تھا۔وہ منظر وہاں موجود اس دس سالہ چھوٹی سی بچی کے دماغ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید ہو چکا تھا۔اس بچی کی چھٹی حس بہت تیز معلوم ہوتی تھی۔اس کی چھٹی حس نے ہلکی سی سرگوشی اس کے کان میں کی تھی۔

"مجھے ہی لگ رہا ہے بس!"یہ کہتے ہی اس نے اپنی سوچ کے کبوتروں کو اڑا دیا۔

"دیکھتے ہیں پیاری لڑکی!"وقت نے ایک دم سے ہلکی سی سرگوشی کی تھی جبکہ اس کی چھٹی حس مسکرا دی تھی۔

◈......◈......◈

چار سال بعد.........

"کیا؟" وہ تقریباً چیخ دینے کو تھیں، "یہ کیا کہہ رہی ہو تم گوہر"!

"ہاں جی آنٹی! میں سچ کہہ رہی ہوں۔" فون پر گوہر غصے سے ہانپ رہی تھی، "آپ کی پیاری بھانجی نے نکاح کر لیا ہے میرے بھائی سے، چھپ کر.....میرے بھائی کو پھنسایا ہے آپ کی اس بھانجی ایمن نے۔" گوہر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پوری دنیا کو آگ لگا دے۔

"نہیں نہیں، یہ بات نہیں ہو گی تم جھوٹ بول رہی ہو!" ریحانہ کو خدشہ ظاہر ہوا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ بے شک کچھ ماہ سے ان کا بول چال ایمن اور اس کے بھائی اور والد کے ساتھ ختم ہو گیا تھا لیکن تھی تو وہ اس کی ماسی ہی۔ کچھ خاندانی مسئلے کی وجہ سے ان کا بول چال آپس میں بند ہو گیا تھا۔ لیکن اب جیسے خون جوش مار رہا تھا۔

"سچ ہے آنٹی سچ ہے! نکاح نامہ دکھایا ہے حدید نے مجھے۔کانوں سنا جھوٹ ہو سکتا ہے لیکن آنکھوں دیکھا نہیں۔مجھے تو شروع دن سے معلوم تھا یہ لڑکی کوئی کارنامہ سرانجام دے گی، بہنوں کی طرح رکھا تھا میں نے اسے، لیکن کیا صلہ دیا اس نے مجھے۔میرے ہی بھائی کو پھانس لیا۔جیسا بھائی ویسی بہن۔وہ فراز تو کوئی بہانہ نہیں چھوڑتا تھا مجھے مارنے کا، شدید قسم کا ظلم کرتا تھا مجھ پہ، ارے اسے تو میرا احسان مند ہونا چاہیئے تھا کہ اس جیسے شخص شادی کرلی میں نے۔ڈیڑھ سال ہو گیا مجھے اپنے میکے بیٹھے۔لیکن مجال ہے جو منانے آیا ہو۔" گوہر نے بیچ میں سے اپناد ُکھڑا ابھی رونا شروع کردیا تھا۔اتنی معصوم تو خیر وہ بلکل بھی نہ تھی۔

"یہ......کب نکاح کیا انہوں نے؟" ریحانہ پر تو جیسے سکتہ ہی طاری ہو چکا تھا۔بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"مجھے تو آج معلوم ہوا ہے، نکاح تو وہ پتا نہیں کب سے کر کے بیٹھے ہیں۔کالا جادو کیا ہے میرے بھائی پر کالا جادو اس جاہل لڑکی نے۔" وہ اس لڑکی کو جاہل کہہ رہی تھی غلط کہہ رہی تھی۔

"تمہیں تو میں نے بتایا تھا ناں گوہر! کچھ ماہ سے ہمارا بول چال خود ان سے بند

ہے،"انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور کھاٹ پر بیٹھ گئیں۔"مجھے نہیں معلوم تھا وہ ایسا کرے گی۔اکیلی بچی تھی۔ماں کا سایہ سر پر نہ تھا۔شاید بھٹک گئی۔"ان کا سر جیسے شرمندگی سے جھک سا گیا تھا۔

"نہیں آنٹی نہیں، میں تو تھی نا، میرا بھی لحاظ نہ کیا اس نے۔یہ لڑکی دیکھتی جائے اب۔طلاق دلواؤں گی میں اس کی۔بخشوں گی نہیں کیں اسے،اور تو اور........"ریحانہ چُپ چاپ فون پر گوہر کی بکواس سُن رہی تھیں، کہنے کو تو جیسے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے۔وہ ایمن پہ پتا نہیں کیا کیا غلیظ الزام لگا رہی تھی جو کہ سیسے کی طرح ان کے کان میں انڈیلے جا رہے تھے۔

گوہر تو کال کاٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔وہ ایمن کے بارے میں ایسے بکواس جھاڑ رہی تھی جو ختم ہونے میں ہی نہ آ رہی تھی۔تنگ آ کر ایحانہ نے اس سے کہا۔

"اچھا اب تم فون رکھو، میں ذرا اب اس معاملے کو دیکھوں"!

"دیکھنے کو رہ ہی کیا گیا ہے۔میں آپ کے پورے خاندان کو فون کر کے اس بارے میں بتاؤں گی۔میرے بھائی کو پھانس لیا اس لڑکی نے میں بتا رہی........"اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور اول فول بکتی ریحانہ نے فون کاٹ دیا۔انہوں نے ڈائیلنگ کھولا اور کسی کو

فون ملانے لگیں۔دو تین بیلز کے بات فون اٹھالیا گیا تھا۔

"ہیلو! شگفتہ"............

۞......۞......۞

بیل زور و شور سے بج رہی تھی۔ لیکن ابھی تک کوئی دروازہ کھولنے کو نہیں آیا تھا۔کچھ دیر بعد ہی انہیں دروازے کے قریب کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔شاید کوئی دروازہ کھولنے آرہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھول دیا گیا۔سامنے دروازے سے ایک خوش شکل لڑکی نمودار ہوئی۔

"اسلام علیکم!......"انہوں نے سامنے کھڑی اس خوش شکل لڑکی کو سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام!......ارے آنٹی! آپ......اندر آیئے نا۔"وہ لڑکی انہیں لیے لیے اندر داخل ہوئی،"آنے سے پہلے بتادیتی تو میں آپ کے کھانے کا بندوبست کر لیتی۔"وہ لڑکی خوشگوار لہجے میں بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے نہیں نہیں،......اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔مجھے تو بس ایک کام تھا۔"وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے اندر کمرے میں داخل ہو گئیں۔سامنے ہی اس لڑکی کے ابو بیڈ پر دراز تھے۔شگفتہ کو دیکھتے ہی وہ فوراً سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اسلام علیکم!........."انہوں نے فوراً سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام!.........کیا حال ہے شگفتہ؟"انہوں نے روایتی انداز میں ان کا حال پوچھا۔

"الحمداللہ!میں ٹھیک بھائی،آپ سنائیں؟"وہ اس کمرے میں موجود صوفے پر براجمان ہو گئیں۔وہ لڑکی بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"میں بھی ٹھیک.........ایمن!میں تمہاری ماسی کے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔آخر میں وہ ایمن سے مخاطب ہوئے۔

"جی ابو جی!......"ایمن نے اپنی نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ارے نہیں نہیں،اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے،میں تو بس ایمن سے ملنے آئی ہوں۔کچھ دیر بیٹھ کر چلی جاؤں گی۔"انہوں نے انہیں روکنا ضروری سمجھا۔

"ارے ایسے کیسے کچھ تو........"وہ ابھی بول ہی رہے تھے کہ شگفتہ نے ان کی بات کاٹ دی۔

"نہیں نہیں میں گھر سے سب کھا کر آئی ہوں۔میں تو بس ایمن کے ہاتھ کی چائے پیوں گی اور کچھ دیر اس سے باتیں کر کے رخصت ہو جاؤں گی۔"

"چلیں جیسی آپ کی کرضی!"انہوں نے بھی زیادہ مجبور نہ کیا۔

"آنٹی!میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں۔"ایمن یہ کہتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"وہ بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئیں۔پھر وہ دونوں کچن میں چل دیں........چائے بناتے ہوئے انہوں نے تھوڑی بہت گفتگو بھی کی اور پھر وہ ایمن کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت کی طرف چل دیں۔ان کا ارادہ اب دھوپ میں بیٹھنے کا تھا۔سردیوں کے موسم میں کون دھوپ کا لطف نہیں اٹھانا چاہے کا بھلاں........ہاں صرف وہ لوگ جن کو اپنے کالے ہونے کا خطرہ ہے۔ورگرنہ ہر کوئی ہی سردی کی دھوپ لطف اندوز ہوتا ہے۔جو ایک جسم میں ایک عجیب سا سکون بخشتی ہے۔

"ایمن!......میں تم سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں......اور جو میں پوچھوں گی اس کا تم نے سچ سچ جواب دینا ہے۔"ایمن کا دل ایک دم سے دھڑکا۔اس نے چونک کر اپنی ماسی کو دیکھا۔اسے کسی انہونی کے ہونے کا خدشہ ظاہر ہوا۔وہ دونوں دھوپ میں کھاٹ پر بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں جب ماسی شگفتہ نے پوچھا۔

"جی آنٹی پوچھیں!......"ایمن سانس روکے اب ان کی اگلی بات سننے کا منتظر تھی۔

"تم نے حدید سے نکاح کر لیا ہے؟"ایمن کے سر پر تو مانو کسی نے پہاڑ گرا دیا تھا۔دل تو مانو جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے قرار ہو گیا۔اتنا بڑا دھچکا......وہ بھی اچانک......وہ اس بات کی توقع بلکل نہیں کر رہی تھی......یہ سب اتنی اچانک اس کے سامنے آ جائے گا اس نے تو سوچا بھی نہ تھا۔

"دیکھوں ایمن! مجھے سچ سچ بتانا۔بس اتنا بتاؤ کیا تم نے حدید سے نکاح کر لیا ہے؟"شگفتہ تو جیسے اس کی جان ہی نکال رہی تھی اپنی باتوں سے۔حالانکہ انہوں نے بس پوچھا تھا۔لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی جو بعد میں ہونے والا ہے،وہ بہت ہی بُرا ہونے والا ہے۔اس کا سر بے اختیار ہی اثبات میں ہل گیا۔ماسی شگفتہ نے ایک گہرا سانس لیا۔جو ایک امید بچی تھی وہ بھی ضائع ہو گئی تھی۔اور اب جو آگے ہونا تھا۔اس کو کوئی

نہیں روک سکتا تھا۔

"اللہ تم پر رحم کرے میری بچی۔" انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، "اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔"

"آمین!......" ان کی باتوں پر بے اختیار ہی اس کے دل سے نکلا۔

۞......۞......۞

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریحانہ نے سب کو ہی گھر میں ایمن کے بارے میں بتا دیا تھا۔اور سب پر تو جیسے سکوت چھا گیا تھا۔سب ہی ایمن کی کارکردگی پر افسوس کر رہے تھے اور کر بھی کیا سکتے تھے۔جو بدنامی کا تھپا ان کے سر لگنا تھا وہ تو لگ چکا تھا۔ایمن کے چاچو......اس کی پھپھیاں......سب ہی ریحانہ کے گھر موجود تھے۔ریحانہ کے شوہر رمیض بھی ایمن کے ابّو کے چھوٹے بھائی تھے۔اب وہ سب ہی ایک جگہ اکٹھے ہوئے پڑے تھے۔کمرے میں موجود تمام نفوس ہی جیسے دم سادھے بیٹھے تھے۔لیکن کوئی تھا ان

میں........ہاں کوئی تھا جس کے دل میں مانو خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے......ہاں وہ چودہ سالہ لڑکی......ہاں ہاں وہی......ہاں وہی جس کی چھٹی حس اسے اطلاع کر چکی تھی چار سال پہلے......ریحانہ کی بیٹی.........ہماری علیزہ!

"اب کیا کریں گے ہم لوگ؟"ایمن کی پھپھو رضیہ نے خاموشی کو توڑا۔

"کرنا کیا ہے؟اب رمضان سے بات کرو تم لوگ،وہی اس کا باپ ہے،وہی کچھ کرے گا۔"چاچوارحم نے جواباً کہا۔

"اب یہی کرنا پڑے گا۔اور حل ہی کیا ہے ہمارے پاس۔"رمیض نے ان کی تائید کی۔

"فلحال تو شگفتہ نے بات کرلی ہوگی ایمن سے،اب شگفتہ کا فون آئے گا تو ہی معلوم ہوگا۔"ریحانہ تھکے ہوئے لہجے میں بولیں۔

"ہونہہ......چلو دیکھتے ہیں۔ویسے بھی جو ناک کٹنی تھی کٹ گئی۔"ارحم غصے میں تپے ہوئے بیٹھے تھے۔باقی سب کو تو جیسے چُپ ہی لگ گئی تھی۔اچانک ہی ریحانہ کا فون بج اٹھا۔انہوں نے اپنے کی طرف دیکھا تو شگفتہ کی کال تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شگفتہ کی کال ہے۔" ریحانہ نے ان سب کو اطلاع دیتے ساتھ ہی فون اٹھا لیا، "ہیلو"...!

⟐......⟐......⟐

شگفتہ کے جانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ کمرے کا دروازہ لگا کر وہ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ کچھ لمحے وہ خلا میں گھورتی رہی۔ شگفتہ کی باتیں اس کے ذہن میں کسی فلم کی طرح گردش کر رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم نے حدید سے نکاح کر لیا ہے؟"

ایک موتی اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر زمین پر بے مول ہو گیا۔

"تم نے حدید سے نکاح کر لیا ہے؟"

اب ایک کے بعد ایک موتی اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر بہہ رہے تھے۔ ان کے ساتھ وہ خود بھی دروازے کے ساتھ لگی نیچے زمین پر بیٹھتی ہی چلی گئی۔

"تم نے حدید سے نکاح کرلیا ہے؟"

اب اس کے رونے میں اچانک سے شدت آگئی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"تم نے حدید سے نکاح کرلیا ہے؟"

اب وہ تقریباً روتے ہوئے چیخنے کو تھی۔اس کا دل مانو پھٹنے کو بے تاب تھا۔

"تم نے حدید سے نکاح کرلیا ہے؟"

"میری کوئی غلطی نہیں ہے......م......میری......ک......کوئی...... غلطی نہیں ہے۔" وہ روتے ہوئے پتا نہیں کس کو اپنے بے قصور ہونے کا ثبوت دے رہی تھی...شاید خود کو!

"تم نے حدید سے نکاح کرلیا ہے؟"

ایک بار پھر سے اس کے ذہن میں شگفتہ کی بات گونجی۔اور پھر آہستہ آہستہ وہ آواز تیز ہونے لگی۔اس نے زور سے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔اس آواز کو اس نے کہیں دبانے کی کوشش کی تھی۔

"تم نے حدید سے نکاح کرلیا ہے؟"

"نہیں ہے میری کوئی غلطی،...... نہیں ہے...... نہیں ہے۔" وہ اچانک روتے ہوئے چیخنے لگی اور پھر شدت سے روتی ہی گئی۔اب توروز کا یہی کام تھا اس کے لیے......رونا......رونا......اور صرف رونا۔کوئی اس سے بھی تو پوچھتا کہ آخر کیا ہوا تھا جو وہ یہ کرنے پر مجبور ہوئی......کوئی اس سے بھی پوچھتا کہ اس نے غلطی کیا کی تھی......کوئی اس سے بھی تو پوچھتا کہ آخر ہوا کیا تھا جو وہ یہ کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اس کا دل کر رہا تھا آج پوری دنیا کو چیخ چیخ کر بتائے کہ اس کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ کیوں سب لوگ بات کا ایک رُخ جان کر یقین کر لیا کرتے ہیں۔ کبھی وہ دوسرا رُخ جاننے کی کوشش کیوں نہیں کرتے،آخر کیوں؟

"یا اللہ آخر کوئی مجھ سے میرے نکاح کی مجبوری کیوں نہیں پوچھتا، آخر کیوں؟........کیوں؟" وہ ایک بار پھر سے شدت سے رونے لگی۔روتے روتے اس کی آنکھیں کب بند ہو گئیں اسے معلوم ہی نہ ہوا۔

دن لنگ گئے سکھاں آلے

غماں دی آ گئی رات وے بُلھیا

کلی جان تے گھُپ ہنیرا

سنگی جھڑ گئے راہ وچ بُلھیا

اوکھے پینڈے رب نہ لبھیا

تھک ہار کر سو گئے بُلھیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۞......۞......۞

اس کی آنکھ اپنے فون کی بجتی گھنٹی سے کھُلی۔ وہ ابھی بھی دروازے سے ٹیک لگائے اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی، آنکھوں کے پپوٹے رونے کی وجہ سے سوجھ چکے تھے۔ اچانک ہی اسے دوپہر میں شگفتہ سے کی جانے والی گفتگو یاد آئی اور ایک بار پھر سے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہو چکی تھی۔ اُسے تو کب سے چیختے چنگھارتے

اپنے فون کی بھی پرواہ نہ تھی۔ وہ اپنے رونے کے شغل میں پھر سے مصروف ہو چکی تھی۔ لیکن فون کرنے والا بھی نہایت ہی ڈھیٹ معلوم ہوتا تھا، فون نہ اٹھاتے دیکھ بھی اس نے اپنی کوشش تُرک نہ کی تھی۔ فون مسلسل بج رہا تھا لیکن مالک کو تو جیسے ہوش ہی نہ تھا اور فون کرنے والا بھی شاید اپنے ہوش سے غافل تھا جو فون پر فون کر رہا تھا۔ ایمن تنگ آ کر اٹھی اور مرے ہوئے قدموں سے چلتی ہوئی اپنے ٹیبل پر پڑے فون کی طرف بڑھی۔ سامنے جگمگاتا نام دیکھ کر تو اس کا منہ غصے کی شدت سے سرخ ہو چکا تھا۔ اس نے ایک بھی لمحے کی تاخیر کیے بغیر فون اٹھایا اور تقریباً چیختے ہوئے بولی۔

''مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ ہاں؟ خاندان میں ذلیل و خوار کر کے بھی تمہیں سکون نہ ملا جو اب تم مجھے فون کر کے میرے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہو۔''

''ہوا کیا ہے ایمن؟ ایسے کیوں بات کر رہی ہو؟'' فون میں سے حدید کی بھاری اور فکر مند آواز گونجی۔

''واہ! ......یہاں پر میری عزت کو تار تار کر کے تم پوچھ رہے ہو کہ کیا ہوا!'' وہ طنزاً بولی۔

''ہوا کیا ہے ایمن! مجھے بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے؟'' وہ بہت بے چین اور فکر مند دکھائی دیتا

تھا۔اس وقت وہ اپنے آفس میں موجود تھا۔

''شرم آ رہی ہے تمہیں مجھے رُسوا کر کے؟''غصے اور غم کی شدت سے اس کی آواز بھیگ گئی۔

''خُدارا مجھے سچ میں نہیں معلوم کہ تم ایسے پیش کیوں آ رہی ہو۔''اس کی بھیگی آواز سُن کر وہ فوراً سے اپنی آفس چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''ہاہ!......کیا ضرورت تھی باجی گوہر کو نکاح نامہ دکھا کر سب کچھ بتانے کی......انہوں نے مجھے سارے خاندان میں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔''روتے ہوئے کہتے ساتھ وہ آخر میں پھر سے چیخی۔حدید اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔اس کے تو ذہن و گماں میں بھی نہیں تھا کہ گوہر ایسا کر جائے گی۔ایمن اب پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ایک تو اس کا رونا اسے شدید تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا۔

''پلیز ایمن!خود کو سنبھالو،خدارا مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ ایسا کر جائیں گی۔''آفس میں ٹہلتے ہوئے اس نے اپنی کنپٹی کو دو انگلیوں سے مسلا۔اسے اس وقت حد سے زیادہ بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔

"بس کر جاؤ!......مت کرو اتنا دِکھاوا......میرا دل کٹ جاتا ہے۔" وہ روتے ہوئے التجائیہ بولی، اب تو حدید کا دل بھی کٹ کے رہ گیا، وہ اس کی محبت کو کیسے دِکھاوے کا نام دے رہی تھی۔

"ایمن پلیز!......ایسے مت کہو۔" وہ جیسے اس کی منت کرنے لگا۔

"چُپ کر جاؤ تم!......جب سے میری زندگی میں داخل ہوئے ہو، میری زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیا ہے تم نے۔ معلوم نہیں کون سی منحوس گھڑی تھی جب میرا تم سے پالا پڑ گیا تھا۔" اس کا لہجہ ٹوٹا اور بکھرا ہوا تھا، حدید کا مانو کسی نے دل بھینچ لیا تھا۔

"صبر رکھو ایمن!......سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے اسے پر سکون کرنے کی ایک ناکام سی کوشش کی۔

"کیسے صبر رکھوں میں......کیسے پر سکون ہو جاؤں، ہاں!......میرا دل پھٹ رہا ہے حدید۔ مجھے ایسے لگتا ہے مجھے کچھ ہو جائے گا۔" وہ ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گئی، "نہیں ہے مجھ میں ہمت زمانے سے لڑنے کی......اب کیسے مقابلہ کروں گی میں لوگوں کا۔" ایک بار پھر سے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ حدید نے فوراً سے فون کاٹ دیا۔ اسے تکلیف میں دیکھ کر خود بھی اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ کس منہ سے

اسے چُپ کرواتا! سارا کیا دھرا تو اسی کا تھا، وہ صرف اس کی وجہ سے تکلیف میں تھی۔ وہ خود بھی بے بس ہو گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ ایک طرف اس کے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے تو دوسری طرف اسے اپنی آپی پر حد سے زیادہ غصہ آرہا تھا۔

''یااللہ! ایمن کو صبر عطا کر، اسے ہمت دے۔'' چہرے پر جھکے ہوئے انداز میں ہاتھ پھیرتا وہ جھٹ سے اپنی ٹیبل کی طرف بڑھا اور وہاں سے اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتا وہ آفس سے باہر نکل گیا۔ اس وقت اس کا ارادہ اپنی آپی کی خبر لینے کا تھا، جو اس کے غصے کو ہوا دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتی تھی۔

ایمن ابھی بیٹھی آنسو ہی بہا رہی تھی رہی تھی جب اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اس کی ایک بیٹ مس ہوئی۔ اُسے معلوم تھا کہ دروازے کے اس پار کون ہو گا۔ کافی ہمت جمع کرنے کے اس قدم دروازے کی جانب بڑھے۔ اب جو ہونے والا تھا اس کے لیے اسے بہت ہمت کی ضرورت تھی۔

۞......۞......۞

"آپی! ......آپی!..." وہ تقریباً چیختے ہوئے گھر میں داخل ہوا۔اس کی آواز پر گوہر اپنے کمرے سے نکلی اور ساتھ ساتھ باقی گھر والوں کی بھی تشریف آوری ہو چکی تھی۔سب لوگ ہی اس کی نکاح والے کارنامے پر اس پہ دُکھی اور ناراض تھے۔

"آ گئے! ......بڑی جلدی خبر پہنچادی محترمہ نے تم تک۔" گوہر کا انداز طنزیہ تھا۔

"آپی! بس کر جائیں، کیا ملتا ہے آپ کو یہ سب کر کے، کیوں ہمیں سکون سے جینے نہیں دیتیں آپ۔" وہ بہت زیادہ غصے میں تھا۔

"ہونہہ......سکون میں تو پہلے تھے، بے سکون تو میں اب کروں گی اس ایمن کو، پتا نہیں کون سا کالا جادو کر دیا ہے اس نے تم پر، کہ تمہیں اس کے علاوہ کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔پورے خاندان میں اسے میں نے بدنام نہ کر دیا نا! تو میرا نام بھی گوہر نہیں۔" گوہر کے لہجے میں ایمن کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔

"خاموش ہو جائیں آپ! ......آپ بڑی ہیں اس لیے میں آپ کا لحاظ کر جاتا

ہوں، ورگرنہ ایمن کے خلاف بولنے والے ایک ایک شخص کو میں زمین پر پٹخنے کی طاقت رکھتا ہوں، اس لیے اس کے خلاف بولنے سے پہلے ہزار بار سوچا کریں......ورگرنہ میرا کوئی بھروسہ نہیں کہ میں آپ کے ساتھ کیا کر جاؤں۔"وہ نہایت ہی بدتمیز لہجے میں مخاطب ہوا۔

"حدید!......یہ کیسے بات کر رہے ہو تم اپنی بہن سے، تم سے بڑی ہے وہ۔"زینب کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اپنے بیٹے کے لہجے سے۔

"لیکن عقل پھر بھی ان کی گھٹنوں میں ہی ہے۔"ایمن کے آنسوؤں کا اثر تھا کہ کیا...وہ بدتمیزی کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"حدید!......"زینب اس بار چلائی تھی۔

"رہنے دیں امی! میں نے کہا تھا نا کہ محبت کا بھوت اس کے سر پر سوار ہو گیا ہے۔ پاگل ہو گیا ہے یہ اس لڑکی کے پیچھے۔ اس لیے اپنے آگے پیچھے دیکھنے سے بھی گریز نہیں کر رہا۔"گوہر نے غصے سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لیں۔

"ہاں ہو گیا ہے محبت کا بھوت میرے سر پر سوار......اس لیے دور ہی رہیں مجھ سے اور

ایمن سے......کیونکہ اگر یہ محبت کا بھوت سر چڑھ کر بولے گا نا......تو خدارا میں نہیں جانتا اس کا طوفان کس کس کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔" وہ سرخ مائل آنکھوں کے ساتھ کہتا سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"راحیل سمجھاؤ اپنے بھائی کو، پاگل ہو گیا ہے یہ......ایک تو غلطی کرتا ہے اوپر سے سینہ زوری۔" ریاض اپنی رعب دار آواز کے ساتھ اپنے دوسرے بیٹے سے مخاطب ہوئے، جوان کی بات پر سر ہلاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھا نا امی! کیسے بدتمیزی کر کے گیا ہے مجھ سے،...یہ سب اس ایمن کی پڑھائی ہوئی پٹیوں کا نتیجہ ہے۔ اس ایمن کو تو میں بخشوں گی نہیں......ہونہہ۔" وہ زمین پر پاؤں پٹختی اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

......

"بدنام کر کے رکھ دیا خاندان میں اس نے ہمیں۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں

چھوڑا اس نے...... آج اندازہ ہو رہا ہے مجھے کہ پہلے زمانے میں لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ کیوں دفنا دیا کرتے تھے۔ کاش میں بھی ایسا کچھ کر جاتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا مجھے...... میرے بڑھاپے کا ہی خیال کر لیتی۔" رمضان کا بس نہیں چل رہا تھا آج ایمن کو زندی غارت کر دیں۔

وہ بیڈ پر بیٹھی شدت سے رونے میں مصروف تھی۔ ابو کے الفاظ اسے حد سے زیادہ تکلیف پہنچا رہے تھے، اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ کہیں دور بھاگ جائے...... ان سب سے دور۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹھیک کہہ رہے ہیں ابو جی۔ یہ امید نہیں تھی مجھے اس سے، منہ مارا بھی تو کہاں مارا اس نے، اس گوہر کے گھر میں۔ ارے زرا سا ہی لحاظ کر لیتی ہم سب کا۔ میں تو اس سے شادی کر کے بھگت چکا ہوں لیکن تم نے کیوں بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسی کے بھائی کے ساتھ نکاح رچا لیا۔" فراز کا بس نہیں چل رہا تھا اپنی بہن کا گلا دبا دے۔ یا پھر اس دنیا سے ہی غائب کر دے اور بھول جائے اس کی کوئی بہن بھی تھی۔

"اب یہ بیٹھی ٹسوے کیوں بہا رہی ہو؟...... جو کارنامہ سرزند کرنا تھا تم نے وہ تو تم کر چکی...... اب خدا کے لیے ہم سے کوئی گناہ نا سرزند کروا دینا۔" رمضان اس پر اپنا قہر

برسا رہے تھے۔

"خاندان والے تھو تھو کر رہے ہیں ہمارے اوپر،......کیا جواب دیں گے ہم سب کو......یہ کہ ماں نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی لڑکی کی اچھی تربیت نہیں کر سکے۔" فراز کا لہجہ زہر خند تھا۔

"چھوڑو فراز! ہم بھی کس بے حیا اور بے شرم کے ساتھ اپنا منہ کھپا رہے ہیں۔" رمضان کے الفاظ کسی گالی کی طرح ایمن کے دل پر لگے تھے۔ وہ رو رو کر اپنے آپ کو مکمل طور پر ہلکان کر رہی تھی۔ "اپنا فون دو مجھے،......سارا قصور ہی اس فون کا ہے۔"

"رہنے دیں ابو! جو چن چڑھانا تھا وہ تو چڑھا دیا اس نے......اب فائدہ؟......چلیں آپ آرام کر لیں اب، عزت تو نیلام ہو ہی چکی ہے ہماری۔" فراز افسوس سے اپنا سر جھٹکتا رمضان کو اپنے ساتھ باہر لے جانے لگا۔ ابھی انہوں نے دروازے سے باہر قدم رکھا ہی تھا جب رمضان ایک دم سے پلٹ کر ایمن کی طرف بڑھے اور اس کا گلا دبوچ لیا۔

"میں قصہ ہی ختم کر دیتا ہوں، ویسے بھی عزت تو چلی گئی ہے، تھوڑی اور سہی۔" رمضان اپنے آپے سے باہر لگ رہے تھے......ایمن کی سانس اکھڑنے لگی

تھی......فراز جھٹ سے ان کی طرف بڑھا اور ایمن کو ان سے چھڑوانے لگا۔

''چھوڑیں ابو!......کیوں اس غلیظ کا قتل کر کے اپنے ہاتھ ناپاک کرنا چاہتے ہیں۔''فراز نے ایک جھٹکے سے ایمن کو رمضان سے چھڑوایا۔ایمن ایک دم زور سے کھانسی۔لیکن پرواہ کسے تھی۔

''میرا تو خود دل کر رہا ہے اس کی جان لے لوں......لیکن اپنے نفس پر قابو رکھنا آتا ہے مجھے اچھے سے۔''فراز رمضان کو کمرے سے لیے باہر نکل گیا۔پیچھے ایمن کو اپنے دل کی تکلیف کے آگے اپنی جان کا درد کم لگنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۞......۞......۞

''کیا ہے یار!کیوں سب کو بے سکون کر کے خود بھی بے سکونی میں ہے؟''راحیل اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جو اب اپنے بیڈ پر دراز آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔صاف مطلب تھا دفع ہو جاؤ۔

”حدید کیا ہو گیا ہے یار تجھے! کیوں اس لڑکی کے پیچھے پاگل ہو گیا ہے؟ ایسا کیا ہے اس میں،......میں تو کہتا ہوں طلاق دے کر اسے فارغ کر۔ دنیا میں خوبصورت لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔“ راحیل نے اس کی دُکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا۔ وہ جھٹ سے اٹھا تھا اور اپنے سے دو سال بڑے بھائی کو گریبان سے تھام چکا تھا۔

”شکل دیکھ کر فدا نہیں ہوا حدید اس پر......اس بات کو اپنے ذہن میں اچھے سے بٹھا لو، سمجھے!“ وہ تقریباً دھاڑا تھا اس پر۔

”بہت ہی بدلحاظ ہوتے جا رہے ہو۔“ راحیل نے اس کا ہاتھ اپنے گریبان پر تکتے کہا، ”درست کہتی ہیں آپی، محبت کا بھوت سر پر سوار ہو چکا ہے صاحبزادے کے، اس لیے آگے پیچھے دیکھنے سے بھی گریز نہیں کر رہے ہو۔ سب کچھ بھولتے جا رہے ہو تم،......اپنے سے بڑوں کی عزت بھی۔“ راحیل نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

”ہاں ہو گیا ہوں بدلحاظ! اور سب کو جا کر بتا دو کہ حدید سے دور رہے......بپھرے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنا نہیں مہنگا پڑ سکتا ہے۔“ اپنے سائیڈ میز پر پڑے واز کو وہ بے رحمی سے پھینک چکا تھا۔ واز چکنا چور ہو چکا تھا۔ اب وہ زمین پر بکھرا انہیں منہ چڑھا رہا تھا۔

"ہاہ!...... تمہارے ساتھ سر کھپانا یعنی اپنی موت کو دعوت دینے کے برابر ہے، اب میں نہیں آپ کے ابّا حضور آپ سے بات کریں گے۔" وہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ ظاہر ہے اس نے جانے میں ہی عافیت جانی تھی۔ کیونکہ رانا حدید ریاض کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ سائیڈ پر پڑا دوسرا واز اس بار اس کے سر کی زینت بنا دیتا۔

نیند نہ ویکھے بسترا، تے بھک نہ ویکھے ماس

موت نہ ویکھے عمر نوں، تے عشق نہ ویکھے ذات

......

راحیل کے جانے کے بعد اس نے اٹھ کر دروازہ بند کیا اور اپنا فون اٹھا کر ہمت کر کے ایمن کا نمبر ملا دیا۔

فون کی بجتی گھنٹی پر وہ اپنے فون کی طرف متوجہ ہوئی لیکن فون پر جگمگاتا نام دیکھ کر اس نے غصے اور بے بسی سے اپنی آنکھیں بھینچ لیں۔

"یہ آدمی مجھے کیوں سکون سے رہنے نہیں دیتا۔" فون سے نکلتی آواز کو اس نے والیوم بٹن کی مدد سے کہیں دبا دیا تھا۔اس کی حالت اس وقت قابلِ رحم تھی۔ سوجھی ہوئی آنکھیں......آنسوؤں سے تر چہرہ......گلابی ناک......جو کہ رونے کی وجہ سے حد درجہ زیادہ سرخ ہو چکی تھی...... گردن پر پڑے انگلیوں کے نشان......وہ اس وقت بے بسی کی اعلیٰ مثال معلوم ہوتی تھی۔

"یار ایمن فون اٹھاؤ!" وہ کمرے میں ٹہلتے ہوئے جیسے خود سے مخاطب تھا۔ایمن کو فون نہ اٹھاتے دیکھ اس ضدی شخص نے اپنی کوشش ترک نہ کی تھی۔وہ کوئی تیسویں بار اسے فون کر رہا تھا لیکن آگے سے وہ کال نہ اٹھانے کی ضد لگائے بیٹھی تھی۔آخرکار تنگ آکر اس نے میسج ٹائپ کرنا شروع کیا۔

میسج کی بجتی بیپ نے ایمن کو فون کی طرف پھر سے متوجہ کیا۔سامنے حدید کا پیغام جگمگاتا دیکھ اس نے بے دلی سے میسج کھول لیا۔

"اگر ایک منٹ کے اندر اندر تم نے فون نہ اٹھایا تو خُدا کی قسم میں تمہارے گھر پہنچ جاؤں گا۔"

یہ دھمکی آمیز پیغام پھر سے اس کے پارہ پارہ ہونے کا سبب بن چکا تھا۔ایک بار پھر سے

فون جگمگایا۔حدید کی ہی کال تھی۔اس نے ایک بھی لمحے کی تاخیر کیے بغیر فون اٹھالیا۔

"کیا مسئلہ ہے؟کیوں مجھے کچھ وقت بھی تنہا نہیں رہنے دیتے؟آخر کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا؟کون سے جرم کی سزا دے رہے ہو تم مجھے ہاں؟"وہ ایک ساتھ ہی اتنے سوال کر گئی۔

"کیسی ہو؟"اس نے جواب دینے کی بجائے اپنا ہی سوال کیا۔شاید وہ اس کے ان تمام سوالوں سے بچنا چاہ رہا تھا۔

"زندہ ہوں!ورنہ کوئی کسر نہیں چھوڑی تم نے مجھے اس دنیا جہاں سے رخصت کرنے کے لیے۔آج صرف تمہاری وجہ سے......صرف اور صرف تمہاری وجہ سے میرے ابو اور میرے بھائی مجھ سے اتنی نفرت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔اللہ کے لیے بخش دو مجھے!"وہ آخر منت کرنے پر مجبور ہو گئی۔

"کھانا کھایا تم نے؟"وہ اس کی باتوں پر کچھ بھی کہے اپنا اگلا سوال داغ چکا تھا۔

"نہیں کھانا مجھے سمجھے!"وہ تقریباً چیخی تھی،"تمہارا کوئی حق نہیں بنتا مجھ سے ایسے سوال کرنے کا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیوں نہیں حق رکھتا بھلاں! نلکح ہوں تمہارا۔سارے حق رکھتا ہوں تم پر۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی سب جتا گیا۔

"نہیں ہو تم میرے نلکح۔اس زبردستی کے نکاح کو میں بلکل نہیں مانتی۔" وہ روکھے انداز میں بولی۔

"خیر دنیاوالے تومان رہیں ہیں ناب! تمہارے ماننے نہ ماننے سے اب کیا ہوگا۔" وہ اس کا پارہ مزید ہائے کرچکا تھا۔

"خاموش!......ایک اور لفظ نہیں سنوں گی میں، سمجھے!......اب تم صرف میری سنوگے۔" وہ غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"ٹھیک ہے بولو!" وہ اب صرف اسے ہی سننا چاہتا تھا۔

"تم انتہائی بدتمیز، بددماغ اور غلیظ انسان ہوں۔بلکہ تم تو انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں ہو۔" وہ دانت پردانت جمائے ایسے بولی جیسے اس کے دانتوں کے نیچے حدید ہو۔

"اور کچھ!......" اسے اپنی تعریف شاید بہت کم لگی تھی۔

"اور......اور تم جاہل، نکمے، بے شرم، بے حیا، گندے کوڑے میں سے نکلے مچھر اور

پتا نہیں کیا کیا ہو۔"اس کے آخری جملے پر حدید کے چہرے پر بے اختیار ہی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بس ہو گیا!......"ایمن کو محسوس ہوا جیسے وہ ہنسا تھا۔

"تم......انتہا کے خود غرض، بداخلاق اور گندے انسان ہوں۔"وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔

"محترمہ! میں آپ کے یہ سارے القابات دل و جان سے قبول کرتا ہوں۔"اس شخص کو تو اس لڑکی کی ہر چیز قبول تھی۔

"مہربانی کر کے جان بخشو میری!..."وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس ضدی شخص کے آگے منت کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

"چلو، اب شاباش جلدی سے اٹھو۔"وہ اب اسے اٹھنے کی تاکید کر رہا تھا۔نہ جانے وہ شخص کیا چاہتا تھا۔

"اٹھو!..."ایمن کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ پھر سے مخاطب ہوا،"اور میری بات سے انکار کرنے کی صورت میں تم جانتی ہو میں کیا کروں گا، اس لیے بہتر ہے

میری بات مان لو۔" وہ اس کے "نہ" کرنے سے پہلے ہی اسے دھمکی دے گیا۔ وہ بادل نخواستہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ شاید یہ اس کی دھمکی کا ہی اثر تھا۔

"اٹھ گئی ہوں۔" فون میں سے لڑکھڑاتی آواز گونجی۔

"گُڈ!......اب واشروم کا رُخ کرو۔" وہ اب اسے اگلے لائحہ عمل کی تاکید کرنے لگا۔

"کیا؟..." اس نے اچنبھے سے پوچھا۔

"میں نے کہا اب واشروم کا رُخ کرو۔" اس نے پھر سے اپنی بات دہرائی۔ وہ مرے ہوئے قدموں سے واشروم میں پہنچی۔

"پہنچ گئی!......" رونے کی وجہ سے اس کی آواز حد درجہ تک بھاری ہو رہی تھی۔

"شاباش!......اب جلدی سے اپنا منہ دھو۔" اگلا حکم صادر کیا گیا جس کو بجالانا تو ایمن کا فرض تھا۔ ورنہ اس کی دھمکیوں کا کوئی بھروسہ نہیں تھا، وہ جو کہتا تھا، وہ کر گزرتا تھا۔ جس کی ایک نافرمانی کا خمیازہ وہ پہلے بھی بھگت چکی تھی۔

اس نے بیسن کا نل کھولا تو پانی دھارے کی طرح بہنے لگا۔ نل کھُلنے کی آواز اسے فون کے اندر سے سنائی دی تو ایک تسلی بخش احساس نے اسے آن گھیرا۔ فون کو ایک طرف

رکھتی وہ اپنا منہ دھونے لگی۔پانی کے تھپڑوں کی چاپ اسے فون میں سے سنائی دی۔منہ دھو کر ایمن نے نل کو بند کیا۔اور بے ساختہ ہی فون کو کان سے لگا بیٹھی۔

"بیگم! مجھے بھی کیا گیلا کرنے کا ارادہ ہے،منہ تو خشک کر لیں۔"ایمن نے خفیف انداز میں فون کو گھورا اور پھر تولیے سے اپنا منہ خشک کرتی فون دوبارہ کان سے لگا گئی۔

"چلو اب کچن کی طرف چلو۔"اس کے اگلے حکم کی تکمیل کرتے وہ کچن کی طرف چل دی۔

"اب جلدی سے دیکھو کھانے کے لیے آس پاس کیا موجود ہے۔" بے شک وہ شخص اس کا خیال رکھنا بہتر جانتا تھا۔اس نے کچن کاؤنٹر پر پڑے صرف ایک سیب اٹھانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"اٹھالیا ہے میں نے سیب!..."یہ کہتے ساتھ وہ کچن سے نکلنے لگی۔

"رُکو رُکو!......"وہ شاید اس کے قدموں کی چاپ سُن چکا تھا اس لیے فوراً سے بولا۔

"اب کیا ہے؟"وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"فرج کھولو اور دودھ کا گلاس بھر کر کمرے کی طرف رُخ کرو۔"اس کی بات پر عمل

کرتے ہوئے اس نے اپنے کمرے کی جانب کا رُخ کیا۔

"اب فون کو سپیکر پر کر کے ایک طرف رکھ دو۔" اس نے اس کی بات کے عمل میں ایسا ہی کیا۔

"اب جلدی سے سیب کھاؤ۔ جب تک تم نہیں کھا لیتی میں فون پر ہی ہوں۔" اس کے اگلے حکم میں ایمن نہ چاہتے ہوئے بھی سیب کے ساتھ انصاف کرنے لگی۔ سیب کے ہر لقمے کی آواز اسے فون پر مکمل طور پر سنائی دے رہی تھی۔ وہ اب پر سکون ہو گیا تھا۔

"اب جلدی سے دودھ کا گلاس ختم کرو۔" وہ اس سے کسی ماں کی طرح پیش آ رہا تھا۔ ایمن نے دودھ بھی پی لیا۔

"جلدی سے بیڈ پر لیٹو اور لحاف کو اپنے اوپر اوڑھو، سردی بہت ہے۔" ایمن نے یہ بھی کر لیا۔

"چلو اب سو جاؤ رات بہت ہو گئی ہے۔" وہ اس سے نرمی کے ساتھ مخاطب ہوا۔

"کیا؟......رات ہو گئی؟" اس نے فوراً سے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ "ہائے اللہ! ابو جی بھی آنے والے ہوں گے، اور بھائی کو بھی بھوک لگی ہو گی۔" وہ فکر مند لہجے میں

بستر سے اٹھنے لگی۔

"ارے ارے رُکو پاگل لڑکی!......"وہ جھٹ سے بولا،"وہ مرد ہیں۔مردوں کو اپنا خیال رکھنا آتا ہے۔اس لیے سو جاؤ۔"

"لیکن"......

"لیکن ویکن کچھ نہیں......اب واپس سے لیٹ کر اپنی آنکھیں بند کر و اور فون کو ایک طرف رکھ کر سپیکر پر ہی رہنے دو۔"وہ اس بار زرا سختی سے بولا۔ایمن نے ایسا ہی کیا۔اب وہ تھوڑا پر سکون ہو گئی تھی۔خوف تو کہیں دور جا سویا تھا۔انسان کو تو بس تھوڑی محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔تھوڑی دیر بعد ہی ایمن کی بھاری سانسوں کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔حدید کو لگا اس کے دل پر سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا تھا۔

......۞......۞

کچھ ماہ بعد......

سب کچھ معمول پر آگیا تھا ان سب کی زندگی میں۔رمضان اور فراز ایمن سے اب تلخ نہیں ہوا کرتے تھے۔ظاہر ہے اکلوتی بہن اور بیٹی سے کوئی کب تک خفا رہ سکتا تھا۔خاندان والوں نے باتیں کرنا اب بند کر دی تھیں۔ظاہر ہے لوگوں کا کام تو باتیں کرنا ہی ہوتا ہے۔کچھ دن بعد وہی لوگ اور وہی آپ ہوتے ہیں۔ذلت اور بدنامی کا خوف تو کہیں دور جا سوتا ہے۔ایمن بھی اب کچھ مطمئین ہو گئی تھی۔حدید کا فون اسے دن میں تقریباً دس بار موصول ہوتا تھا۔اب وہ بھی حدید کے ساتھ زیادہ سخت نہیں ہوا کرتی تھی۔حدید اس سے پتا نہیں کون کون سی گفتگو کرتا رہتا جس کا جواب وہ صرف چند الفاظ میں دیا کرتی تھی۔اب یہ تھا کہ اسے حدید سے محبت تو نہیں ہوئی تھی خیر!.........اسے اس شخص کی عادت ہو گئی تھی۔اور عادت تو محبت سے بھی زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔اگر حدید کال کرنے میں ذرا سی بھی تاخیر کرتا تو وہ حد درجہ بے چین ہو جایا کرتی تھی۔لیکن وہ یہ ظاہر کرنے سے ڈرتی تھی۔کہیں نا نہیں اسے بھی حدید کی محبت کا یقین آگیا تھا۔

آج ایمن کے چچا اور خالہ زاد ارمان کی مایوں تھی۔ سب ہی بہت خوش تھے۔ آج تو شگفتہ کے گھر میں بہت ہی چہل پہل تھی۔ ظاہر ہے اکلوتے بیٹے کی شادی جو تھی۔ گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔ کچھ مہمانوں کی تو ابھی آمد ہی نہیں ہوئی تھی اور یہ وہی مہمان تھے جنہوں نے بہت دور اور دوسرے شہروں سے آنا تھا۔ ایمن بھی اب لوگوں کا سامنا کرنے سے زیادہ خوف نہیں کھاتی تھی، اس لیے وہ بہت خوشی سے شادی میں شریک ہوئی تھی۔ اس کی تو جاب بھی لگ چکی تھی ایک گورنمنٹ ٹیچر کی۔ حدید نے تو اسے منع بھی کیا تھا کہ نہ کرے جاب۔ اسے کیا ضرورت تھی ایسی "چھوٹی موٹی جاب" کرنے کی۔ خیر بگڑے نوابوں سے اسی بات کی ہی تو توقع کی جاسکتی ہے جنہوں نے پیدا ہوتے ساتھ ہی سونے کا نوالہ منہ میں رکھ کر چبایا ہو۔ وہ کیا جانے گورنمنٹ جاب کسی غنیمت سے کم نہیں ہوتی۔ ایمن کا ہر بار یہی جواب ہوتا تھا کہ وہ جاب نہیں چھوڑنا چاہتی۔ حدید بھی اس کی خوشی کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا۔

"آجاؤ سارے ہم ایک اچھی سی تصویر بنا لیتے ہیں۔" ایمن نے ان ساری لڑکیوں کو اپنی طرف مخاطب کر کے کہا جو اپنے آپ کو کسی اپسرا سے کم نہیں سمجھ رہی

تھیں۔ فیشن توان لڑکیوں کے عروج پر تھے۔اوران لڑکیوں میں اور کوئی نہیں بلکہ ہماری پیاری رانیہ، طیبہ ،اریبہ اور علیزہ موجود تھیں۔بچاری دولہے بھائی کی بہن الوینہ تومہمانوں کے جھرمٹ میں ہی کہیں پھنسی ہوئی تھی۔

"آجا آجا علیزہ تصویر بنانے چلتے ہیں۔" رانیہ نے علیزہ کو اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے کہا جو کہ تھوڑا ہچکچا رہی تھی۔ لیکن اس کی یہ ہچکچاہٹ بھی تب ختم ہو گئی جب ایمن نے خود اس سے یہ کہہ دیا۔ "آجاؤ علیزہ تم بھی آجاؤ سارے اکٹھے تصویر بناتے ہیں۔" علیزہ تو خوشی سے بھرپور آگے بڑھی تھی۔ لیکن اس نے اِرد گرد کا جائزہ لے کر اپنی ماں کے نہ ہونے کی تصدیق ضرور کرلی تھی۔ خیر وہی خاندانی مسئلے مسائل اوران کی لڑائی۔ بچارے بچے بھی اس میں کہیں دب کر رہ جاتے ہیں۔ پتا نہیں اپنی لڑائیوں میں وہ بچوں کو کیوں بیچ میں گھسیٹ لیتے ہیں۔ ان معصوموں کا تو کوئی قصور نہیں۔ اب وہ ساری چھوٹی چھوٹی محترمائیں تصویریں بنانے میں گُم تھیں۔ ان کے تو سٹائل اور پوز چیک کرنے والے تھے۔

"رُکو رُکو!......میں بھی آئی۔" زرتاشہ بھی بھاگتی ہوئی آئی تھی تصویر کے لیے۔ جو تقریباً ایمن کی ہم عمر ہی تھی۔

"سارے آجاؤ!......میرے فون کا ستیاناس پھیرنے۔"ایمن نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

"اُف اللہ!......میری تصویر کتنی بُری آئی ہے۔"طیبہ نے منہ بنا کر کہا۔

"جیسی شکل ہو گی، ویسی ہی آئے گی۔"یہ زرتاشہ کے الفاظ تھے جو کہ طیبہ کی بڑی بہن تھی۔ یہ الفاظ سنتے ہی علیزہ کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔ایمن کی بھی ہنسی نکل گئی تھی۔طیبہ جو کہ کب سے فیشن کو اپنے پیچھے گرانے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی اس کا بھی منہ لٹک گیا۔

"ویسے طیبہ!.........بستجی نہیں ہو گئی۔"علیزہ نے جیسے ہنس کر تمسخر اڑایا۔ان لڑکیوں کی نوک جھونک ایسے ہی جاری تھی۔

۞......۞......۞

"ایمن! پھر کیا بنا تمہارا؟"وہ خواتین کے بیچ میں بیٹھی تھی جب اس کی خالہ رضوانہ نے پوچھا۔اس کی دوسری خالہ، ماسیاں اور مامیاں بھی موجود تھیں۔

"کس چیز کا؟" ایمن نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"ارے تیرے رشتے کا! تیرے سسرال والے مانے کہ نہیں؟" خالہ کی بات پر ایمن کا دل کٹ کے رہ گیا۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو مصیبت میں تو ساتھ چھوڑ جاتے ہیں لیکن زخموں پر نمک چھڑکنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اچانک ہی اس کی آنکھیں لباب پانیوں سے بھر گئیں جس کو سب کی نظروں سے بچا کر اس نے بڑی مشکل سے پیچھے کی طرف دھکیلا۔

"نہیں آنٹی! ابھی تک کچھ نہیں بنا۔" اسے اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"گوہر کیا کہتی ہے، کیا وہ نہیں مان رہی...... ویسے گوہر چاہتی کیا ہے؟...... آخر مسئلہ کیا ہے اسے فراز سے؟...... اتنا اچھا اور معصوم تو ہے ہمارا فراز...... لیکن اس کی تو ناک کے نیچے ہی نہیں۔" ان خواتین کی تلخ گفتگو شروع ہو چکی تھی۔ لوگوں کا کام تو ایسے ہی باتیں کرنا ہوتا ہے۔ لوگ باتیں کرنا بے شک کم کر دیں۔ لیکن لوگ باتیں کرنا چھوڑتے نہیں ہیں۔ اس لیے آج تک ہمارا معاشرہ اسی ایک جملے کے ساتھ جی رہا ہے کہ "لوگ کیا کہیں گے؟"

ایمن اپنی ہی بے بسی پر ہلکا سا مسکرادی۔ لیکن کیا کچھ نہیں تھا اس کی ایک مسکراہٹ کے پیچھے۔ درد، تکلیف، دُکھ، رنج اور لوگوں کا مقابلہ نہ کرنے کی ہمت کا خوف۔

"چلو بس اب اللہ ہی اچھی کرے گا۔" وہ خواتین اب ایک دوسرے کے ساتھ اسی موضوع پر گفتگو شروع کرچکی تھیں۔اب عورتوں کو تو کوئی نا کوئی بہانہ چاہیے ہوتا ہے گفتگو کرنے کا۔ توانہوں نے گفتگو کے لیے یہ ایک تلخ موضوع چُن لیا تھا۔ان کی گفتگو سے ایمن کا دل چھلنی چھلنی ہورہا تھا۔

"ایمن آپی! زرا اپنا فون لے کر آنا، ہم تصویریں بناتے ہیں۔" یہ رانیہ تھی جو کسی فرشتے کی طرح اس کے سرپر نازل ہوئی تھی۔اسے تو کوئی بہانہ چاہیے تھا اس تلخ آمیز گفتگو سے بچنے کا۔اس لیے جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور رانیہ کے ساتھ چل دی۔

"شکر ہے آپ آ گئیں! میں نے تو ابھی تک ایک بھی تصویر نہیں لی، میری بھی بنادو کوئی۔" یہ علوینہ تھی۔جو ان سب میں سب سے مسکین دِکھائی دے رہی تھی۔میک اپ کے نام پر اس نے صرف ایک لپ سٹک لگانے پر اکتفا کیا تھا۔اور وہ لپ سٹک بھی کیا ہی تھی، اتنی ہلکی کہ معلوم ہی نہ ہورہی تھی۔وہ صدا کی میک اپ سے دور بھاگنے والی لڑکی تھی۔میک اپ اسے اپنے چہرے پر کسی بوجھ کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ہوتی

ہیں نا ایسی کچھ لڑکیاں۔بس وہ انہیں میں سے ایک تھی۔ابھی وہ سب تصویر لینے کے لیے بڑے سٹائل سے پوز بنا کر کھڑی تھیں کہ لاؤنج کا دروازہ کھلا اور مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔جی ہاں یہ وہی مہمان تھے جہنوں نے دور دور سے آنا ہوتا ہے۔یہ ایمن کی خالہ،ماموں اور ان کی فیملی تھی۔بیچاری علوینہ کا تصویر بنوانے کا خواب پھر سے ادھورا رہ گیا۔وہ مہمانوں کی خاطر داری میں مصروف ہو چکی تھی۔اس کی شکل دیکھنے والی تھی۔علیزہ کا تو بس قہقہہ نکلتے رہ گیا۔وہ صدا کی ہنس مکھ تھی۔ہاں جی یہ انہیں میں سے تھی جن کو سیریس سیچویشن میں بھی ہنسی آجایا کرتی تھی۔وہ ساری اب ان سے ملاقات کے بعد پھر سے اپنے فوٹو سیشن میں سخت مصروف ہو چکی تھیں۔فوٹو سیشن کرتے وقت اچانک ہی ایمن کا فون بجا۔سامنے جگمگاتا نمبر دیکھ ایمن کا پارہ چڑھ گیا۔وہ اس شخص کو اچھی طرح سمجھا کر آئی تھی کہ اسے کال نہ کرے پر وہ صدا کا ضدی انسان جس کو کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا وہ اب پھر فون کر رہا تھا۔فون ایمن کے ہاتھ میں تھا کیوں کہ فوٹو گرافر کا کام اسے سونپا گیا تھا۔وہ جلدی سے ان سب سے معذرت کرتی چینجنگ روم میں گھس گئی کیونکہ اس وقت وہ واحد جگہ ایسی تھی جہاں کوئی موجود نہ تھا۔

"میں نے کتنی بار کہا تھا تم سے کہ مجھے کال مت کرنا مت کرنا۔ لیکن تم پر تو میری کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تمہارا نمبر تو میں کتنی بڑی مصیبت میں پھنس سکتی تھی تمہیں معلوم ہے۔" وہ فون اٹھاتے ساتھ بغیر اس کی سنے اپنی ہی شروع ہو چکی تھی۔ اور وہ تو جیسے اسے ہی سننے کو بیٹھا تھا۔ اس لیے پوری توجہ سے اس کی جانب متوجہ تھا۔ "خُدا پوچھے تمہیں!......پہلے ہی زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے اور اب اور عذاب بنانے پر تلے ہو......تم چاہتے کیا ہو آخر مجھ سے۔ نہ میری جان بخشتے ہو اور نہ ہی مجھ پر رحم کھاتے ہو۔ آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ ہاں!" وہ اب اپنی ساری بھڑاس اس پر نکال رہی تھی۔ خواتین کی باتوں کا غصہ بھی اب وہ اسی پر نکال رہی تھی۔ اور شاید وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھا اس لیے اس کی بھڑاس سننے کے لیے ہی فون کر بیٹھا تھا۔ لوگ اکٹھے ہوں۔ اور باتیں کیسے نہ ہوں!......یہ بات وہ شخص اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لیے ان خواتین کی باتوں کا اثر زائل کرنے کے لیے ہی اس شخص نے اسے فون ملایا تھا۔ اس کی ساری بھڑاس لبوں پر مسکراہٹ لیے سننے کے بعد وہ اچانک ہی فون کاٹ چکا تھا۔

"ہیلو!......ہیلو!......اُف، میرا فون کاٹ دیا!......اس کی اتنی ہمت۔" اب اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کا غصہ آسمانوں کو چھونے لگا۔کیا اس شخص نے صرف اسے تنگ کرنے کے لیے فون کیا تھا۔وہ غصے سے پاگل ہونے لگی۔"اسے تو میں گھر جاکر دیکھوں گی۔"یہ کہتے ساتھ وہ چینجنگ روم سے باہر آچکی تھی۔

اگر اس شخص نے اس کا دھیان ہٹانے کے لیے فون کیا تھا تو وہ کامیاب ہو چکا تھا۔اس کا دھیان اور غصہ اب صرف حدید پر تھا۔اور یہی تو وہ چاہتا تھا کہ اس کے علاوہ وہ کسی اور کے بارے میں نہ سوچے۔وہ شخص سچ میں اس کے پیچھے پاگل تھا......رانا صاحب محبت میں پاگل ہو گئے تھے۔

"ایمن!......"شگفتہ نے ایمن کو پکارا تھا۔

"جی آنٹی!......"اس نے فرماں برداری کا مظاہرہ کیا۔

"بیٹا!......ارمان،علوینہ اور آنٹی رمشہ 'مایوں لے کر جارہی ہیں سندلین کے گھر،تم بھی ان کے ساتھ چلی جاؤ،گھنٹے تک کی بات ہے بس۔"آنٹی کی بات پر وہ کیسے منع کر سکتی تھی اس لیے جھٹ سے مان گئی۔

"ٹھیک ہے آنٹی!میں چلی جاؤں گی۔"

مایوں کی رسم ادا ہو چکی تھی۔ارمان کے تو جیسے خوشی سے پاؤں ہی زمین پر نہ ٹک رہے تھے۔وہ کبھی اِدھر تو کبھی ادھر دوڑیں لگا رہا تھا۔فون تو اس کے کان سے جُدا ہی نہ ہو رہا تھا۔فون کان سے لگائے ایک مسکراہٹ اس کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔سب کزنز اسے مشکوک نظروں سے گھور رہے تھے۔ان کا خیال تھا کہ وہ بھابھی صاحبہ کے ساتھ گپے ہانک رہا ہے۔انہوں نے تُکا لگایا تھا جو کہ ٹھاہ کر کے نشانے پر لگا تھا۔

"بس کر جاویرے!......ساری عُمر پا بھی نوں ہی جھیلنا ہے۔"یہ احمد تھا۔جو کہ اپنے مخصوص پنجابی اسٹائل میں اسے چھیڑ رہا تھا۔

"آج تو کوئی لفٹ شفٹ ہی نہیں بھائی کی ہمارے ساتھ۔"یہ بلال تھا۔ارمان کا کزن پلس بچپن کا بیسٹ فرینڈ۔رہتا وہ اس سے تین سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔لیکن دوستی ان کی عروج پر تھی۔

"اچھا یار اب میں چلتا ہوں، مجھے ضروری کام ہے۔ شادی والا گھر ہے۔" ارمان انہیں ٹالتے ہوئے وہاں سے کھسکنے میں مکمل طور پر کامیاب ہو چکا تھا۔

"جھوٹ بولی جا رہا ہے، بھابھی کے پاس گیا ہے۔" رحمٰن نے بلکل صحیح اندازہ لگایا تھا۔

"کوئی نہیں پُت!...... چار دن دی چاندنی فیر ھنیری رات۔" احمد نے دل سے آہ بھری۔ سارے کزنز کا ایک ساتھ قہقہہ گونجا تھا۔

۞......۞......۞

سارے مرد حضرات کو وہ اوپر چھت پر بھیج چکے تھے۔ کچھ مہمان جو کہ قریب سے آئے تھے وہ سب جا چکے تھے۔ ریحانہ بیگم بھی اپنے گھر کو روانہ ہو گئی تھیں۔ لیکن علیزہ نے شادی والے گھر میں ہی قیام کا فیصلہ کیا تھا در اصل علوینہ نے اسے اپنے پاس رُکنے کا کہا تھا۔ لیکن کوئی ایک گھنٹے کے قریب ہو گیا تھا لیکن اسے علوینہ دِکھائی نہ دی۔ اس معصوم کو کون بتاتا وہ بغیر ان سب مہمانوں کو بتائے مایوں پر چلی گئی ہے۔ خیر اب صحن

میں صرف عورتیں موجود تھیں۔مایوں کا فنکشن اُدھر ہی کیا گیا تھا۔اب عورتوں کا میلہ لگنا تھا۔پنجابیوں میں سرائیکی میلہ۔

میں ہاموجے کھاںچھایاماہی

میں سُتی پئی نوں جگایاماہی

میں پوچھیاجو پھیرا کیویں پایااِی

خیال اج میرا کیویں آیااِی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خواتین سرائیکی موسیقی کی دھُن پر آس پاس کا ہوش بھُلائے ناچنے میں مصروف تھیں۔آج تو وہ بھی بھنگڑے ڈال رہی تھیں جن کو کبھی بھی چارپائی سے اٹھتے نہیں دیکھا تھا۔شگفتہ اپنے دیسی اسٹائل میں ناچتی سب کو حیران کر رہی تھی۔آخراکلوتے بیٹے کی شادی تھی۔ان کا ڈانس تھا کہ کیا،جوان نسل تو ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھی۔

"یار آنٹی کو تو دیکھو،......ہاہاہاہاہا۔"علیزہ کے تو پیٹ میں درد ہونے لگا

تھا۔رانیہ،طیبہ،زرتاشہ اور اریبہ کے حالات بھی اس سے کچھ کم نہ تھے۔وہ سب ہنس ہنس کر ادھ موئی ہو گئی تھی۔علیزہ ہنستے ہوئے اٹھی اور ان بوڑھی نسل کے ناچ میں شامل ہو گئی۔

میں اکھیں ملیاں تے اٹھی بسجھ کے

میں منہ بو چھن دے وچ کر کے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علیزہ تو ہنستے ہوئے گلا پھاڑ کر بوڑھی نسل کے ساتھ ناچ رہی تھی۔وہ سب مل کر ٹھمکے لگا لگا کے ناچ رہی تھیں۔ان کا ڈانس آخری لیول تک مضحکہ خیز تھا۔اچانک سے دروازے پر بیل ہوئی۔دروازہ کھولنے پر ایمن اور علوینہ اندر داخل ہوئیں اندر کے حالات دیکھ ان کی تو خود کی ہنسی چھوٹ گئی۔

اشارے وچ بجھایا ماہی

میں ستی پئی نوں جگایا ماہی

ان کا رقص تھا کہ کوئی مزاحیہ ڈرامہ، وہ سب ہنس ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے۔ ایمن کی تو حالت ہی خراب ہو چکی تھی۔ اگر اس وقت حدید اسے اس حالت میں دیکھ لیتا تو صدقہ اتارے بغیر نہ رہ پاتا۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

اوہ پلیتا رج رج کے لائے چھیڑے

جُدائیاں والے میں قصے چھیڑے

علیزہ نے زرتاشہ، اریبہ، رانیہ اور طیبہ کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔وہ ملنگنیاں بن کر ناچ رہی تھی جیسے گانے کا روگ لگ گیا ہو۔

تے کیوں میکو بُلا یا ماہی

میں ستی پئی نوں جگا یا ماہی

میں بُجھیا جو پھیرا کیویں پایا ای

خیال اج میرا کیویں آیا ای

وہ سب تالیاں مار مار کر لڈیاں ڈال ڈال اپنے دیسی اسٹائل کا ستیاسا پھیر رہی تھیں۔ان

سب نے ایمن اور علوینہ کو بھی بیچ میں گھسیٹ لیا۔اب وہ سب مل کر ناچ کی توہین کر رہی تھیں۔ایمن تو ناچ کم اور ان سب کو دیکھ ہنس زیادہ رہی تھی۔

میں ہاموجے کھا بچھایا ماہی

میں ستی پئی نوں جگایا ماہی

اتنے میں دروازے پر پھر دستک ہوئی،علوینہ نے جھانک کر دیکھا تو ارمان تھا۔صدا کی ڈرپوک،ارمان سے ڈرنے والی علوینہ نے جھٹ سے دروازہ کھول دیا۔وہ اندر داخل ہوا اور سامنے کا حال دیکھ کر وہ سناٹے میں آ گیا۔وہ غصے سے ان سب کو گھور رہا تھا۔سب کی نظر جیسے ہی اس پر گئی ان سب کا ناچ وہیں ختم ہو گیا۔اب وہ سہمی ہوئی نظروں سے،غصے کے تیز انسان ارمان کو دیکھ رہی تھیں۔وہ غصے سے ان سب کی طرف بڑھا۔

"کیا ہے یہ سب؟......شرم آ رہی ہے آپ سب کو۔" صحن میں جیسے سکوت چھا گیا

تھا۔ارمان غصے سے ڈیک کی طرف بڑھا۔اب سب کی تو جان ہی آدھی ہو رہی تھی۔اچانک ہی ڈیک کی آواز حد سے زیادہ تیز ہو گئ۔یہ کیسے ہوا تھا۔ان سب نے ارمان کی طرف دیکھا۔

"ارے یار!......بندہ آواز تو زیادہ کر لے،پتا چلنا چاہیے شادی والا گھر ہے۔"ارمان نے دبی مسکراہٹ کے ساتھ سب کی حیرت کو دیکھا۔سب لوگوں کا فلک کو چیرتا ہوا قہقہہ گونجا۔اب وہ سب ارمان کو درمیان میں کھڑا کر چکے تھے اور اس کے اِرد گرد گھومتے ہوئے لڈیاں ڈال رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ خوشی تو انکھیاں گھر آیاں

انکھیں وچ ہنجو اُتر آیاں

میں کوں گاٹے چلا یاماہی

میں ستی پئی نوں جگا یاماہی

اب تو ارمان بھی مسکراہٹ کے ساتھ سب انجوئے کر رہا تھا۔ شگفتہ بار بار اس کی بلائیں لے رہی تھیں۔ باقی عورتیں بھی ایسا ہی کچھ کر رہی تھیں۔ جبکہ جوان نسل سب سے زیادہ مزے لوٹ رہی تھیں۔

میں پوچھیا جو پھیرا کیویں پایا ای

خیال اج میرا کیویں آیا ای

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچانک سے ایمن کے فون کی بیپ بجی۔ حدید کا میسج تھا۔ اس نے کھولا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے۔

اوہ میں آٹا گُنیا تے کٹی چوری

میرے دل دی تھئی پوری

میں عاجز نوں ہنسایا ماہی

میں سُتی پئی نوں جگایا ماہی

"بڑے قہقہے لگائے جا رہا ہے ہمارے بغیر۔ کیا خیال ہے! صدقہ اتار دوں۔" اس کا میسج تھا کہ کیا۔ ایمن کے سر پر مانو بجلیاں گر رہی تھیں۔ مطلب کہ وہ یہیں کہیں تھا۔ لیکن اس کے آس پاس تو صرف عورتیں ہی تھیں۔ ایمن نے حدید کو فون ملایا۔ کسی کا بھی دھیان اس پر نہ تھا سب اپنے آپ میں مگن تھے۔ حدید فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ غصے کی ایک تیز لہر اس کے جسم سے ہو کر گزری۔ جبکہ وہ تھوڑی دور چھت پر کھڑا اسے ہی مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

میں پچھیا جو پھیرا کیویں پایا ای

خیال آج میرا کیویں آیا ای

◈......◈......◈

"فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے میرا؟"فون اٹھاتے ساتھ ہی وہ بھڑک اٹھی تھی۔

"خیر ہے! آج لوگوں کو ہماری یاد آرہی ہے۔"اس کا انداز شرارت لیے ہوئے تھا۔

"تمہیں یاد کرتی ہے میری جوتی۔"ٹکا سا جواب آیا تھا۔

"چلو کوئی تو یاد کرتا ہے ہمیں......تمہاری جوتی ہی سہی۔"وہ اسے تپانے کے فُل موڈ میں تھا۔

"شٹ اپ!......میں نے تمہاری فضولیاں سننے کے لیے فون نہیں کیا۔"وہ تقریباً چیخی۔وہ اس وقت گھر کے اندر موجود تھی۔باقی سب تو صحن میں ہی ناچ رہی تھیں ابھی تک۔

"چلو! کسی وجہ سے تو یاد فرمایا آپ نے اپنے اس مجازی خُدا کو۔"وہ اسے چڑا رہا تھا،اور مزے کی بات ہے وہ چڑ بھی رہی تھی۔

"زیادہ خوش فہمیاں پالنے کی ضرورت نہیں۔مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس وقت کہاں

ہو؟" وہ سیدھا مدعے کی بات پر آئی۔

"خدا کی قسم، بیگم! میں اس وقت کسی بھی لڑکی کے ساتھ موجود نہیں ہوں۔" وہ شرارت سے بولا، ایمن کا بی پی شوٹ کر گیا۔

"میں نے پوچھا ہے کہ اس وقت کہاں ہو؟ یہ نہیں پوچھا کس کے ساتھ ہو"!

"میں ایک لڑکے کے ساتھ ہوں۔" وہ شرارت کرنے سے باز نہ آیا۔

"میں نے کیا پوچھا ہے تم سے، حدید!" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"ہاں ہاں پتا ہے۔ تم روایتی بیویوں کی طرح مجھ سے یہ جاننے کی کوشش کر رہی ہو کہ میں کسی لڑکی کے ساتھ تو موجود نہیں۔" وہ اسے آگ پر اچھی طرح بھنا چکا تھا۔

"تم بتا رہے ہو کہ نہیں!..." وہ اچھی طرح بھن چکی تھی۔

"اپنے گھر پر ہوں یار۔" وہ نہایت معصومیت سے بولا، جھوٹ بولا۔

"جھوٹ مت بولو!......" وہ بے یقین تھی۔

"نہ نہ......یہ جھوٹ والے کام میں نہیں کرتا۔" اس نے جیسے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ جھوٹا معصوم۔

"پکانا؟......مجھے یقین نہیں تم پر۔"اس کا دل کہہ رہا تھا وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"آپی کی قسم یار۔"اس نے معصومیت سے گوہر کی ہی قسم اٹھا دی۔ جھوٹی قسم۔اور اُدھر گوہر اس کی جھوٹی قسم پر سیڑھیوں سے گر چکی تھی۔یہ تو ہونا ہی تھا۔اس بچاری کو کیا پتا اس کا بھائی اپنی بیوی کے لیے اسی کی جھوٹی قسمیں اٹھاتا پھر رہا ہے۔

"پھر تمہارا وہ جو میسج........."اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑی۔

"آہ بیگم !......دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔"اس نے جیسے ٹھنڈی آہیں بھریں۔ایمن نے افسوس سے فون کاٹ دیا۔وہ شخص اسے کبھی بھی سیدھی طرح کوئی بات نہیں بتا سکتا تھا۔

میں سچ کہوں گی مگر پھر بھی ہار جاؤں گی........وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

۞......۞......۞

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کے دو بجے کا وقت تھا۔جب سب بڑے سو گئے تو وہ پانچ لڑکیاں باہر صحن میں آچکی تھیں۔ہاں ہاں ہماری پیاری رانیہ،اریبہ،طیبہ،علوینہ اور علیزہ۔

"چلو بھئی !علوینہ جلدی سے کوئی دھوم دھڑا کے والا گانا لگادے۔"علیزہ نے گردن اکڑا کر جیسے حکم نامہ جاری کیا۔وہ شاید آج زمین ہلا دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"ہاں ہاں لگادے کوئی جلدی سے۔آج بس ہم نے سونا نہیں ہے یہی کرنا ہے۔"اریبہ نے بھی کہہ دیا۔

"ہاں آج کسی نے نہیں سونا۔کوئی سویا نا تو میں نے اس کے سر پر بم پھاڑ دینا ہے۔"رانیہ شاید دبنگ بننے کا ارادہ رکھتی تھی۔علوینہ نے گانا لگادیا تو سپیکر نے بھی اپنا گلا پھاڑنا شروع کر دیا۔علوینہ نے ڈی جے کا کام سنبھال لیا تھا اور وہ چاروں ناچ کے لیے ایک دوسرے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھیں۔

اوہ میری شام میں آبادی سے آئی ہے

میری صبح بنارس لائی ہے

راتیں بمبئی سے چُرائی ہیں، راتیں بمبئی سے چرائی ہیں

ان سب کو ناچ تو آتا نہ تھا لیکن ان سب نے بھرپور طریقے سے سارے سٹیپس کی مت ماردی تھی۔ رانیہ تو ایسے ناچ رہی تھی جیسے لنگڑے کو سپرنگ لگا دیے ہوں۔

لالی لاہوری ہے، بالی بلوچی ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جاپانی چندو مائی اے اے اے

اریبہ نے منہ بگاڑتے ہوئے دو ٹھمکے لگائے، اور اِدھر طیبہ جو ٹھمکہ لگانے کی ناکام کوشش کررہی تھی وہ زور سے اریبہ کے ساتھ ٹکرائی اور وہ دھڑام سے ایک دوسرے کے اوپر جا گریں۔

دلّی دے منڈے وی، دلّی دے پٹھے وی

کہندے کراچی کی میں ہاااۓ

شکیرہ، شکیرہ شکیراااں شکیرہ

علیزہ شکیرہ گانے پر ناگن ڈانس کرنے کا کام بھرپور طریقے سے ادا کر رہی تھی۔

لل لل لینااے، لل لل لیتااے

چھ... چھ... چھڈ دے تو مجھ پہ

اُدھر طیبہ اور اریبہ پھر سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں اور دوبارہ سے شروع ہو چکی تھیں۔ وہ بلکل ٹُن ہو چکی تھیں ڈانس کے پیچھے۔

ح... ح... حسینہ ہے، ہو ہو ہو ٹیاں ہے

ہو ہو ہو بھول جائے تو مجھ سے

رانیہ نے ڈانس کرتے ہوئے دو تھپڑ علیزہ کے دماغ پر برسا کر سچ میں اسے ناگن ڈانس بھُلا دیا تھا۔اوراب اس میں کسی نشئی کی آتما گھُس گئی تھی۔

آلو پچینو بھی، آلو کمینو بھی

خُدا دے بندے ہو جااائے

ان سب نے اپنی زُلفیں کھول دی تھیں۔ایسے میں وہ کسی بدروح سے کم نہ لگ رہیں تھیں۔

دلّی دے پچھے وی، دلّی سے منڈے بھی

کہندے کراچی کی میں ہااائے

شکیرہ، شکیرہ شکیراا شکیرہ

وہ سب ناچ ناچ کر شکیرہ کی سخت توہین کر رہی تھیں۔ اریبہ نے علیزہ کے بال ایک جھٹکے سے کھینچ کر اپنے ڈانس کا سٹیپ ادا کیا۔ بدلے میں علیزہ نے ایک ٹانگ ناچتی ہوئی اریبہ کی ٹانگ میں اڑس دی۔ جس کی وجہ سے وہ گھومتی ہوئی دھڑام نیچے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگنی ٹوہوں، خواری تھری بھی

دھ...دھ...دھارا ایسے دل پہ لگے

چھوڑ کے شکوے، بھول کے گلے

د...د...دشمن لگ لے گلے

اب وہ سب ایک دوسرے کو گلے لگا کر پاگل ہو رہی تھیں۔ کبھی اِدھر تو کبھی اُدھر جھوم رہی تھیں۔

نہ اِدھر سے نہ اُدھر سے، آ کمریا لگائیں

دلّی دے پچھے بھی، دلّی دے منڈے بھی

کہندے کراچی کی میں ہاااائے

شکیرہ، شکیرہ، شکیرااا شکیرہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ سب نیچے گر چکی تھیں اور ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھیں۔ ان کی شکلیں بہت مضحکہ خیز لگ رہی تھیں۔ آس پاس کے جنات تو ضرور انہیں دیکھ کر بھاگ گئے ہوں گے۔ اچانک ہی اندر کا دروازہ کھلا اور اندر سے ثمینہ باہر آئیں۔ باہر کا ماحول دیکھ انہوں نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"اٹھو!... چلو شاباش سو جاؤ۔ تین بجنے والے ہیں اور تم لوگ اِدھر ہی بیٹھی ہو۔ ابھی

بھائی وغیرہ آنے ہی والے ہیں تم لوگوں کے پھر ڈانٹیں گے تمہیں۔‘‘انہوں نے تھوڑا سختی سے کہا۔وہ سب بھی منہ بناتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

’’ہونہہ......وہ کون سانیک کام سرانجام دینے گئے ہیں۔وہ سب بھی شکیرہ ڈانس ہی دیکھنے گئے ہیں۔‘‘علیزہ نے منہ پھاڑ کر کہہ دیا۔

’’چُپ!......‘‘ان سب نے اپنے سے چھوٹی علیزہ کو گھور کر خاموش رہنے کی تاکید کی۔علیزہ کا منہ لٹک گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علیزہ نے ٹھیک کہا تھا۔وہ سب چار بجے آئے تھے صبح کے۔اور آتے ساتھ ہی ان سب لڑکوں نے ڈیک چلا لیے......مطلب کہ یار کچھ بھی......صبح کے چار بجے۔

......۞......۞......

آج ارمان کی مہندی کا دن تھا۔نکاح پہلے ہو جانے کی وجہ سے مہندی کا فنکشن اکٹھا رکھا

گیا تھا۔ لڑکے والے مہندی لے کر جاتے ہیں یہ تو سب نے سنا ہے۔ لیکن لڑکی والے لڑکے والوں کی طرف مہندی لے کر آرہے تھے یہ سب نے ہی پہلی بار سنا تھا۔

"کام دیکھو ان کے!......لڑکی والے بھی کبھی لڑکے والوں کی طرف مہندی لے کر آتے ہیں۔" زرتاشہ ایمن کے کان میں گھس کر چغلی کر رہی تھی۔

"ہاں!...یہ تو میں نے بھی پہلی بار ہی سنا ہے۔ لیکن خیر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم تو بس فنکشن انجوائے کرنے آئے ہیں۔" ایمن نے زیادہ دلچسپی نہ لی۔

"ہاااا!......" علیزہ کی زوردار چیخ برآمد ہوئی۔ ساری لڑکیوں نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"کیا ہوا؟" سب نے ایک ساتھ سوال کیا۔

"مجھ سے آج والی ساری تصویریں ڈیلیٹ ہو گئیں۔" اریبہ، مناہل اور طیبہ کو لگا جیسے ان پر آسمان آ گرا ہو۔

"کیا؟......" وہ تینوں بھاگتی ہوئی علیزہ کی جانب آئیں۔

"یار اب کیا کریں؟" علیزہ نے دانتوں میں انگلی دے لی۔

”چلو جی!......ابھی تو فنکشن شروع نہیں ہوا تو یہ حالات ہیں ان کے۔بے وقوفوں دو بارہ بنا لینا۔“ایمن نے دلی افسوس کیا ان پر۔

”اتنی مشکل سے بنائی تھیں آپی!...“علیزہ کا تو دل دھڑکنا بند ہو چکا تھا جیسے۔

”ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔“ایمن ہنسی تھی۔

فنکشن شروع ہو چکا تھا۔لڑکی والوں کی تشریف آوری ہو چکی تھی۔سب ان کے استقبال میں مصروف تھے۔اس کے کچھ دیر بعد ناچ گانا بھی شروع ہو چکا تھا۔لڑکے والے تو بس خاموش تماشائی بنے لڑکی والوں کا ناچ دیکھ رہے تھے۔جنہوں نے آتے ساتھ ہی ڈانس سٹیج پر ڈیرہ جما لیا تھا۔اور ڈانس سٹیج کو توڑنے کے لیے ہر بہانہ تلاش رہے تھے۔اور وہاں لڑکے والوں میں موجود ہماری چار عدد پٹار نیں نہایت ہی دُکھی حالت میں کھڑی تھیں۔وہ بچاری تو کچھ بھی نہیں کر سکتی تھیں۔اگر سٹیج پر لڑکے والوں کی لاج رکھنے چلیں بھی جاتیں تو یقیناً بے عزت ہو کر ہی آتی۔جس طرح کا ان کا ڈانس تھا کل تک اخبار میں خبر تو چھپ ہی جانی تھی کہ ”چار عدد لڑکیوں میں مہندی کی رات چڑ سیوں کی آتما گھُس گئی۔“

”دیکھنا!......کس طرح بے شرمی کی حدود کو توڑتے ہوئے ناچ رہی ہیں۔“رانیہ نے

سر جھٹک کر کہا۔

"اور کیا!......آس پاس ہمارے بھائی پھر رہے ہیں پھر بھی انہیں شرم نہیں آ رہی۔" طیبہ نے چغلی میں اپنا حصّہ ڈالا۔اب بچاری اور کر بھی کیا سکتی تھیں۔

"دیکھنا!......سارے بھائی کیسے آنکھیں پھاڑے انہیں ہی دیکھ رہے ہیں۔" علیزہ نے ان سب کی توجہ اپنے بھائیوں کی طرف مبذول کروائی۔

"ہاں یار!......بھائی وغیرہ تو کب سے بہانے ڈھونڈ کر لڑکیوں والے پورشن میں تشریف لائی جا رہے ہیں۔" اریبہ نے بھی منہ کھولا۔

"اُف!......مجھے تو شرم ہی آ رہی ہے۔" اس چودہ سالہ علیزہ کو شرم آ رہی تھی یار، مطلب کمال۔

"باقیوں کو چھوڑو سب سے زیادہ تو بھائی بلال کی توجہ ہے اس ارتیج پر۔" علیزہ کی چھٹی حس سچ میں بہت تیز تھی۔

"ارے کہاں!......وہ تو اپنے فون میں لگے ہوئے ہیں۔" رانیہ نے اس کی بات کی نفی کی۔

"چُپ پاگل !......مجھے زیادہ پتا ہے۔" بے شک علیزہ کو زیادہ پتا ہے۔ان کے پیچھے کھڑی ایمن ان کی باتوں سے کافی لطف اندوز ہو رہی تھی۔اچانک ہی ہال کی ساری لائٹس بند ہو گئیں۔ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔لوگوں کی چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں۔

"یہ کیا ہوا؟"

"لائٹس کیسے بند ہو گئیں؟"

"اب کیا ہو گا؟"

"ایسے کیسے لائٹس بند ہو گئیں؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب کے لبوں پر سوال ہی سوال در آئے۔سارے لڑکے بھاگ کر ہال سے نکلے۔

"چلو جی !......ابھی تو مزے بھی نہیں کیے اور یہ لائٹ کو پتا نہیں کیا ہو گیا۔کہیں ہمیں گھر ہی نہ بھیج دیں اب۔"علیزہ کا دُکھ سب سے بڑھ کر تھا۔

"تو کیوں ٹینشن لے رہی ہے؟ تیری شادی تھوڑی ہے۔"طیبہ نے ہنس کر کہا۔

"ہاہاہاہاہا......ویری فنی !......تم سب مجھ سے تین تین چار چار سال بڑی ہو۔پہلے تو میں تم سب کی شادیاں بھگتاؤں گی۔"علیزہ نے بھی عُمر کا فرق بتا کر جیسے اسے

چڑایا۔اچانک سے ہی ڈیک چل گیا۔جس میں چلتی موسیقی کی دھُن نے ان سب کو بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

''چلو جی!......لائٹ آئی نہیں یہ ڈیک پہلے چل گیا۔''علیزہ کا پارہ مزید ہائے ہو گیا۔اچانک سے ایمن کو کسی نے پکڑا اور وہاں سے لے گیا۔ایمن کی چیخ نکلنے سے پہلے ہی کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

''کیا ہو گیا ہے بیگم؟......چیخ تو نہ ماریں۔میں ہوں یار،آپ کا نامدار شوہر۔''حدید کی ہلکی سی سرگوشی نے اس کا دل دھڑکا کر رکھ دیا۔وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔ایمن کو یہ سوچ کر ہی کچھ ہو رہا تھا کہ اگر اسے کسی نے دیکھ لیا تو۔

''چلو!......چل کر تھوڑا سا کپل ڈانس کرتے ہیں۔''وہ اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا سٹیج پر لے آیا۔ایمن کو تو لگا وہ اپنا دماغ گھر رکھ آیا ہے۔ایک تو وہ پہلے والے شاک سے نہیں نکلی تھی کہ وہ اسے دوسرا شاک دے کر ہارٹ اٹیک دینے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

ماہی ماہی ماہی ماہی

تجھے مل کے لگا ہے یہ

تجھے ڈھونڈ رہا تھا میں

حدید نے ایمن کو کمر سے تھام کر اپنے تھوڑا سا قریب کیا اور پھر ایک ہاتھ سے اس کے دوسرے ہاتھ کو جکڑے اس پر جھکا ہوا کپل ڈانس کرنے لگا۔

تجھ میں ہے کچھ ایسی صبح سا

جس کے خاطر میں تھا جگا سا

آ تو میرے خواب سجا جا رے

ہر طرف اندھیرا تھا۔ لیکن پھر بھی ایمن کو لگا جیسے سب انہیں ہی دیکھ رہے ہیں۔ اسے اپنی جان سولی پر لٹکی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ ''اگر اچانک سے لائٹ آگئی تو!'' یہی سوچ بار بار اس کا دل دہلا دینے کا سبب بن رہی تھی۔

ماہی آجارے ماہی آجارے

تجھ میں ہے کچھ ایسی صبح سا

جس کے خاطر میں تھا جاگا سا

آتو میرے خواب سجا جارے

"حدید!......تم یہاں کیسے کوئی......کوئی دیکھ لے گا، پلیز مجھے رسوا" ......

"شش!......کوئی نہیں دیکھ رہا۔" حدید نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسے خاموش کروا دیا۔اور پھر ڈانس کے اگلے سٹیپ کو سرانجام دیتے ہوئے اس نے ایمن کو گھُمایا اور پیچھے سے اسے باہوں میں بھر لیا اور اپنی تھوڑی اس کے کندھے پر ٹکا دی۔

دل روئے یاالٰہی تو آجا میرے ماہی

دل روئے یاالٰہی تو آ جا میرے ماہی

میرے ماہی میرے ماہی تو آ جا میرے ماہی

دل روئے یااللہ تو آ جا میرے ماہی

''مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔''ایمن نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیوں گھبرا رہی ہو یار!......میں ہوں نا!''اس نے جیسے اسے تسلی دی۔

''اسی بات کا تو ڈر ہے۔''ایمن کا بس نہیں چل رہا تھا کسی طرح حدید کو وہاں سے غائب کر دے۔

ماہی ماہی،ماہی ماہی

دھڑکنوں میں ماہی،سانسوں میں ہے ماہی

"یار، کیوں گھبرا رہی ہو۔ تمہارا شوہر تم سے ملنے آیا ہے اور تمہیں صرف لوگوں کی پرواہ ہے۔" اس نے ایمن کے کان کی لوح کو ہلکا سا اپنے لبوں سے چھوا۔

تو ہی ہے میرے دل کی تمنا

تیری ہی یادیں ہر لمحہ

دے مجھے دے اپنا آنچل

دھوپ میں جلتا میں ہر پل

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھو، حدید! ...... اگر، اگر لائٹ آ گئی تو...... تو سب ہمیں دیکھ لیں گے۔" ایمن کی گھبراہٹ کسی طور بھی کم نہیں ہو رہی تھی۔

تجھ میں ہے کچھ ایسی گھٹا سا

جس کے لیے ہوں میں پیاسا سا

آتو میری پیاس بجھا جا رے

"نہیں دیکھتا کوئی...اچھے سے انتظام کر کے آیا ہوں میں۔ تقریباً ایک گھنٹے تک تو لائٹ نہیں آئے گی۔" وہ پر سکون انداز میں بولا اور اپنے ڈانس کا تیسرا اسٹیپ انجام دیتے ہوئے اس نے ایمن کو پھر سے گھمایا اور ایک جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔ ایمن کسی نازک کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے آلگی۔ حدید نے اپنی گرفت اس پر مضبوط کر دی۔

دل روئے یاالٰہی تو آجا میرے ماہی

دل روئے یااللہ تو آجا میرے ماہی

"لیکن......لائٹ کیسے گئی؟" وہ حیرت میں تھی۔ اسے تو یہ بھی خیال نہ تھا کہ وہ حدید

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے کس قدر قریب کھڑی ہے۔

ماہی ماہی ماہی، ماہی ماہی ماہی

بس میرا تو ماہی، سانسوں میں ہے ماہی

''بس یار!......مؤرخ لکھے گا کہ ایک عاشق تھا جس نے اپنی بیگم سے ملاقات کے لیے بجلی کی تاریں تک کاٹ دیں۔''کیا بے چارگی تھی۔

ہے مجھے ہے تیرا ارمان، ہے تجھے ہے میرا بننا

ہر گھڑی تیرے دل میں آہٹ

تو ملے، مل جائے راحت

''کیا مطلب تم نے''......

''شش یار......کتنا بولتی ہو تم۔'' کہتے ساتھ ہی وہ اس کی گردن پر جھکا اور آہستہ سے اپنے لب اس کی گردن ہر رکھ دیے۔اس بار تو ایمن کے جسم میں ایک کرنٹ سا دوڑا تھا۔اس نے حدید سے دور ہونے کی کوشش کی لیکن گرفت مضبوط ہونے کی وجہ سے ایسا کچھ نہ کر سکی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جڑ کے بھی تو مجھ سے جُدا سا

مل کے بھی تو کیوں ہے خفا سا

آجا میری بانہوں میں آجا رے

''کیا ہو گیا ہے یار......اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔شوہر ہوں تمہارا۔کوئی ایرا گیرا نا محرم نہیں۔'' وہ سکون سے کہتا اس کا سکون غارت کر رہا تھا۔اس کی گستاخیاں بڑھتی ہی جا رہی تھیں۔

دل روئے یا الٰہی تو آ جا میرے ماہی

دل روئے یا الٰہی تو آ جا میرے ماہی

ماہی میرے ماہی تو آ جا میرے ماہی

دل روئے یا الٰہی تو آ جا میرے ماہی

NEW ERA MAGAZINE .com

”میرا تو دل کر رہا ہے گولی سے اڑا دوں اسے، جس نے یہ لائٹ بھگائی ہے۔“ یہ علیزہ کی آواز تھی۔ جو کہ قریب سے ہی آ رہی تھی۔ یعنی وہ سٹیج کی طرف ہی آ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں فون تھا۔ اوپر سے غضب خُدا کا وہ اس کی ٹارچ بھی جلائے پھر رہی تھی۔ ایمن کا تو کلیجہ منہ کو آنے لگا تھا۔ وہ سُن کھڑی رہ گئی تھی۔ اچانک ہی علیزہ نے ٹارچ ایمن کی طرف گھمائی۔ ایمن تو بس بے ہوش ہونے کو تھی۔

”آپ کیا کر رہی یہاں پر آپی؟“ علیزہ نے ایمن کو کھڑے دیکھ سوال کیا۔

”علیزہ وہ میں......“ ایمن نے جیسے ہی نظر آگے گھمائی تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ حدید

وہاں سے غائب تھا۔پورے ہال کی لائٹس ایک دم سے روشن ہو گئیں۔ایمن شاک کی سی کیفیت سے اپنی جگہ کھڑی تھی۔

”اچھا!......اپنا فون ڈھونڈ رہی ہوں گی یقیناً۔وہ تورانیہ کے پاس ہے۔“علیزہ نے تو خود ہی جیسے اس کی مشکل آسان کر دی تھی۔

”ہاں ہاں وہی......میں......اپنا فون ہی تو ڈھونڈ رہی تھی۔“ایمن نے اپنی پیشانی پر آیا پسینہ صاف کیا۔علیزہ وہاں سے چلی گئی تھی۔لیکن ایمن کے ابھی بھی پسینے چھوٹ رہے تھے۔وہ فوراً سے رانیہ کی طرف بھاگی اور اس سے اپنا فون لیا۔فون لیتے ساتھ ہی اس کے میسج کی بیپ بجی۔سامنے ہی حدید کا میسج جگمگا رہا تھا۔

”اللہ حافظ بیگم!......اب میں چلتا ہوں۔دل تو نہیں کر رہا جانے کو لیکن خیر پھر کبھی آؤں گا۔“ایمن نے ایک گہرا سانس خارج کر کے خود کو پر سکون کرنا چاہا۔لیکن اندر تو جیسے بے سکونی نے پنجے گاڑھ لیے تھے۔

۞......۞......۞

"کدھر تھے دو دن سے؟"

وہ دو دن بعد گھر آ رہا تھا وہ بھی رات کے گیارہ بجے۔ وہ کیسے یہ سوال نہ کرتا۔

"اوہ پلیز، راحیل!......اب میری اماں بن کر مجھ سے سوال جواب نہ کرنے لگ جانا۔" وہ سخت اکتایا ہوا تھا۔

"کیسے نہ پوچھوں!......ہم سب کی محبت نے تمہیں اتنا بگاڑ دیا ہے کہ اب کسی کا بھی لحاظ نہیں تمہیں۔" راحیل بھی اس پر سخت تپا ہوا تھا۔ حدید بھی اس کی بات کا جواب دیے بغیر اپنے بوٹ اتارنے میں مصروف تھا۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ خود ہی بول پڑا۔

"یا پھر میں یوں کہوں کہ اس ایمن کی محبت میں بگڑتے جا رہے ہو تم۔" اس بار حدید چونکا تھا۔ بوٹ اتارتا ہاتھ ایک دم سے ساکت ہوا تھا۔ وہ ناگوار نظروں سے راحیل کو تکنے لگا۔

"راحیل خاموش ہو جاؤ! میں اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں تمہاری بکواس سننے کے موڈ میں بلکل نہیں ہوں۔" اس نے اپنے آپ پر ضبط باندھا۔ راحیل نے اسے گھورتے

ہوئے ایک گہری سانس خارج کی۔

''تمہیں پتا ہے آپی سیڑھیوں سے گر گئی تھیں۔''اس نے اطلاع دینا ضروری سمجھا۔

''کیا بنا؟......مر گئیں؟''وہ ایک دم خوشی سے چہک کر بولا تھا۔راحیل نے خفیف انداز میں اسے گھورا۔

''بد قسمتی تمہاری!......بچ گئی ہیں وہ۔''راحیل کو اب اس پر دلی افسوس ہو رہا تھا۔''تھوڑی سی ہی شرم کر لو۔دو بچوں کی ماں ہیں وہ۔ان کا نہیں تو ان کے دو بچوں کا ہی خیال کر لو۔''

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''وہ خیال کیوں نہیں کر تیں اپنے بچوں کا۔ان کا باپ ان کے سروں پر ابھی سلامت ہے پھر بھی ان کو کوئی خیال نہیں کہ اپنے لیے نہ سہی اپنے بچوں کے لیے ہی ان کے ساتھ گزارا کر لیں۔''اسے راحیل کی بات پر سخت غصہ آیا تھا۔سب گھر والے اس وقت سو رہے تھے۔وہ تو چُپ چاپ اپنے کمرے میں داخل ہو رہا تھا کہ راحیل نے اسے جا لیا تھا۔

''تو اور کیا کریں وہ بچاری!...''راحیل اپنی بہن کی طرف داری کر رہا تھا۔

''بچاری!......بچاری اور وہ! بس کردو راحیل! سب جانتا ہوں میں کہ وہ اپنے گھر کیوں نہیں جارہیں۔ جائیداد میں سے حصہ چاہیے انہیں، کیونکہ وہ کسی اور لڑکی کو یہاں آکر اکیلے عیاشی کرنے نہیں دے سکتیں۔'' حدید کی بھنویں غصے سے بھنچ گئی تھیں، ''وہ یہ کیوں بھول جاتی ہیں کہ ہر لڑکی اپنا نصیب لے کر آتی ہے۔ ان کو یہ برداشت نہیں کہ وہ خود اُس سات مرحلے کے مکان میں رہیں اور ان کی نند اِس محل میں آکر عیاشی کرے۔'' حدید سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔ راحیل کی تو خود کی بولتی بند ہو چکی تھی۔ اب وہ اسے اور کیا کہتا اپنی بہن کے حق میں۔ جو صرف اپنا فائدہ دیکھ کر ہی یہ سب کارنامے انجام دے رہی تھی۔

''اچھا اب اتنے روکھے کیوں ہو رہے ہو؟ تم فریش ہو کر آؤ۔ میں پیزا اور ڈر کرتا ہوں تب تک۔ مل کر کھائیں گے۔'' راحیل نے اسے گرم کرنے کے بعد اب ٹھنڈا کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

۞......۞......۞

ایمن کے تو ہوش ہی ٹھکانے پر نہ آئے تھے ابھی۔ وہ ابھی تک اسی صدمے میں تھی کہ حدید وہاں آیا تھا۔ اسے خوف میں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سب کو ہی معلوم ہے کہ حدید اِدھر آیا تھا۔ خیر خوف میں انسان کو ایسے ایسے ہی الہام اٹھتے ہیں۔ گُلوکار آ چکی تھی اور ماحول پر چھا چکی تھی۔ گا گا کر اس نے پورے ہال کو ہلا ڈالا تھا۔ سب ہوٹنگ کر رہے تھے۔ چیخوں سے پورا ہال سہما ہوا تھا۔ سب لوگوں نے جدید زمانہ فیشن کی مت مارتے ہوئے ڈانس سٹیج پر ہی اپنے قدم جما دیے تھے۔ اور وہیں پر اپنے ڈانس نکال رہے تھے اور چیخیں مار رہے تھے۔ گُلوکار اصوفہ سٹیج پر دلہا دلہن کے ساتھ کھڑی اپنے کام میں جاری تھی۔ اور ڈانس سٹیج پر وہ سب اپنے کام میں جاری تھے۔ دُلہن والوں نے تو خیر ڈانس کا کام سنبھالا ہوا تھا لیکن دُلہے والوں نے بھی چیخوں اور ہوٹنگ کا کام اچھے طریقے سے سنبھالا ہوا تھا۔ سب پاگل عوام وہاں پر اکٹھا تھی۔ جدید زمانہ کے پاگل لوگ

"اووووووہ!........." جیسے ہی کچھ دیر کو چیخیں کم ہوتیں۔ علیزہ صاحبہ اپنا گلا پھاڑنا شروع کر دیتیں۔ اور اس کی دیکھا دیکھی باقی سب بھی اپنا گلا پھاڑنا شروع کر دیتے۔ ایمن بھی اب سب کچھ بھولائے ماحول کے زیرِ اثر لطف اندوز ہو رہی تھی۔

۞......۞......۞

''اب تم مجھے بتاؤ، تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا۔''ایمن فون پر اب اس کے جھوٹوں کے حساب مانگ رہی تھی جو کہ بے حساب تھے۔

''کیا جھوٹ بولا ہے میں نے؟''وہ مصنوعی حیرت سے بولا۔

''پھر سے جھوٹ! تھکتے نہیں ہوا اتنے جھوٹ بول بول کر۔''وہ غصہ نہ کرتی تو اور کیا کرتی۔وہ شخص نہ تو اس کے سوالوں کے جواب سیدھے انداز میں دیتا تھا اور نہ ہی سچ اُگلتا تھا اور ایسے بن جاتا تھا جیسے اس سے معصوم اور کوئی نہیں۔لیکن بقول ایمن کے اس شخص جیسا ذلیل انسان اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔

''بیگم بتاؤ تو سہی آخر میری غلطی کیا ہے؟''معصومیت کی انتہا تھی ویسے۔ایمن کو یقین کرنا چاہیے اس پر۔

''غلطی؟......غلطیاں کر کے تم پوچھ رہے ہو غلطی؟''وہ حیرت میں ڈوب چکی تھی۔

''کون سی غلطیاں کر دی میں نے۔'' وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھا۔ڈھیٹ انسان۔

''تم نے مجھ سے جھوٹ بولا کہ تم نہیں آئے وہاں،......حالانکہ تم وہیں پر تھے۔اور کل رات کو تو تم ہال میں بھی آ گئے۔اور تو اور تمہیں تو بد تمیزی کرتے ہوئے بھی شرم نہیں محسوس ہوتی۔'' ایمن پھر سے کل رات کے بارے میں سوچ کر لال پیلی ہو رہی تھی۔

''میں کب آیا وہاں پر؟اور میں نے کیا بد تمیزی کی۔'' اُف کیا اداکاری تھی۔اسے ایک عدد خطاب تو ضرور ملنا چاہیے تھا۔گھُنا میسنا کیسا تھا!

''تم......تم انتہا کے فضول ترین انسان ہو!'' ایمن سے اب کوئی بات نہیں بن پا رہی تھی۔آگے والا اس سے زیادہ چالاکی جانتا تھا۔

''اور بد قسمتی سے یہی فضول ترین انسان آپ کا شوہر نام دار ہے۔'' وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا تھا۔

''حدید!......'' ایمن کا انداز وارن تھا۔جیسے اب کچھ کہا تو پتا نہیں کیا کر ڈالے گی۔

''اچھا بھئی!......بلیک میل کیوں کرتی ہو؟'' اس نے آنکھیں گھُمائیں۔

''تو تم کیوں نہیں میری باتوں کا جواب ٹھیک سے دیتے۔میں اس سے پہلے تمہاری

غلطی کے لیے کچھ کہوں تم اپنے غلطیوں پر پردہ ڈالنا شروع کر دیتے ہو۔" وہ اس شخص سے ہمیشہ ہار جاتی تھی۔ حالانکہ وہ شخص اسی کی ہاری ہوئی جیت کا باعث بنتا تھا۔

"اچھا سوری!......آئی لو یو!" اب وہ اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بٹ آئی ہیٹ یو!" وہ تیز لہجے میں بولی۔

"آئی لو یو!......آئی لو یو!......آئی لو یو!" وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

"آئی ہیٹ یو!......آئی ہیٹ یو!......آئی ہیٹ یو!..." اس نے بھی جلدی ہار نہ مانی۔

"آئی لو یو"!

"آئی ہیٹ یو"!

"آئی لو یو"!

"آئی ہیٹ یو"!

"آئی لو یو"!

"آئی ہیٹ یو"!

”اوکے! آئی ہیٹ یوٹو!“وہ جیسے اس سے ہار مان چکا تھا۔چالاک تھا۔

”اوکے،آئی لو یوٹو!“بے ساختہ ہی اس کے منہ سے نکلا تھا۔وہ سیچویشن ہی ایسی تھی کہ یہ بے ساختگی ہونی ہی تھی۔اور وہ شخص ایک بار پھر اس سے جیت چکا تھا۔

”ہاہاہاہاہاہاہاہا!......بیگم مجھے تو پتا تھا۔“وہ زور سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ایمن کو جب اندازہ ہوا تب بہت دیر ہو چکی تھی۔تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

”یہ......یہ جھوٹ ہے۔تم نے......تم نے چیٹنگ کی ہے۔“اور پھر جب وہ لوگ ہار جاتے ہیں تو بہانے بنانے لگتے ہیں۔

”ٹھیک ہے میں نے ہی چیٹنگ کی ہو گی!“اس نے ہنسی دبا کر اپنی ناکردہ غلطی کا اعتراف کیا۔

وہ دانت چبا کر بولی،”حدید!میرا دل کرتا ہے میں تمہیں“.........

”کیا میں تمہیں......“وہ اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

”میں تمہیں......“اب اس سے کوئی بات نہیں بن پا رہی تھی۔

”میں تمہیں کیا“......!

''میرا دل کرتا ہے میں تمہیں کچا چبا جاؤں!''اس سے جو بن پڑا اس نے بول دیا۔

''بیگم! تم کیوں اپنے دانتوں کو تکلیف دو گی۔اور ویسے بھی تمہیں میرا گوشت ہضم نہیں ہو گا۔''وہ اسے گوشت کھانے کے اثرات بتانے لگا۔

''استغفر اللہ!......''ایمن نے کہتے ساتھ ہی فون کاٹ دیا۔حدید نے پھر سے قہقہہ لگایا۔

''تم نے خود ہی مجھے مجبور کیا تھا وہاں آنے کے لیے۔نہ تم مجھے بغیر بتائے اس ارمان کی مایوں لے کر جاتی اور نہ ہی مجھے وہاں آنا پڑتا۔''وہ بند فون کو تکتا ہوا بولا۔کال ڈِس کانیکٹ ہو چکی تھی۔بے شک وہ شخص ایمن کے معاملے میں بہت حساس تھا۔پاگل انسان۔

خیریت نہیں پوچھتا خبر رکھتا ہے.........سنا ہے وہ شخص مجھ پہ نظر رکھتا ہے

”ہاہ!......آگے باراتی،......ٹوں...ٹوں...ٹوں......پیچھے بینڈ باجا...ٹوں...ٹوں...ٹوں...آئے دُلہے راجا!... گوری کھول درواجہ۔“علیزہ اپنی سریلی آواز کے ذریعے ان سب کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

”بس کر جا،......آدھے پرندے بھاگ گئے ہیں تیری آواز سُن کر۔“رانیہ نے اسے لتاڑا۔

”نہیں جی......وہ بھاگے اس لیے ہیں تاکہ دوسرے پرندوں کا بُلا سکیں میری نشیلی آواز سننے کے لیے۔“اُف، نشیلی آواز...وہ بھی علیزہ کی۔توبہ ہی ہے۔

”دھیان سے علیزہ!......کہیں تیری نشیلی آواز سُن کر مدہوشی میں تیرے منہ کے اندر ہی نا کچھ کر دیں۔“اریبہ کی بات سُن کر ان سب کا قہقہہ ایک ساتھ گونجا تھا۔وہ سب اس وقت چھت پر موجود تھیں۔شام کو بارات تھی۔اس لیے وہ سب دھوپ سیکنے کے لیے اوپر تشریف لا چکی تھیں۔

”ڈوب کر مر جاؤ!بندہ کوئی اچھے الفاظ ہی منہ سے نکال لیتا ہے۔جل کُکڑیاں ہو تم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب۔حسد کرتی ہو مجھ سے۔"علیزہ اپنی خوبصورت آواز کی توہین نہ سہہ سکی۔

"درست کہا۔کب سے بیٹھی تیری آواز سُن کر جل ہی تو رہی ہیں۔منہ سے گانا تو نہیں خیر شعلے ضرور اُگل رہی ہے تو۔"طیبہ کی بھی زبان پھسلی۔وہ لڑکی ان سب میں سب سے معصوم دِکھتی تھی۔اور سب سے تیز وہی تھی۔

"اکیلے اکیلے گپے لگا رہے ہو میرے بغیر ہی۔"علوینہ ابھی ابھی نیچے سے آئی تھی مہمانوں کو بھگتا کر۔یعنی کہ ناشتہ کروا کر۔گھر میں نوکرانیوں کا ہجوم ہونے کے باوجود وہ ماں بیٹی گھن چکر بنی رہتی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں ہاں تو بھی آجا! تیری ہی کسر رہ گئی تھی۔تو اپنے دُکھڑے سنالے آکر،ہم بعد میں باتیں کر لیں گے۔"علیزہ نے اسے چھیڑا۔اور آنکھ دبا کر ان سب کو دیکھا۔

"ہونہہ......میں نہیں بات کرتی تم سب سے۔"علوینہ نے ایک ادا سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔اس کا یہ خصوص انداز تھا"ہونہہ"جس سے سے وہ اپنی ناراضگی خوب طریقے سے ظاہر کرتی تھی۔

"اچھا اب ایسے ناراض تو نہ ہو۔تو تو ہم سب کی جان ہے۔"علیزہ نے مسکراہٹ دبا کر

اس کی ناراضگی کو دور کرنا چاہا۔

”جھوٹی......ہونہہ۔“علوینہ نے عجیب سے انداز میں منہ بنا کر کہا۔

”چلو جی! اب اس محترمہ کے نخرے ہی ختم ہونے میں نہیں آ رہے۔“علیزہ نے طیبہ کے کان میں ہلکی سی سرگوشی کی۔طیبہ نے اپنی مسکراہٹ فوراً سے چھپائی، کیونکہ اب وہ دونوں علوینہ کی ہی نظروں کا مرکز تھیں۔

”کیا بات کی ہے علیزہ نے؟...ضرور میری ہی چغلی کی ہوگی......ہونہہ۔“علوینہ نے بلکل درست اندازہ لگایا تھا۔

”ارے واہ، تمہیں کیسے پتا چلا؟“علیزہ آنکھیں ٹپٹپا کر معصومیت کے سارے رکاڈ توڑتے ہوئے بولی۔

”ہونہہ......میں نہیں بات کرتی تم سے۔“وہ پھر سے اپنی ”ہونہہ، ہونہہ“ شروع کر چکی تھی۔علیزہ کو ناچار اسے منانا ہی پڑا۔ان کی نوک جھونک تو ہوتی ہی رہتی تھی۔ورنہ وہ سب ابھی تک نہیں بھولیں تھیں کہ کل رات مہندی پر کس طرح علوینہ ان سب کو فراموش کر کے دلہن صاحبہ کی بہنوں کے ساتھ گھومتی رہی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۞......۞......۞

"کہاں سے تشریف لا رہے ہو دو دن بعد؟" ریاض نے اسے سیڑھیاں پھلانگ کر آتے دیکھ پوچھا۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ زینب بھی کچن سے نکل آئی تھیں۔

"لاہور گیا تھا آؤٹنگ پر!" اس نے گہرا سانس لے کر اپنے باپ سے سفید جھوٹ بولا۔

"جبکہ مجھے اس بات پر شک ہے۔" پیچھے سے آتے راحیل نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ حدید نے اسے گھور کر دیکھا۔

"کم از کم ہمیں بتا کر تو جاتے۔" وہ ناراض ہو رہے تھے۔ ہوے بھی چاہیے تھے۔ وہ ان کا سب سے چھوٹا اور ضدی ترین بیٹا تھا۔

"رہنے دیں!......آگے اس نے ہمیں بتا کر کوئی کام کیا ہے جو اب بھی یہ کچھ بتاتا۔" زینب تو ریاض سے بھی زیادہ سخت ناراض معلوم ہو رہی تھیں۔

"یار آپی ناشتہ ہی کروا دیں۔ میری اماں جان تو لگتا ہے حال بھی نہیں پوچھیں گی ہم

سے۔" صوفے پر دھپ سے بیٹھتے اس نے ہمنہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ہمنہ اپنی مسکراہٹ دباتی کچن کی طرف چل دی۔

" دیکھ رہے ہیں کس قدر بد تمیز ہوتا جا رہا ہے یہ۔" زینب سخت نظروں سے حدید کو گھورتے ہوئے بولیں۔

" ہاں اماں جان! بقول آپی کے میرے سر پر ایمن کا بھوت سوار ہے۔بقلول راحیل کے میں تمیز بھولتا جا رہا ہوں۔اور بقول آپ کے میں بد تمیز ہو گیا ہوں۔اب آپ ہی بتائیں میں اس سے بڑھ کر کیا کروں۔" وہ ٹھنڈی آہ بھرتا بے خوف انداز میں بولا۔

" دیکھا! دیکھا آپ نے۔کس طرح یہ اس لڑکی کا نام لے کر ماحول میں خلل ڈال رہا ہے۔" وہ غصہ نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔وہ لڑکا جان بوجھ کر انہیں غصہ دلا رہا تھا۔

" اوہ پلیز امیّ! یار اب آپ تو آپی کی طرح شروع نا ہو جائیں۔" وہ اکتا گیا تھا۔

" ہاں ہاں!......جو کام آپ نے کیا ہے اس پر تو میں آپ صاحبزادے کی آرتی اتاروں گی۔" وہ غصے میں میٹھے انداز میں بول کر اس پر کھلا طنز کر رہی تھیں۔

" اوہ ریئلی امی!......پھر دیر کس بات کی۔آپ آرتی منگوائیں میں آپ کی بہو کو لے

کر گھر میں پرویش کرتا ہوں۔" وہ کھلکھلا کر بولا اور ان کا پارہ مزید ہائے کر گیا۔

"اسے تو بس بہانہ چاہیے اس لڑکی کو اس گھر میں لانے کا۔ میں بتا رہی ہوں تمہیں حدید! میں اس لڑکی کو کبھی بھی اپنی بہو کے طور پر قبول نہیں کروں گی۔" انہوں نے صاف لفظوں میں اسے جتا دیا۔

"مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں کہ آپ اسے قبول کرتی ہیں یا نہیں! بس وہ میری بیوی ہے میرے لیے یہی کافی ہے۔" شان کے ساتھ کہتا وہ ان کے دماغ میں تیل ڈال کر تیلی لگانے کا کام کر گیا۔

"کام دیکھیں اپنے اس لاڈلے کے! جب سے آیا ہے اسے یہ خیال نہیں آیا کہ بہن کی ہی خبر لے لوں۔ بچاری بستر پر پڑی ہے۔ پوچھا تک نہیں اس کا۔ بچاری سیڑھیوں سے گر گئی تھی۔" وہ سر جھٹک کر غصے سے بولیں۔ ریاض نے گھور کر انہیں دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں، "لائک سیریسلی!... لاڈلا اور وہ بھی میرا؟"

"اب مجھے خواب تھوڑی آیا ہے کہ وہ سیڑھیوں سے گر گئیں۔" وہ ایسے بولا جیسے اسے اب معلوم ہوا ہے۔ راحیل پانی پی رہا تھا کہ اس کی بات سُن کر اسے زور کا چھولگا۔

"راحیل! تم نے بتایا نہیں اسے؟" انہوں نے راحیل سے تصدیق کرنا ضروری سمجھا، انہیں اپنے اس بیٹے پر تورتی بھر بھی بھروسہ نہ تھا۔

"بھول گیا تھا امی!" جناب نے آج کا سب سے بڑا جھوٹ فرمایا۔ ہمنہ نے ناشتہ لا کر حدید کے سامنے رکھا تو وہ کھانے سے انصاف کرنے لگا۔ راحیل بھی اس کے ساتھ کھانے میں شامل ہو گیا۔

"تم بھی اس کے ساتھ رہ کر اسی کی طرح ہوتے جا رہے ہو۔" انہوں نے راحیل کو بھی جھڑک دیا۔

"ماموں! میلی نئی تار۔" احمد حدید اور راحیل کو اپنی نئی کار دکھانے لگا۔ حدید بھی ان سے بحث کرنے کی بجائے احمد سے باتیں کرنے لگا۔ ناشتہ کر کے وہ جیسے ہی اٹھا زینب کا منہ ایک بار پھر کھلا۔

"اب کدھر تشریف لے کر جا رہے ہو؟"

"آپی گوہر کی جہنم میں۔" یہ کہتے ساتھ ہی وہ گوہر کے کمرے کی جانب چل دیا۔ ہمنہ، راحیل اور ریاض نے اپنی مسکراہٹ دبائی جبکہ وہ اسے گھور کر جاتا ہوا دیکھنے

لگیں۔

"دیکھا! دیکھا آپ نے اسے!" زینب نے شکایتی انداز میں ریاض سے کہا۔

"اس کی پیدائش سے لے کر اب تک سے دیکھتا آ رہا ہوں۔ شکل بھی حفظ ہے ماشااللہ سے۔اور کتنا دیکھوں!" ریاض کا جواب تھا کہ کمان کا تیر۔سیدھا ان کے آر پار ہوا تھا۔

"اس بات پر مجھے ایک شعر یاد آ گیا۔" راحیل نے ہمنہ کے کان میں سرگوشی کرتے کہا، "میں نے اسے اتنا دیکھا جتنا دیکھا جا سکتا تھا، لیکن پھر بھی ان دو آنکھوں سے کتنا دیکھا جا سکتا تھا۔" شعر بول کر وہ دونوں ہی کھی کھی کرنے لگے۔

"آپ سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔" وہ خفگی سے کہتی اٹھ کر چلی گئیں۔ریاض بھی گہرا سانس لے کر اپنی چائے پینے لگے جو کہ ان کی گفتگو میں ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

"آ گیا بہن کا خیال!...مل گئی اس ایمن سے فرصت!" وہ اسے کمرے میں آتا دیکھ ہی شروع ہو گئی تھی۔

"میں اس وقت کسی فضول بحث کرنے کے موڈ میں نہیں۔" وہ کہتے ساتھ ہی کمرے میں موجود صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔ جیسے پتا نہیں کتنی ہی لمبی گفتگو

کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"تو پھر کیوں آئے ہو اِدھر؟"اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ حدید کو کچا نگل جائیں۔ پکا کر بھی نہیں مطلب کچا۔ مطلب کہ یار حد نہیں ہو گئی۔

"میں تو اپنی گڑیا سے ملنے آیا ہوں۔ اِدھر آؤ محمل!" حدید کے بلاوے پر کھلونوں سے کھیلتی محمل بھاگ کر اس کے پاس آئی۔

"کیسا ہے میرا چندا؟" وہ اس کے گال پر پیار دیتا ہوا بولا۔

"ماما نے ابھی مجھے اِدھر تھپڑ لگایا ہے۔" اس نے روندو سا منہ لے کر اپنے گال کی طرف اشارہ کیا۔

"آااں!...... کوئی بات نہیں۔ میں ماما کو سمجھا دوں گا۔ آئندہ وہ نہیں ماریں گی آپ کو۔" وہ جیسا بھی تھا ان بچوں کے سامنے اس نے گوہر کو کبھی کچھ نہ کہا تھا۔ وہ اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ ان بچوں کی تربیت میں کوئی اونچ نیچ کرتا۔ "چلو شاباش مجھے اپنا ہوم ورک لا کر دکھاؤ جو میں نے دیا تھا۔" اس کی بات پر محمل اچھلتی کودتی اپنے چھوٹے سے بیگ کی طرف بھاگی۔

"اگر کمرے میں آ ہی گئے تھے تو بہن کا حال احوال ہی پوچھ لیتے۔" وہ اب شاید اس پر طنز کے تیر برسانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ لیکن آگے بھی حد ید تھا۔

"الحمدللہ سے اندھا نہیں ہوں۔ دِکھتا ہے مجھے۔" تڑک کر جواب دیا گیا۔

"اندھے ہی ہو تم جو اس منحوس ایمن کو ٹھیک سے نہیں دیکھ سکے۔" وہ بھی منہ سے آگ ہی اگلتی تھی۔

"اندھا میں نہیں آپ ہیں۔ جو جانتی ہیں کہ آپ کو اس جائیداد میں سے پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملے گی پھر بھی اپنا کماؤ میاں کا گھر چھوڑ کر ادھر اپنی زندگی ضائع کر رہی ہیں۔" ٹکا سا جواب دیتے وہ مخمل کا لایا گیا ہوم ورک چیک کرنے لگا۔

"بدتمیز!..." سر جھٹک کر بولتی وہ اپنا منہ بند کر گئی۔ اس لڑکے سے بحث کرنا یعنی اپنا ہی سر درد بننے کے مترادف تھا۔

۞......۞......۞

"علیزہ! فیس پاؤڈر اور لپ سٹک رکھ لی نا؟" طیبہ علیزہ سے پوچھنے لگی۔

"ہاں یار رکھ لیے ہیں میں نے سارے بم اور بارود وغیرہ۔ جیسے ہی میک اپ ہلکا ہوا کرے گا ہم منہ پر تھوپ لیا کریں گے۔اور ٹھاہ ٹھاہ لشکارے مار کر قہر برسا دیا کریں گے۔" انہوں نے بارڈر،...... میرا مطلب ہے شادی پر جانے کی اچھی تیاری کر لی تھی۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

"چلو صحیح کیا۔"طیبہ نے گہرا سانس خارج کر کے شکر ادا کیا۔

"ہاں صحیح کیا۔دو چار پستولیں بھی سنبھال لینی تھیں۔اور ایک عدد بم بھی رکھ لینا تھا۔دو چار پٹاخے بھی رکھ لیتی،کسی کے کان میں رس گھولنے کے کام آ سکتے ہیں۔"ایمن نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپی!شادی ہال پر قہر برسانے کے لیے جا رہے ہیں۔اس کو اڑانے کے لیے نہیں۔"علیزہ نے شرما کر کہا۔ایمن کے دونوں ابرو حیرت سے اٹھ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"توبہ ہی ہے قسمے!"وہ ہنسی۔

"ایمن آپی!ایک تصویر ہی بنا دو۔"رانیہ مسکین سی شکل لے کر کھڑی تھی۔

"آجاؤ!"رانیہ کی مسکین شکل واقعی ترس کھانے کے قابل تھی۔

"دیکھ کر رانیہ!کہیں کیمرہ ہی نا شرما جائے.....آپ کے مینڈک جیسے کیے گئے میک اپ پر۔"علیزہ نے دانت نکالتے کہا۔

"ویسے اللہ ہی مالک ہے تم لوگوں کا۔"ایمن نے انہیں چھیڑا۔وہ آج خود بھی بہت

پیاری لگ رہی تھی۔

۞......۞......۞

"سس......سس......سردی!"وہ ابھی ہال کے باہر کھڑے تھے کہ سردی نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

"بیٹا جی اندر چلو! ساری سردی فیشن مارنے میں ہی نکل جائے گی۔"ایمن نے ان کی باتوں پر ایک بار پھر اپنا منہ کھولا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو آپی!...بس اب جلدی سے اندر پہنچ جائیں۔ایک تو پتا نہیں بھائی ارمان کو کیا مسئلہ ہے۔سارے لوگ آ گئے ہیں لیکن ایک وہی نہیں آئے۔لینڈ کروزر میں آنا تھا لگتا ہے اب کھوتا ریڑھی پر آ رہے ہیں۔"اریبہ کی زبان پھسلی۔علیزہ نے زور سے کہنی اریبہ کو مار کر علوینہ کے ہونے کا احساس دلایا۔اریبہ نے اپنا تھوک نگلا۔"میرا مطلب ہے......میرا مطلب تھا......"اس سے اب کوئی بات نہیں بن

پارہی تھی۔علوینہ کی شکل دیکھ کر لگ رہا تھا وہ اس کی بات سُن چکی ہے۔اس کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا مکمل طور پر۔

"وہ دیکھو آگئی دلہے کی کار۔"ایمن نے یہ کہہ کر جلدی سے ماحول کو نارمل بنایا۔اب سب دُلہے کی کار کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔اس کے نکلنے کے بعد ہی سب کو مل کر اکٹھے اندر جانا تھا۔

"ہی ہی ہی ہی! میں اڑی اڑی جاؤں ہوا دے نال۔"علیزہ اڑتے اڑتے ہواؤں میں لہراتی ہوئی بولی۔

"ہی ہی ہی ہی! اور میں رینگتی رینگتی جاؤں ان کیڑوں کے ساتھ۔"اریبہ بھی علوینہ کی نظروں کی تپش سے بچنے کے لیے علوینہ کے پیچھے بھاگی۔

......

"ہائے شکر اللہ کا اندر ہیٹر چل رہا ہے۔"طیبہ نے سُکھ کا سانس خارج کیا۔

"بے وقوف ہمارا میک اپ میلٹ ہو گیا تو۔"رانیہ کو اپنے میک اپ کی فکر نے آن گھیرا

تھا۔

”یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔“طیبہ نے سر پر ہاتھ مارا۔

”دماغ ہو گا تو ہی سوچو گی۔“رانیہ نے طنز کیا۔

”تیرے پاس جیسے ہا تھی جتنا بڑا ہے۔“روکھے انداز میں جواب آیا۔

”دماغ تم دونوں میں ہی نہیں دراصل !...پاگل لڑکیوں میں اپنے ساتھ فیس پاؤڈر لائی ہوں نا۔“علیزہ نے اپنے عقل مند ہونے کا ثبوت دیا۔

”اوہ ہاں میں تو بھول گئی تھی۔“طیبہ پر سکون ہو گئی۔

”چلو اب ہم اپنا فوٹو شوٹ کر لیں۔“ مجھے تو لگتا ہے شادی دوسرے لوگوں کے لیے فوٹو شوٹ کا میدان ہوتا ہے۔جہاں صرف وہ یہ کام دکھانے آتے ہیں۔انہیں بس تیار ہو کر تصویریں بنانے کی خوشی ہوتی ہے جس کو ان کے علاوہ کسی نے بھی نہیں دیکھنا ہوتا۔وہ اگلے کئی سال تک ان تصویروں کو دیکھ کر اپنا دل بھرتے رہتے ہیں۔اور پھر وہ تصویریں کہاں جاتی ہیں کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔پھر اس کے کچھ سال بعد انہیں اپنی تصویروں کو خود ڈیلیٹ کر دینے کا دُکھ کھائے رہتا ہے۔اور ایک عدد فون سے کیے

گئے فوٹو شوٹ کی بس اتنی سی کہانی ہوتی ہے۔ جس کے لیے ہم ایک شادی پر خوار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ خیر میں جوان نسل کی بات کر رہی ہوں۔ اور آج کل تو کچھ آنٹیوں کو بھی اس چیز کا شوق چڑھا ہوا ہے۔ خیر ہم کیا کہہ سکتے ہیں سب کے پاس ہی دل ہوتے ہیں۔ سب کا ہی دل کرتا ہے۔

''ایمن آپی ہن ساڈیاں وی تصویراں کھچ ہی دے۔'' رانیہ اپنے مخصوص پنجابی سٹائل میں بولی۔

''آجاؤ کھڑے ہو جاؤ ایک ایک کر کے تصویریں بنا دیتی ہوں۔'' ایمن نے انہیں تاکید کی۔ جبکہ علیزہ کی نظریں اپنی ماں کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اس کا بھی بڑا دل کر رہا تھا ایمن کے فون میں تصویریں بنانے کو۔ ایمن کے فون کا کیمرہ رزلٹ بہت اچھا تھا اس کے فون کی بانسبت۔ لیکن اسے اب اپنی ماں کے خوف نے آن گھیرا تھا۔ وہی خاندانی لڑائیاں اور ان کی ناراضگیاں۔

''آجاؤ علیزہ! تمہاری بھی تصویر بنا دیتی ہوں۔'' ایمن شاید اس کے دل کی بات کو جانچ چکی تھی۔ علیزہ نرمی سے مسکرا دی۔ لیکن دل اس کا تیز رفتاری سے دوڑ رہا تھا جیسے وہ خود کسی میر تھن کی ریس میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔ علیزہ ڈر کو بھاڑ میں جھونک کر

سامنے جا کھڑی ہوئی۔اور تصویر بنوانے لگی۔اس نے جاتے ساتھ ہی ایکشن مار کر پوز جھاڑ دیا۔

"اوہو!...اوہو!...واہ علیزہ!"علیزہ کے ایکشن کو دیکھتے ہوئے طیبہ،اریبہ اور رانیہ نے ہوٹنگ شروع کر دی۔علوینہ تو اندر آتے ہی پتا نہیں کہاں ہی غائب ہو گئی تھی۔ خیر ان لوگوں نے کچھ دیر پہلے اسے دُلہن کی بہنوں کے ساتھ دیکھا تھا۔بے وفا علوینہ!

"کلچ!......کلچ!......کلچ!"ان لوگوں نے کیمرہ مین کو زبردستی اپنی تصویریں بنوانے کے لیے گھسیٹا تھا۔اب وہ بچارا ان کی تصویریں بنانے میں مصروف تھا۔

"پتا نہیں ہماری صلح کب ہو گی ایمن آپی سے!"علیزہ نے ایمن کو دیکھتے ہوئے دل میں مایوسی سے سوچا۔خیر کون جانتا تھا آگے کیا کیا ہونے والا ہے۔

......

"کیا حال ہے جانم؟"حدید نے ایمن سے فون کال پر پوچھا۔وہ لوگ فنکشن سے واپس

آ گئے تھے۔وہ اب اپنے کمرے میں موجود تھی۔

"یہ فضول طریقے کے ناموں سے بلانا بند کردو مجھے۔"ایمن اس کے جانم کہنے پر ایک دم سے سرخ ہوئی تھی۔

"کیوں جانم؟"وہ صدا کا ڈھیٹ انسان!

"مجھے اچھا نہیں لگتا سمجھے؟"وہ اس کے ڈھیٹ پن پر ناراضگی سے بولی۔

"کیوں اچھا نہیں لگتا جانم؟"وہ اسے تپانے لگا۔

"مجھے ایسے الفاظ بہت بے ہودہ لگتے ہیں۔"اس نے غصے سے وجہ ظاہر کی۔خیر آگے حدید نے کیا کہنا تھا یہ اندازہ آپ سب کو بھی ہو گیا ہوگا۔

"کیوں بے ہودہ لگتے ہیں جانم؟"اس شخص سے یہی توقع تھی۔

"دیکھو!......اگر تم ایسے الفاظ استعمال کروگے تو میں تم سے بات نہیں کروں گی۔"وہ دھمکیوں پر اتر آئی۔

"اچھا اب دھمکی کیوں دیتی ہو جانم؟"وہ نہیں سدھر سکتا تھا۔ایمن نے ایک گہرا سانس لے کر افسوس کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”تم کیوں میری بات نہیں مانتے؟“

”لو! ......یہ بھی کوئی ماننے والی بات ہے۔اب میں اپنی بیوی کو جانم نہیں کہوں گا تو اپنی سیکیٹری کو کہوں گا۔“وہ معصومیت سے بولا۔

”خاموش ہو جاؤ! ......تمہیں نہیں لگتا تم بہت بولتے ہو!“وہ چڑ کر بولی۔

”لو بھلاں!...میں کہاں بولتا ہوں اتنا؟“وہ حیران ہوا۔

”جب دیکھو چیڑ...چیڑ...چیڑ سٹارٹ ہوتی ہے تمہاری۔“کیا جواب دیا گیا۔

”ہاں تو جن سے محبت ہوتی ہے انہیں سے بہت سارا بولتے ہیں۔“وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا سرِ عام راحیل کے سامنے گفتگو میں محو تھا۔راحیل تو بس اسے گھوری جا رہا تھا۔حدید نے دونوں ابرو اچکا کر اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اور کوئی کام دھندا نہیں تمہیں۔

”بے شرم!“راحیل سر جھٹک کر کہتے ساتھ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”مجھ سے یہ محبتوں والے بول نہ بولا کرو۔“اسے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

”کیوں جانم؟“وہ پھر سے اپنی ”جانم جانم“شروع کر چکا تھا۔

”اُف !......“ایمن نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔

”کیا ہوا جانم ؟“اس کی معصومیت نا قابلِ یقین تھی۔

”تم اپنی یہ بکواس بند کرو جانم جانم !“وہ اکتائی۔

”شکریہ جانم۔“وہ شرمیلے انداز میں بولا۔

”کس لیے ؟“وہ حیران ہوئی۔

”مجھے جانم کہنے کے لیے۔“اس کا انداز پھر سے شرمیلا تھا۔

”رحم کرو مجھ پر حدید !...“وہ جیسے ہاتھ جوڑ چکی تھی اس کے سامنے۔

”کیوں جانم ؟“وہ پھر سے چیڑ چیڑ شروع ہو چکا تھا۔

”اُف میرے خدایا۔“ایمن نے کہا اور فون کاٹ دیا۔حدید نے مسکرا کر اپنے فون کی جانب دیکھا جو کہ کٹ چکا تھا۔اس کی مسکراہٹ تو تب سمٹی جب اس نے سامنے دیکھا۔راحیل ہاتھ باندھے اس کے سامنے ہی کھڑا تھا۔

”تم گئے نہیں تھے ؟“اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

”آپ جناب کی گفتگو اتنی دلچسپ تھی مجھے موقع ہی نہ ملا۔“اس نے کندھے اچکائے۔

”بیٹا یہ تو میں تب کہوں گا جب تم رامین سے باتیں جھاڑ رہے ہو گے۔“وہ بھی ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔راحیل نے حیرت سے اسے دیکھ کر اپنا تھوک نگلا۔

”کون رامین؟“وہ انجان بن گیا۔

”یہ رامین!...“اس نے اپنے فون کی سکرین اس کے سامنے کی۔جہاں پر راحیل کسی ریستوران میں ایک عدد لڑکی کے ساتھ بیٹھا کھانا نوش فرما رہا تھا۔

”یہ......یہ کون ہے؟“اس نے اپنی ساری حیرت پر قابو پایا اور پھر سے انجان بن گیا۔

”بیٹا جی یہ تو آپ کو تب یاد آئے گا جب میں ابّا حضور کو یہ تصویر دِکھاؤں گا۔“کہتے ساتھ ہی وہ کمرے سے نکلنے لگا۔راحیل نے ہڑ بڑا کر جھٹ سے اس کی کہنی تھامی۔

”یار کیوں میری عزت کا بیڑا غرق کروانا چاہتا ہے؟میں بھی تو تیری ہر بات چھپاتا ہوں بابا سے۔“راحیل جیسے منت کرنے لگا۔

”اچھا!...کیا بات چھپائی ہے تم نے میری بابا سے آج تک؟“وہ جیسے پوچھ رہا تھا۔

”یہی کہ تو لاہور نہیں بلکہ خانیوال گیا تھا۔“راحیل نے اسے ایک عدد مثال پیش کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو؟.........." وہ حیرت میں غوطے کھاتے ہوئے بولا، "میں ڈرتا تھوڑی ہوں تم بتا دو جا کر۔" اس نے بھی آرام سے شانے اچکا دیے۔ راحیل کا ہارٹ فیل ہوتے ہوئے رہ گیا۔

"میری عمر کا ہی لحاظ کر لے دو سال بڑا ہوں تجھ سے۔" راحیل نے اسے شرم دلائی۔ اور وہ ٹھہرا صدا کا بے شرم۔

"بیٹا تمہارا پتہ تو میں کٹواتا ہوں۔" وہ اپنی کہنی جھٹک کر پھر سے باہر جانے لگا۔ راحیل پھر سے ہڑبڑاتا ہوا اس کے پیچھے گیا۔

"اچھا اچھا یار!...... تو میرا پیارا چھوٹا سا بھائی نہیں۔ دیکھ میں تیری طرح دلیر تھوڑی ہوں جو سیدھا جا کر اس لڑکی سے نکاح کر لوں۔ اس کے لیے بابا کو منانے کے لیے مجھے وقت چاہیے اور تم سیدھا جا کر ان کے سر پر ایٹم بم پھینکنے کی تیاری کیے بیٹھے ہو۔"

"واٹ؟...... تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔" وہ اپنی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے حیرت سے منہ کھول کر پوچھنے لگا۔

"یار میری توبہ جو میں تم پر طنز کروں۔" وہ چڑچڑے انداز میں بولا۔

''لیکن میرا بڑا دل کر رہا ہے یہ تصویر ان کو دکھانے کو۔آئے ہائے کتنا مزہ آئے گا نا جب وہ یہ دیکھیں گے۔ان کی نظر میں اگر نکاح کر کے میں بُرا بن گیا ہوں تو تمہیں رنگ رلیاں مناتے دیکھ تو ضروران کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔''وہ تصوّر میں ہی یہ سب سوچ کر خوش ہو گیا۔اور پھر سے باہر جانے لگا۔لیکن راحیل کی اگلی بات پر اس کے قدم ایک دم سے ساکت ہو گئے۔

''تجھے ایمن کا واسطہ ہے یار۔''اس نے ایمن کا واسطہ دیا تھا۔وہ کیسے نہ رُکتا۔

''ٹھیک ہے۔''وہ آنکھیں گھما کر بولا اور پھر سے جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔کیا چیز تھی یہ ایمن بھی۔

''شکر الحمد للہ!''اس نے شکر کیا اور ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پر دراز ہو گیا۔جیسے پتا نہیں کون سی جنگ عظیم جیت لی ہو۔

....

آج ولیمہ تھا۔یعنی شادی کی تقریبات کا آخری دن۔وہ سب ہی مایوس دکھائی دے رہی

تھیں۔آج ساری تقریبات کا آخر تھا یہ سوچ کر ہی انہیں ہول اٹھ رہے تھے۔پھر کل سے وہی روٹین سکول اور کالج کی۔ صبح جلدی اٹھنا۔اُف۔

”یار آج شادی ختم ہو جائے گی۔“علیزہ نے ٹھنڈی آہ بھری۔

”ٹھیک کہا یار! اتنے دن سے ہم سب شادی کی تیاریاں کر رہے تھے۔چار دن میں ہی شادی کا کا اینڈ ہو گیا۔“طیبہ کا بھی منہ لٹکا ہوا تھا۔

”مجھے تو سب سے زیادہ صبح جلدی اٹھ کر سکول جانے کی ٹینشن ہے۔میرے تو بورڈ کے پیپرز بھی ہونے والے ہیں۔میری زندگی کا پہلا بورڈ۔“علیزہ نویں جماعت کی طلبہ تھی۔یہ فکر تو ہونی ہی تھی۔

”ہائے! تجھے پتا ہے بورڈ کے پیپرز میں لڑکیاں کیسے تیار ہو کر آتی ہیں!“طیبہ نے پرجوشی سے اس سے پوچھا۔علیزہ نے نفی میں سر ہلایا۔

”کچھ لڑکیاں تو شرارے گرارے پہن کر آجاتی ہیں۔رانیہ بتا رہی تھی جب وہ پیپر دینے گئی تھی نا تو ایک لڑکی تو تقریباً پوری دلہن بن کر آئی ہوئی تھی۔“طیبہ خوش ہوتے ہوئے بتایا۔

’’ہیں سچی !...‘‘علیزہ بے یقین تھی۔

’’ہاں یار ! تجھے رانیہ سے پچھوا دیتی ہوں۔‘‘ کہتے ساتھ ہی طیبہ نے اپنی ٹیبل سے دور کھڑی رانیہ کو آواز دی جو کہ ایمن کے فون کو پوز مار کر دکھا رہی تھی۔رانیہ ان کے بلاوے پر فوراً سے ان کی ٹیبل کے قریب آئی۔

’’ہاں کیا ہے ؟‘‘رانیہ نے سوال کیا۔تو طیبہ نے اسے ساری بات بتائی۔

’’ہاں یار ایک لڑکی آئی تھی پوری ہی دلہن بنی ہوئی تھی۔شاید شادی شدہ تھی۔کیا اس نے منہ پر میک اپ تھوپا ہوا تھا،شرارہ پہنا ہوا تھا،بندی لگائی ہوئی تھی اور ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں۔اس کا شرارہ بلکل ریڈ کلر کا تھا۔‘‘رانیہ نے کھی کھی کرتے ہوئے اسے بتایا۔علیزہ کی تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔وہ اب بھی بے یقین تھی۔

’’یار اسے شرم نہیں آئی ہو گی ایسے تیار ہو کر آتے ہوئے۔‘‘علیزہ صدا کی بے شرم خود ایسی بات کر رہی تھی۔

’’کوئی ناں۔وہ تو مٹک مٹک کر چلتی پھر رہی تھی۔‘‘رانیہ نے منہ بنا کر ایک ادا سے کہا۔ان کی گفتگو ایسے ہی جاری تھی۔

''کیا باتیں چل رہی ہیں؟''ایمن، زرتاشہ، اریبہ اور سعدیہ بھی ان کے قریب آ کر بیٹھ گئیں۔ سعدیہ اریبہ کی بڑی بہن تھی۔ جس کے پیپرز کل ختم ہوئے تھے اور وہ کل رات ہی اپنی ماما کے ساتھ آئی تھی۔ جبکہ اریبہ پہلے ہی آ چکی تھی۔

''ایمن آپی آپ کو پتا ہے یہ طیبہ اور رانیہ مجھے کیا بتا رہی ہیں۔''علیزہ نے کہا اور پھر ساری رام گھڑت انہیں سنا دی۔

''شادی شدہ ہو گی۔''ایمن نے ٹھیک اندازہ لگایا۔

''ہاں مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔''رانیہ نے اس کی تائید کی۔

''یہ ارتج کو تو ولیمے والے دن بھی چین نہیں ہے۔ کب سے بچارے ڈانس فلور کی کمر توڑ رہی ہے۔''علیزہ نے چغلی کا ایک نیا موضوع نکالا۔ وہ سب بھی اس موضوع کو تفصیلاً جاری کر چکی تھیں۔

''تم لوگ بھی کوئی ڈانس وغیرہ کر لو!...''وہ ساری اب ڈانس فلور کے سامنے کھڑی ان کو ڈانس کرتے ہوئے تاک رہی تھیں جب بلال بولا۔

''ہاں ہاں!......تاکہ کل ہم لوگ پورے خانیوال میں مشہور ہو جائیں......دیکھ نہیں

رہے آپ کتنے سارے باہر کے لوگ کھڑے ویڈیوز بنا رہے ہیں۔پتا نہیں وہ ویڈیوز کہاں کہاں تک جائیں گی اور کتنے لوگ اسے دیکھیں گے۔"علیزہ کا منہ کھلا تو اس میں سے اس بار سمجھداری کی باتیں ٹپکنے لگیں۔بلال کا منہ بھی بند ہو چکا تھا۔ان سب نے علیزہ کی بات پر اپنی مسکراہٹیں دبائی تھیں۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نا!......کہا تھا نا میں نے!......یہ بھائی بلال کب سے اس ارتج کی تاک میں ہیں۔میں پہلے ہی بتا رہی ہوں میری چھٹی حس بڑی خراب والی خبریں دے رہی ہے۔"علیزہ نے رانیہ کے کان میں سرگوشی کی تو اس بار رانیہ کو بھی یقین ہونے لگ گیا۔لیکن پھر سے سر جھٹک دیا۔یہ سوچ کر کہ وقتی ٹھرک پن ہے۔

◈......◈......◈

تین ماہ بعد......

”راحیل کون ہے وہ لڑکی؟ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا اس بارے میں۔اور کب سے یہ گل کھلایا جارہا ہے؟“ ریاض، زینب، راحیل اور حدید اس وقت ایک ہی کمرے میں بیٹھے تھے۔راحیل ان سے بات کرنے کے لیے آیا تھا رامین کے بارے میں لیکن حدید صاحب تو مفت میں ہی اس کے ساتھ آ گئے تھے۔اب راحیل کو یہ خوف تھا کہ کہیں حدید کوئی الٹی سیدھی بکواس ہی نہ جھاڑ دے۔

”نہیں بابا۔وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔“

”پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ ذات کیا ہے اس کی!...“ ریاض نے سختی سے پوچھا۔

”جی...شاہ...شاہ ہے اس لڑکی کی ذات۔“ راحیل نے ہچکچاتے ہوئے بتایا۔حدید تو صوفے سے ٹیک لگائے، ہاتھ سر کے پیچھے باندھے اور ٹانگیں سامنے پڑی ٹیبل پر جمائے مست انداز میں بیٹھا تھا۔

”کیا؟......تمہیں زرا شرم نہ آئی اپنی ہی ذات سے باہر منہ مارتے ہوئے۔“ وہ سخت غصے میں تھے۔انہیں یہ بات بلکل گوارہ نہ تھی کہ شادی ذات سے باہر کی جائے۔

”لیکن بابا وہ پڑھی لکھی ہے، اچھی ہے، ذات کا کیا ہے۔“ راحیل نے بودا سا بہانہ گھڑا۔

"کام دیکھیں اس کے۔اِس حدید کے ساتھ رہ رہ کر یہ نواب بھی اس کے نقشِ قدم پر چلنا شروع ہو چکا ہے۔" زینب نے پہلی بار گفتگو کے درمیان اپنا منہ کھولا۔حدید تو ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے کمرے میں ہونے والی گفتگو سے اس کا کوئی سروکار ہی نہ ہو۔جبکہ راحیل کو معلوم تھا وہ اچانک منہ کھول کر اس کے سر پر دھماکہ کرے گا اور پچھلے چھ ماہ کی محبت کو پانی میں ملا دے گا۔پتا نہیں وہ بچارا کتنی ہمت کر کے اپنی محبت کے بارے میں اپنے ابّا حضور کو بتانے آیا تھا۔اور حدید نے ایک پل نہیں لگانا تھا اسے غارت کرنے کے لیے۔

"حدید نے تو پھر بھی خاندان اور ذات کے اندر منہ مارا تھا۔لیکن یہ صاحبزادے تو علیحدہ ہی چل رہے ہیں۔" ریاض نے ایک سیکنڈ نہیں لگایا زینب کا منہ بند کرنے میں۔

"خُدا پوچھے تجھے حدید!..." راحیل نے ایک نظر حدید کو دیکھ کر دل میں کہا۔جبکہ اس بچارے کا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔اور نہ ہی اس نے ابھی تک منہ کھولا تھا۔معصوم حدید!......بہت معصوم!

"بابا پلیز میں اس محبت کرتا ہوں۔" راحیل نے التجاء کی۔

"بھاڑ میں گئی ایسی محبت!......ابھی صحیح سے اُگے نہیں ہو اور چل پڑے ہو محبت کی

باتیں کرنے۔“انہوں نے اسے جھڑک دیا۔پر وہ کہاں آسانی سے چُپ بیٹھنے والا تھا۔

”بابااور کس عمر میں کرتے ہیں محبت؟آپ کی عمر میں تو میں کرنے سے رہا اب۔“راحیل نے ایک نظر غصے سے گھورتی اپنی ماں کو دیکھااور پھر سے اپنے باپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔

”بے حیا!......شرم نہیں آتی اپنے باپ سے ایسے باتیں کرتے ہوئے۔“زینب نے دانت پیسے۔

”تم توچُپ رہو!......میں بات کر رہاہوں نااس سے۔“انہوں ایک دفعہ پھر سے زینب کو جھڑک دیا۔وہ انہیں گھورتی ہوئی خاموش ہو گئیں۔

”دیکھوراحیل!...تمہاری شادی اس لڑکی سے نہیں ہو سکتی بس!...میں نے کہہ دیا۔“انہوں نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا۔

”لیکن بابا!......“وہ اس سے پہلے کچھ بولتا انہوں نے اسے دوبارہ ڈپٹ دیا۔

”نکل جاؤ کمرے سے!...یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔“وہ بولے تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اور حدید کو غصے سے گھورتے ہوئے تن فن کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

''اب آپ صاحب زادے کو دعوت نامہ پیش کروں یہاں سے جانے کے لیے۔''انہوں نے حدید کو دیکھتے ہوئے طنز کیا۔

......

''آنٹی مبارک ہو!......''ایمن نے ریحانہ کو فون کرکے ان کی نئی گاڑی کی مبارک باد دی۔ریحانہ نے بھی خوشی سے بھرپور ہو کر ایمن کی مبارک باد کو وصول کیا۔صرف ایک فون کال گئی تھی ایمن کی طرف سے۔اور ان کے رشتے میں آئی دڑار ایک لمحے میں ٹھیک ہو گئی۔یہی تو ہوتی ہیں خاندان میں رشتہ داروں کی لڑائیاں۔بس ایک میٹھا س اور پھر باقی سب بکواس۔پھر ایک دوسرے سے ایسے گویا ہوتے ہیں جیسے پہلے کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو۔اور نہ ہی ایک دوسرے کو کچھ ایسا ویسا محسوس ہونے دیتے ہیں۔اور بس یہی ہوتی ہیں رشتہ دار کی لڑائیاں۔فراز نے بھی ریحانہ کو ان کی نئی گاڑی کی مبارک باد دی تھی۔ریحانہ بھی بہت خوش تھیں۔

''میری بھی بات کروادیں ایمن آپی سے !...''علیزہ نے بے چینی سے فون پر بات کرتی اپنی سے کہا۔

''اچھا ایمن !......تم زرا علیزہ سے بات کرو میں گھر میں آئے مہمانوں کو دیکھ لوں۔''یہ کہتے ساتھ انہوں نے فون علیزہ کو تھما دیا۔

''کیا حال ہے ؟''ایمن نے پہل کی۔

''اب تو حال ہی سب کے بے حال ہیں۔آدھے سے زیادہ رشتہ دار ہماری نئ گاڑی آنے سے جلے پڑے ہیں۔چاچو ارحم تو ابھی تک نہیں آئے ہمارے گھر،اتنا جل گئے ہیں وہ ہم سے۔چاچی آگئی تھیں۔ان کا تو چہرہ دیکھ کر ہی لگ رہا تھا حسد کے مارے نظر لگادیں گی ہماری کار کو۔لیکن میں بھی بڑی چالاک ہوں،جلدی سے آیت الکرسی پڑھ کر پھونک دی کار پر۔''علیزہ اور پتا نہیں کیا کیا بتا رہی تھی ایمن تو بس اس کی باتوں ہر ہنس رہی تھی۔

''توبہ ہے ایمن آپی !......کتنا ہنستی ہیں آپ !...''علیزہ بھی ہنس دی۔ان دونوں کی گفتگو طویل ہوتی جارہی تھی کہ ریحانہ نے علیزہ کو بلالیا۔

''علیزہ!...جلدی آؤ۔مہمانوں کو چائے دو۔

''آئی ماما!......''علیزہ نے جواباً کہا اور پھر سے ایمن کی طرف متوجہ ہوگئی،''میں چلی جلے ہوئے مہمانوں پر پیٹرول ڈالنے پھر دیکھنا آگ کیسے بھڑکتی ہے۔مجھے تو لگتا ہے اس بار لاوا نکلے گا ان کے منہ سے۔اچھا اب میں چلتی ہوں،اللہ حافظ۔ہمارے گھر دعوت پر ضرور آنا۔''علیزہ نے جلدی سے کہہ کر فون کاٹ دیا۔کیونکہ ریحانہ کی ہوائی چپل فائرنگ بس ہونے ہی والی تھی۔

''اُف خُدایا یہ لڑکی!......''ایمن نے ہنس کر اپنے فون کو دیکھا۔اور پھر کچھ سوچتے ہوئے حدید کی تصویریں دیکھنے لگی۔جو بھی تھا!......نکاح جیسی بھی صورت میں ہوا......لیکن نکاح تو ہوا نا۔اور نکاح کے دو بولوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ محبت خودبخود جنم لینے لگتی ہے۔اس کے دل میں بھی محبت کے بیج نے اپنا پودا اُگانا شروع کر دیا۔اب اس نے درخت کب بننا تھا اور اس کا پھل کب دینا تھا۔یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

۞......۞......۞

''تمہیں بابا بُلا رہے ہیں نیچے۔'' حدید نے آکر اسے اطلاع دی۔ راحیل کل سے ہی کمرے سے باہر نہ نکلا تھا۔ بس منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ کھانے پینے سے اس نے مکمل طور پر قطع تعلق کر لیا تھا۔ وہ کسی کا بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ رامین اسے کئی بار کال کر چکی تھی مگر وہ سب کچھ نظرانداز کیے ہوئے تھا۔ اس نے تو اپنا فون ہی بند کر ڈالا تھا۔

''کیوں؟...اب کیا مسئلہ ہے انہیں!...لگتا ہے میرا دل توڑ کر جی نہیں بھرا ان کا۔'' راحیل سخت غصے میں بیٹھا تھا۔

''مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔ انہوں نے نیچے تمہارے رشتے کے لیے کچھ لوگوں کو بُلایا ہوا ہے۔ وہ اب بس جلدی سے تمہاری شادی کر کے تمہیں ٹرکھانا چاہتے ہیں۔'' حدید نے کندھے اچکا کر جیسے افسوس ظاہر کیا۔ راحیل کو تو آگ ہی لگ گئی۔ وہ جھٹ سے بیڈ پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں مجھ سے پوچھے بغیر۔'' بلکل ہی بے یقینی طاری تھی۔

''ایسا کر نہیں سکتے، کر چکے ہیں۔'' حدید کا کہنا تھا کہ راحیل اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا نیچے کی طرف چل دیا۔

''ان لوگوں کو تو میں بتاتا ہوں۔ان رشتے والوں کو بھی گھر سے دھکے دے کر باہر نہ نکالا تو میرا نام بھی رانا راحیل ریاض نہیں۔''

وہ نیچے آ کر اب بڑے آرام سے ریاض صاحب کے ساتھ بیٹھا تھا۔کونسے دھکے ؟...کہاں کے دھکے ؟

''بابا!......یہ......یہ کب ہوا؟''راحیل ریاض کے ساتھ بیٹھا حد سے زیادہ حیران تھا۔ہاں راحیل ہی جس نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ ان رشتے والوں کو دھکے دے کر گھر سے نکالے گا اور ابھی ان ہی کے ساتھ بیٹھا تھا کیونکہ نیچے آ کر اس نے جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کی پوری دنیا ہی ہلا کر رکھ دی تھی۔

''تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ رامین صدیقی صاحب کی بیٹی ہے۔تم مجھے پہلے ہی بتا دیتے تو یہ سب نہ ہوتا۔''وہ کافی خوش نظر آ رہے تھے۔راحیل کے لیے سب کچھ ہی بے یقین تھا۔کیا اس کے بابا صدیقی انکل کو جانتے تھے؟ مگر کیسے؟ سامنے ہی صدیقی اور ان کی بیوی بیٹھی تھیں۔راحیل بھی کئی سوچوں میں گُم ان کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گیا۔کچھ ہی دیر میں وہ لوگ جا چکے تھے۔رشتہ پکا ہو چکا تھا۔منگنی کی ڈیٹ بھی فکس کر دی جا چکی تھی اگلے ہفتے کی۔راحیل تو حد سے زیادہ خوش تھا۔یہ تو

معجزہ ہی ہو گیا تھا۔وہ خوشی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر گیا۔اپنے اور حدید کے مشترکہ کمرے میں داخل ہو کر اس نے اسے گلے سے لگا لیا۔

”یہ کون سی مردانہ کمزوری نے جکڑ رکھا ہے تمہیں!...دور ہٹو مجھ سے۔“حدید نے اسے اپنے آپ سے دور کیا۔لیکن راحیل نے بھی اس کی طرح ڈھیٹ پن کی انتہا کرتے ہوئے اسے پھر سے گلے لگا لیا۔

”بھائی تو کتنا اچھا ہے یار!......تو نہ ہوتا تو میرا کیا ہوتا؟آئی لو یو یار!“وہ اس کے گلے لگے اس کی محبت کے گُن گا رہا تھا۔

”خیر تو ہے،آج بڑا پیار آرہا ہے مجھ پر۔“حدید نے پھر سے اسے اپنے آپ سے الگ کیا اور آبرو اچکائی۔

”مجھے پتا ہے یہ سب تو نے ہی کیا ہے۔تو نے ہی بابا کو اس سب کے بارے میں بتایا ہے۔“خوشی تو راحیل کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔

”کیا بتایا ہے میں نے بابا کو؟“وہ حیران ہوا۔

”اچھا بس کر اب یہ ایکٹنگ۔جھوٹ بولنے کی عادت تو تیری کبھی نہیں جائے

گی۔"راحیل نے اس کے سینے پر آہستہ سے مکاہ رسید کیا۔

"یار گوہر آپی کی قسم میں نے کچھ........"وہ اس سے پہلے جھوٹی قسمیں اٹھا کر گوہر کو اوپر پہنچاتا راحیل نے جلدی سے اس کی بات کاٹ کر گوہر کی جان بچالی۔

"چُپ!...اس سے آگے کچھ نہ بولیں تجھے خُدا کا واسطہ ہے یار۔"راحیل نے منت کی۔حدید نے آنکھیں گھمائیں۔ایک تو بنٹے جیسی اس کی آنکھیں تھیں،اتنی خوبصورت کے جب وہ گھُماتا،واللہ قیامت ہی ڈھاتی تھیں۔

"اب بندہ یقین دلانے کے لیے قسم بھی نہ اٹھائے۔"اُف......کیا معصومیت تھی۔

"لاحول ولا قوۃ!...خُدارا تو قسم نہ اٹھایا کر میں ویسے ہی یقین کر لیا کروں گا۔"وہ خفیف انداز میں بولا۔

"اچھا میری ماں!...تم نے کہہ دیا میں نے سُن لیا۔"حالانکہ وہ اچھے طریقے سے ایک کان سے سُن کر دوسرے سے نکال چُکا تھا۔ڈھیٹ انسان!

"ویسے مجھے اس بات سے اختلاف ہے کہ رامین ہماری ذات کی نہیں ہے۔"حدید نے صاف گوئی سے کہہ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''محبت میں اختلافات نہیں دیکھے جاتے، یہ تو بس ہو جاتی ہے۔'' حدید نے چونک کر اسے دیکھا، ''اور تو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔'' راحیل نے اس کی محبت پر چوٹ کی۔

''میں مانتا ہوں۔'' وہ بلا جھجک کہہ چکا تھا۔ اسے اس کی بات پر مکمل طور پر یقین تھا۔

تقریباً سولہ گھنٹے پہلے کا ریاض کے کمرے کا منظر......

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''نہیں آپ دعوت نامہ نہ دیں، کیونکہ میں قبول نہیں کروں گا۔'' حدید نے لاپرواہی سے کہا۔ زینب کا بس نہیں چل رہا تھا اسے دو تین لگا دیں۔ انتہائی بدتمیز ہو گیا تھا وہ۔ ریاض بھی اسے گھور رہے تھے۔

''اب ایسے تو نہ دیکھیں، پیار ہو جائے گا مجھ سے۔'' مسکراہٹ دباتا وہ انہیں بھی مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

''فرماؤ صاحب زادے!...جو فرمانا چاہتے ہیں آپ۔'' وہ شاید جان چکے تھے۔

''میں تو بس آپ کو یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ راحیل جس لڑکی سے محبت کرتا ہے وہ صدیقی

صاحب کی بیٹی ہے۔آپ کے عزیزی بچپن کے دوست کی۔''اس نے ان کے سر پر اچانک سے بم پھاڑ دیا۔

''کیا؟......یہ کیا کہہ رہے ہو تم!''...ان کی حیرت عروج پر تھی۔

''جی ہاں،......سچ کہہ رہا ہوں میں۔''اس نے کندھے اچکائے۔

''تو......تو اس نے مجھے پہلے کیوں نہ بتائی یہ بات۔''

''اس پاگل کو خود نہیں معلوم۔کیونکہ جس روز وہ کینیڈا سے یہاں آئے تھے تب وہ آفس کے سلسلے میں لاہور گیا ہوا تھا۔اس لیے اس کی ملاقات ان سے نہ ہو سکی۔''کتنا چالاک تھا وہ۔اپنے بھائی کی خبر اس سے بھی زیادہ رکھتا تھا۔چالاک انسان!

''یہ تو پھر بہت اچھا ہو گیا۔صدیقی کی فیملی تو بہت اچھی ہے۔اگر وہ مجھے پہلے ہی بتا دیتا تو میں اسے یوں منع نہ کرتا۔''وہ خوش ہو گئے تھے۔خاندان اور ذات کے اختلافات تو کہیں دور جا سوئے تھے۔حدید نے انہیں غور سے دیکھا۔کیسے لوگ تھے وہ؟کسی اور خاندان کی بیٹی کے گھر میں آنے کا خدشہ ہی انہیں دُکھ اور غصہ دلا رہا تھے۔لیکن جیسے ہی انہیں معلوم ہوا کہ وہ ان ہی کے عزیزِ دوست کی بیٹی ہے وہ فوراً مان گئے۔بے حس

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لوگ! اس نے سوچ کر سر جھٹکا۔

"میں ایسا کرتا ہوں کل ہی انہیں اپنے گھر دعوت پر بُلا لیتا ہوں۔ پھر رشتے کی بات بھی کرلوں گا۔" انہوں نے زینب سے کہا تو وہ ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگی جبکہ حدید کمرے سے روانہ ہو گیا تھا۔ ان بے حس لوگوں کے چونچلے اس کی سمجھ سے باہر تھے۔

۞......۞......۞

وہ کچھ دوسری ٹیچرز کے ہمراہ سکول سے نکل رہی تھی جب اس کی نظر گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے حدید پر گئی۔ اس کے تو اوسان خطا ہونے لگے۔ وہ پاگل یہاں کیا کر رہا تھا۔ ایمن کو دیکھ کر اس نے فوراً سے ہاتھ ہلایا۔ ایمن ٹیچرز سے کچھ کہتی فوراً سے تن فن کرتی اس کی طرف بڑھی۔

"ہائے ڈارلنگ!...... کیسی ہو؟"۔ وہ نہایت ہی لوفر انداز میں بولا ایمن کا پارہ ہائے ہو گیا۔

''تم کیا کر رہے ہو یہاں؟''ایمن دبا دبا سا چیخی۔

''میں!......میں یہاں کیا کر رہا ہوں تم مجھ سے یہ سوال کر رہی ہو۔''وہ اپنی طرف اشارہ کر کے اچنبھے سے پوچھ رہا تھا۔وہ ابھی ایمن کو تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا شاید۔

''نہیں!...تمہارے آس پاس یہ جو جنات منڈلا رہے ہیں ان سے۔''اس نے غصے سے طنز کیا۔

''اگر تم مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہی ہو تو اس میں سو فیصد ناکام ہو گئی ہو۔بڑے آئے جنات!...میں دیکھ لوں گا انہیں بھی۔''اُف کیا دلیری تھی۔ایمن اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

''اچھا اب ایسے گھور کیوں رہی ہو ڈارلنگ!...چلو چلیں۔''کہتے ساتھ ہی اس نے اس کا بازو تھاما اور گاڑی کی فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

''چھوڑو مجھے جنگلی انسان!...وین میرا انتظار کر رہی ہے۔''وہ اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔حدید فوراً سے رُک گیا۔

''میں وین والے کو اچھے والے بادام کھلا آیا ہوں۔تم بس چلو میرے ساتھ۔''اس نے

فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے بٹھایا اور خود آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ایمن کو اس کی بات سمجھنے میں پورا ایک منٹ لگا۔

''تم نے......تم نے وین والے کو رشوت دی ہے!...''وہ حیرت میں غوطہ زن ہو چکی تھی۔

''یس ڈارلنگ!...''معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہا گیا۔اُف!...ایک تو اس کی آنکھیں۔

''تم......ایسا کیسے کر سکتے ہو؟''وہ حدید سے کہنے لگی جو کہ اب گاڑی سٹارٹ کر کے سڑک پر لا چکا تھا۔گاڑی فراٹے بھرتے ہوئے سڑک پر روانہ تھی۔

''کر سکتا نہیں کر چکا ہوں۔''وہ بولا تو ایمن کو آگ لگ گئی۔

''ہم......ہم کہاں جا رہے ہیں؟''ساری باتوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''ٹینشن کیوں لے رہی ہو جانم!...تم اس وقت اپنے شوہر کے ساتھ ہو۔''وہ اس کی طرف ہلکا سا جھکتے ہوئے بولا۔

''اپنادھیان ڈرائیونگ پر رکھو!...''اس نے اس کادھیان ڈرائونگ کی طرف مرکوز کروایا۔وہ بھی آنکھیں گھُماتاڈرائیونگ میں مصروف ہوگیا۔

''یہ...یہ تم روز ہی کیوں ٹپک پڑتے ہو۔تمہیں ملتان سے یہاں آنااتنا آسان لگتا ہے کیا؟''وہ تپے ہوئے انداز میں بولی۔کیونکہ ملتان سے خانیوال کاراستہ تقریباًایک گھنٹے کا تھا۔اور جس سکول میں وہ پڑھاتی تھی وہ خانیوال سے ایک گھنٹے کی مسافت پر تھا۔مطلب وہ دو گھنٹے لگاکراُدھر پہنچا تھا۔

''لو بھلاں......تھوڑاساہی فاصلہ تو ہے۔میں تو ایک گھنٹے میں تمہارے سکول پہنچ گیا۔''دوگھنٹے کے فاصلے کو وہ تقریباًایک گھنٹے میں طے کرچکا تھا۔

''وہ توپتا چل رہاہے۔''ایمن نے ڈرتے ہوئے اس کی ڈرائیونگ پرچوٹ کی۔کیونکہ وہ حد سے زیادہ تیزی سے کار چلارہا تھا۔ایمن کا تودل ہی بیٹھاجارہا تھااس کی اتنی تیز ڈرائیونگ پر۔

اس نے گاڑی لا کر ایک ریستوران کے آگے روکی تھی۔ایمن نے آنکھیں پھاڑ کر ریستوران کو دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"اس نے مسکراہٹ دباتے سوال کیا۔

"یہ کہاں لے آئے ہو تم مجھے!"اس کا پارہ تھا کہ چڑھتا ہی جا رہا تھا۔

"اس بچارے کو انگلش میں ریسٹورنٹ،اُردو میں ریستوران اور پنجابی میں ہوٹل اور ڈھابہ کہتے ہیں۔"ایمن نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہ ہو۔

"اچھا اب ایسے کیوں گھور رہی ہو چائینیز میں بھی بتا دیتا ہوں۔اسے شاید چائینیز میں چینگ چونگ چا کہتے ہیں۔"اس نے اپنی طرف سے غلط ترجمہ کیا تھا کہ ایمن نے کون سا چائنہ کی ڈگری حاصل کی ہے۔

"حدید تم کیا چیز ہو!..."ایمن نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"شکر الحمدللہ اللہ کی اشرف المخلوقات میں سے ایک ہوں۔"فخر سے بتایا گیا۔

"لیکن مجھے اس پہ شک ہے۔"اس کے فخر کو ایک پل میں مٹی میں ملایا گیا۔لیکن وہ بھی غلط انسان سے بحث مول لے چکی تھی۔

"کیوں !......کیا میں انسان نہیں ہوں۔کیا میری چار ٹانگیں ہیں ؟...یا پھر میرے سر پر بڑے بڑے سینگھ ہیں۔یا پھر میرے پیچھے کوئی دُم لٹکتی ہے۔"اس کا انداز ایسا تھا کہ اس بار ایمن ہنس دی، پھر ہنستی ہی چلی گئی اور ہنس ہنس کر دوہری ہونے لگی۔حدید بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

"تم کتنے مضحکہ خیز ہو۔"وہ بولی تو اس کی مسکراہٹ جھٹ سے سمٹ گئی۔

"دھت تیری کی !......مجھے لگا تم ابھی بولو گی آئی لو یو اور بلاہ بلاہ بلاہ۔"وہ منہ چڑھا کر آنکھیں گھوماتے ہوئے بولا تو ایمن کو اور زیادہ ہنسی آنے لگی۔

"چلو بھی !......اب کیا میری گاڑی کو لکی ایرانی سرکس بنانے کا ارادہ ہے۔"کہتے ساتھ ہی وہ گاڑی سے اُتر گیا اور پھر ایمن کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے جھٹ سے باہر نکالا۔اور اندر کی طرف چلنے لگا۔

"ارے میرا ہاتھ تو چھوڑو سب دیکھ رہے ہیں۔"ایمن نے اِدھر اُدھر دیکھتے کہا۔ایمن کی بات پر وہ جھٹ سے رُکا اور انہیں کی طرف دیکھتے ایک آدمی کو اپنی انگلی کے اشارے سے پاس بُلایا۔اس کی انگلی کا اشارہ سمجھ کر وہ آدمی اس کے پاس آیا۔

''کیا ہے؟...ہاں؟ایسے کیا دیکھ رہا ہے بیوی ہے میری۔'' وہ دانت کچکچا کر غصے سے بولا۔وہ آدمی ہڑ بڑا کر فوراً سے چلتا بنا۔

''جاہل!...'' وہ اسے جاتے دیکھ بڑ بڑایا۔

''حدید!...یہ کیا بدتمیزی تھی؟'' ایمن نے اسے گھورا۔

''بدتمیزی؟...بدتمیزی میں کر رہا تھا کہ وہ۔کب سے آنکھیں پھاڑے تمہیں دیکھ رہا تھا۔غیرت جاگ گئی میری۔'' اس کا چہرہ غصے سے لال سُرخ ہو رہا تھا،ایمن بھی چُپ ہو گئی۔وہ اسے اندر لے گیا۔ایک خالی ٹیبل ڈھونڈ کر وہ اس پر بیٹھ گئے۔ایک ویٹر جھٹ سے ان کی طرف آیا۔حدید نے جلدی سے اپنا آرڈر دیا۔اور ایمن کو دیکھنے لگا۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟'' اسے اس کی نظروں سے چُبھن ہوئی۔

''ارے...میں تو اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں تمہیں اس سے کوئی مسئلہ؟......اگر ہے تو تمہارا ایسا بولنے کا کوئی حق نہیں بنتا۔میں حق رکھتا ہوں تم پر۔'' وہ بڑے حق سے بولا۔

''تو ایسے نہ دیکھو۔مجھے چُبھن ہوتی ہے تمہاری نظروں سے۔'' اس نے اپنا تھوک نگلا۔ایک تو اس کی آنکھیں،واللہ کتنی خوبصورت تھیں،اوپر سے اسی پر جمی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھیں۔اسے کیسے چُبھن نہ ہوتی!

"چُبھن ہوتی ہے یا شرم آتی ہے۔" وہ شرارت سے بولا ایمن کا دماغ گھوم گیا۔

"اُف...کتنی خوش فہمیاں ہیں تمہیں۔" کہتے ساتھ ہی وہ اس کی نظروں سے بچنے کے لیے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔اس کی بات پر حدید جو شروع ہوا پھر رُکنے کا نام ہی نہ لیا۔ایمن کا تو سر درد ہو گیا اس کی باتوں سے۔وہ ایمن سے ایسی باتیں کیا کرتا تھا جس کا کوئی سر پیر ہی نہ ہوتا تھا۔شاید وہ اسے اپنے ساتھ گفتگو میں مصروف کرنے کے لیے یہ سب کرتا تھا۔کچھ ہی دیر میں ان کا آرڈر آگیا۔تو انہوں نے کھانا کھایا۔حدید تو خیر بڑی تسلی سے کھاتا رہا تھا لیکن ایمن کو ڈر کے مارے بے چینی لگی ہوئی تھی۔اگر بھائی اور ابّو کو معلوم ہو گیا تو!...یہی سوچ اسے خوف میں مبتلا کر رہی تھی۔کھانے کے بعد وہ دونوں وہاں سے نکل لیے۔حدید نے گاڑی اس کے گھر کے راستے پر ڈال دی تھی۔گاڑی میں بھی ان کی بحث چلتی ہی رہی تھی کبھی کس بات کو لے کر تو کبھی کس بات کو لے کر۔حدید نے گاڑی اس کے گھر سے کچھ فاصلے پر روکی۔ایمن جھٹ سے گاڑی پر سے اتری۔اسے جلدی سے جاتے دیکھ حدید نے اسے آواز دی۔

"میڈم صاحبہ زرا واپس آئیں۔" ایمن جھٹ سے اِرد گرد دیکھتی اس کے پاس

آئی۔ صد شکر گلی میں اس وقت ایک آدھ بچے کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

"کیا ہے؟" پھاڑ کھانے والے انداز میں پوچھا گیا۔ حدید نے پچھلی سیٹ سے چار پانچ شاپنگ بیگز اٹھائے اور اس کے سامنے کیے۔

"یہ کیا ہے؟" ایمن نے پہلے شاپنگ بیگز کو دیکھا اور پھر سوالیہ نظروں سے حدید کو۔

"تمہارے لیے کچھ سامان لایا تھا۔" وہ عام سے لہجے میں بولا۔

"کیوں؟..." ایمن نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"کیوں کا مطلب کیا؟... تمہارا شوہر ہوں، تمہاری ضرورتوں کا خیال رکھنا میرا فرض ہے۔" وہ اس کی حیرت کو کسی خاطر میں لائے بغیر بولا۔

"تو نکاح ہوا ہے ابھی صرف، رخصتی نہیں جو تم ابھی سے اپنے حق ادا کرنے لگ گئے ہو۔" دانت پیس کر کہا گیا۔

"وہ بھی ان شاءاللہ جلدی ہو جائے گی۔ ٹینشن کیوں لیتی ہو؟۔" اس کے لہجے میں شرارت نمایا تھی۔

"تم!......" اس پہلے کہ وہ کچھ بولتی حدید پھر سے بول پڑا۔

''اب پکڑو یہ بیگز میرا ہاتھ تھک گیا۔اگر تم نے نہ پکڑے تو خود چل کر تمہارے گھر دینے آؤں گا۔پھر دے لینا جواب تم اپنے باپ اور بھائی کو۔'' دھمکی آمیز لہجے میں کہتا وہ ایمن کو ڈرنے پر مجبور کر گیا۔ایمن نے تقریباً جھپٹنے والے انداز میں اس کے ہاتھ سے بیگز لیے۔اور دوبارہ سے چل پڑی۔حدید نے اسے آواز دے کر پھر سے ایک بار بُلایا۔اس بار وہ گاڑی کے قریب نہیں آئی تھی بلکہ سوالیہ نظروں سے اسے سے۔ کبھی دیکھا تھا۔

''دو ہفتے بعد کورٹ میں پیشی ہے۔تم نے گھبرانا نہیں۔میں سب سنبھال لوں گا۔'' وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ایمن اثبات میں سر ہلاتی گھر کی طرف چل دی۔لیکن اسے اب پیشی کی بلکل بھی فکر نہیں تھی۔اسے معلوم تھا۔حدید سب سنبھال لے گا۔

۞......۞......۞

''بڑا خوش لگ رہا ہے، کیا بات ہے ہاں!'' وہ آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی کی ناٹ باندھ رہا تھا جب راحیل پر اس کی نظر پڑی۔راحیل اپنے جوتے پہنتے ہوئے مسلسل مسکرا رہا تھا۔ظاہر ہے آج اس کا اتنا بڑا دن تھا وہ کیسے نہ خوش ہوتا۔جبکہ حدید اس کی خوشی کا

باعث جانتے ہوئے بھی اسے چھیڑ رہا تھا۔

"جیسے تمہیں تو پتا ہی نہیں میں کیوں خوش ہوں۔" وہ خفا ہوا۔

"نہیں مجھے سچ میں نہیں پتا۔" اس نے بے نیازی سے شانے اچکا دیے۔

"میری منگنی ہے آج میں کیسے خوش نا ہوں۔" وہ خفیف انداز میں بولا۔

"منگنی ہے...... نکاح تھوڑی۔" اس نے آئینے میں ایک آخری نظر ڈال کر اپنا رُخ موڑا۔

"وہ بھی ہو جائے گا۔" وہ اپنے جوتے پہن کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بلکل تیار لگ رہا تھا۔ وہ اس وقت سرمئی پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔ بال پیچھے کو سٹائل سے سیٹ کیے وہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔ اوپر سے اس کی خوشی سے بھرپور مسکراہٹ نے کمال کیا ہوا تھا۔ ہلکی ہلکی شیو اس پر بہت جچ رہی تھی۔

"خیر!...... مجھے ایسے لگتا ہے کہ ایک منگنی پر انسان کو خوش نہیں ہونا چاہیے۔ منگنیاں تو ٹوٹ جاتی ہیں۔" وہ اب بیڈ پر رکھا اپنا کوٹ اٹھا کر پہن رہا تھا۔

"تو، تم کیا چاہتا ہو کہ میری منگنی ٹوٹ جائے۔" وہ حیران ہوا۔

’’میں نے ایسا تو نہیں کہا۔‘‘اس نے اپنا کوٹ آگے کی طرف جھٹک کر سیٹ کیا۔اب وہ بھی بلکل تیار لگ رہا تھا۔نیوی بلو پینٹ کوٹ میں ملبوس،وجیہہ نقوش کے ساتھ وہ بہت واجب نظر لگ رہا تھا۔ہلکی ہلکی داڑھی اس پر بہت سوٹ کر رہی تھی۔بال ماتھے پر سٹائل سے گرے ہوئے تھے جو کہ اس کے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔

’’تو پھر مطلب کیا ہے تمہارا؟‘‘وہ اب اس کی کلاس لینے کے فُل موڈ میں تھا۔

’’تمہیں منگنی کی بجائے نکاح کرنا چاہیے تھا۔‘‘وہ سید حامدے کی بات پر آیا۔

راحیل نے آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورا۔’’تو پہلے بتاتے۔‘‘

’’کیا؟...‘‘اس نے ابرو چکائی۔

’’مجھے منگنی نہیں بلکہ نکاح کرنا چاہیے۔‘‘راحیل کو اس کی بات نے دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا۔

’’تمہیں خود سمجھ ہونی چاہیے۔‘‘حدید نے ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھائی اور کلائی میں پہننے لگا۔

راحیل کی نظریں بے ساختہ اس کے ہاتھوں کی حرکت کو دیکھنے لگیں۔’’خیر اب تو

بہت دیر ہو چکی ہے۔"

حدید کا گھڑی پہنتا ہاتھ ایک دم سے ساکت ہوا۔ وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"نہیں......ابھی دیر نہیں ہوئی۔"

راحیل نے بھی اس کے ہاتھوں کی حرکت رُکتے دیکھ اپنی نظروں کا زاویہ اس کے چہرے کی طرف موڑا۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں پھر دونوں ہی اچانک سے مسکرا دیے۔

"بڑے تیز ہو تم۔" راحیل کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ آ گئی۔

"افسوس!... تمہیں اب معلوم ہوا؟" وہ پھر سے گھڑی پہننے لگا۔ "خیر تم مجھے اپنا اگلا لائحہ اپنا بتاؤ۔"

"یہ کام میں تمہیں سونپتا ہوں۔" راحیل آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ سے گھڑی لے کر اس کا آخری سٹیپ خود بند کرنے لگا۔

حدید نے ابرو اچکا کر اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو، "لائیک سیریسلی؟"

"مجھے لگتا ہے تمہیں مجھ سے زیادہ تجربہ ہے۔" راحیل نے گھڑی کا آخری سٹیپ بند کر

کے اس کی جانب دیکھا۔

"اس کے بدلے مجھے کیا ملے گا؟" وہ اپنا فائدہ بھی تو چاہتا تھا۔ وہ حدید ہی کیا جو مفتی میں اس کا کام کر دیتا۔ سفارش اور کام میں بہت فرق تھا۔ سفارش وہ بھائی کے ناطے کر چکا تھا۔ کام نکلوانے کے دوران ہمیشہ کاروباری بننا پڑتا ہے۔

"میری نئی کار تمہاری!" اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی۔ حدید کی آنکھیں بھی چمک اٹھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۞......۞......۞

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔" ریاض اس کی بات پر ایک دم سے ہی بھڑک اٹھے۔

"بکواس نہیں کر رہا سچ کہہ رہا ہوں۔ انکل نے مجھے خود بھی کال کر کے کہا ہے کہ وہ منگنی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔" وہ بڑے آرام دہ انداز میں آج کا سب سے بڑا جھوٹ اپنے ابّا سے فرما رہا تھا۔

”لیکن!......صدیقی نے مجھے ایسا کچھ نہیں کہا۔اور اس نے تمہیں ہی کیوں فون کر کے کہا۔“وہ ایک دم سے مشکوک ہوئے۔

”انہوں نے آپ کو کال کی تھی۔ لیکن آپ نے ریسیو ہی نہیں کی۔اس لیے مجبوراً انہوں نے مجھے کال کی۔“اُف......کیا کانفیڈنس تھا۔بس ایسا کانفیڈنس ہونا چاہیے جھوٹ بولتے وقت، حدید جیسا!

”رُکو!......میں ابھی اسے کال کر کے پوچھتا ہوں۔وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔ایک دم سے ہی منگنی والے دن اسے نکاح کا خیال کیوں آ گیا۔“انہوں نے اپنا فون نکالا اور صدیقی کو فوم ملایا۔حدید کے چہرے پر دنیا جہان کا سکون تھا۔پریشانی کا ایک شبہ تک نہ تھا۔ تین چار بیلز کے بعد آخر فون اٹھا ہی لیا گیا۔

”صدیقی! وہ میں کہنا چاہتا تھا کہ......یوں اچانک سے نکاح“......

وہ اس سے پہلے کچھ بولتے صدیقی بول پڑے۔”کوئی بات نہیں ریاض۔میں نکاح کا انتظام کر لوں گا۔ منگنی اور نکاح ہم ایک ساتھ ہی کر لیں گے۔بس تم فکر نہ کرو۔سب مجھ پر چھوڑ دو۔“

''لیکن''......!

''لیکن ویکن کچھ نہیں۔ارے یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔مجھے پہلے خیال کیوں نہ آیا کہ ہمیں منگنی کی بجائے نکاح کر دینا چاہیے بچوں کا۔اس سے بچوں کا رشتہ اور ہماری دوستی بہت مضبوط ہو جائے گی۔''صدیقی صاحب بہت خوش معلوم ہو رہے تھے۔ریاض صاحب نے سکون سے ایک گہرا سانس خارج کیا اور مسکرا دیے۔ان کا شک دور ہو گیا تھا۔وہ بچارے حدید پر ایسے ہی شک کر رہے تھے۔حدید آرام سے کھڑا اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔جیسے ان کی گفتگو سے اسے کوئی خاص دلچسپی نہ ہو۔کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد ریاض نے فون رکھ دیا۔

''جاؤ!...سب گھر والوں اور مہمانوں کو لاؤنج میں اکٹھا کرو اور ان کو یہ خبر بھی سنا دو کہ آج منگنی کے ساتھ نکاح بھی ہو گا۔میں کچھ دیر میں تیار ہو کر آتا ہوں پھر ہم ہال کے لیے نکلتے ہیں۔''ریاض صاحب نے حکم نامہ جاری کیا تو وہ بڑی تابعداری سے کمرے سے نکل گیا۔اور پھر کیا!...چیخ چیخ کر سارے گھر والوں اور مہمانوں کو اکٹھا کر لیا۔خیر اتنا اچھا تو وہ تھا نہیں کہ ساروں کے کمرے میں جا جا کر انہیں لاؤنج میں آنے کی دعوت دیتا۔ریاض صاحب اس کے چیخنے کی آواز صاف اپنے کمرے میں سُن سکتے تھے۔

بے اختیار ہی ان کے منہ سے نکلا۔

''نالائق''...!

⟐......⟐......⟐

تقریباً آدھے گھنٹے پہلے......

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''لیکن بیٹا! ریاض نے تو مجھ سے نکاح کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں کی۔ ہماری بات تو صرف منگنی کی ہی ہوئی تھی۔'' صدیقی صاحب کی حیرت عروج پر تھی۔

''بابا کو بھی اچانک ہی خیال آیا ہے۔ میں نے تو بابا سے کہا بھی کہ بابا ایسے کیسے اچانک نکاح ہو سکتا ہے۔ بچارے صدیقی انکل کیسے اتنی جلدی نکاح کا انتظام کریں گے۔ لیکن وہ بولے کہ تھوڑا مشکل تو ہوگا لیکن ہو جائے گا۔ اور اس سے بچوں کا رشتہ اور آپ لوگوں کی دوستی اور مضبوط ہو جائے گی۔'' اس نے بڑی آسانی سے لقمہ دیا۔ وہ لڑکا

معلوم نہیں کیا چیز تھا؟

''یہ بات تو ٹھیک کہی۔'' صدیقی بھی سوچ میں پڑ گئے۔ انہیں بھی یہ مشورہ پسند آنے لگا۔

''بابا بہت پریشان ہو رہے ہیں کہ پتا نہیں آپ مانے گے کہ بھی نہیں۔'' بے چارگی سے کہا گیا۔

''ایسا کرو ریاض سے کہو کہ وہ ٹینشن نہ لے۔ میں سارا انتظام کو لوں گا۔ مجھے اس کا یہ خیال بہت پسند آیا۔ میں اب جلدی سے سارے انتظام کر لیتا ہوں۔ وہ بس پریشان نہ ہو۔'' وہ حدید کے سفید جھوٹوں کے چنگل میں آسانی سے پھنس چکے تھے۔ حدید کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نے جھٹ سے اپنا بسیرا جما لیا۔

۞......۞......۞

''یہ کیسے کیا تم نے؟'' راحیل خوشگوار حیرت سے بولا۔ اسے معلوم تھا کہ حدید کر لے

گا۔ لیکن پھر بھی اسے حیرت ہو رہی تھی۔

''چابی؟...''اس نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر ہی ہاتھ آگے بڑھا کر کہا۔

''بڑا بے غیرت ہے تو۔''راحیل نے اپنے دانت چبائے۔اور جیب سے گاڑی کی چابی نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھی۔

''بہت شکریہ۔''اس کے دیے گئے اُلقاب کو اس نے دل و جان سے قبول کیا،اور گاڑی کی چابی کو اپنی انگلی پر گھوماتا، سیٹی کی دھن بجاتا وہ وہاں سے نکل گیا۔

راحیل نہ چاہتے ہوئے بھی اسے جاتے دیکھ مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پہلے منگنی کی رسم ادا کی گئی اس کے بعد نکاح کی رسم کو بھی ادا کر دیا گیا۔راحیل حد سے زیادہ خوش تھا۔اس کے تو پاؤں ہی زمین پر نہ ٹِک رہے تھے۔وہ بہت زیادہ خوش نظر آ رہا تھا۔حدید کا گال وہ کئی بار چوم چکا تھا خوشی سے۔جبکہ راحیل کی اس حرکت پر وہ اسے گھورنے کے بعد اپنے گال کو سختی سے رومال کے ساتھ رگڑ لیا کرتا تھا۔

''بدتمیز!...ٹھرکی!......جاہل!...''وہ جب بھی اپنا عمل دوہراتا حدید اسے ایک نئے

القاب سے نواز دیتا۔

"تو نہ ہوتا تو میرا کیا ہوتا۔" راحیل نے ایک بار پھر سے وہی عمل اس کے پاس آکر دوہرایا۔

"بیڑا غرق۔" اس نے ایک بار پھر سے اپنا گال سختی سے رگڑا۔ ایسا کر کے وہ اپنے دونوں گال سُرخ کر چکا تھا۔ ہال میں موجود کئی لڑکیاں اس پر دل ہار چکی تھیں۔ مگر وہ ایک لڑکی پر ہارا گیا انسان تھا۔ اسے کسی اور کی پرواہ نہ تھی۔

"یہ تو تم نے ٹھیک کہا ڈارلنگ۔" راحیل نے ایک بار پھر اس کا گال چوم لیا۔ حدید نے پھاڑ کھانے والے انداز میں اسے دیکھا۔ اس کی کھڑی مغرور ناک اس وقت غصے سے پھولی ہوئی تھی۔ ہال میں موجود لڑکیاں تو اس کے ہر عمل پر
"آئے ہائے، آئے ہائے" کر رہی تھیں۔

"اگر اب پھر سے تم نے کچھ ایسا ویسا کیا تو میں تمہاری زوجہ کو بتا دوں گا کہ راحیل کو نکاح کے بعد مردانہ کمزوری کا سخت ترین دورہ پڑ گیا ہے۔ اس لیے اس سے دور رہے۔" اس کی دھمکی کا راحیل پر صحیح اثر ہوا تھا۔ اب وہ پیارے بچوں کی طرح کھڑا تھا۔ معصوم راحیل اور بچارا حدید۔

۞......۞......۞

حدیداِدھر اُدھر نظریں گھمائے جائزہ لے رہا تھا جب اس کی نظریں سٹیج رامین کے ساتھ بیٹھی گوہر پر گئیں۔ گوہر رامین کے کان میں کُھسر پُھسر کرنے میں سخت مصروف تھی۔

"چلو جی"...!

"کیا ہوا؟"راحیل چونکا۔

"مبارک ہو!..."حدید نے اپنے نظریں واپس سے راحیل کی طرف گھمائیں۔

"شکر ہے تمہیں بھی خیال آ ہی گیا۔ ورنہ میں تو کب سے انتظار میں بیٹھا تھا میرا بھائی کب مجھے نکاح کی مبارک باد دے گا۔"راحیل نے اس کی بات کا کوئی اُلٹ ہی مطلب لیا تھا۔

حدید نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔"اوہ بھائی! گوہر آپی پٹیاں پڑھا رہی ہیں تمہاری منکوحہ کو۔ مبارک ہو۔"

"ہیں!..."راحیل نے جلدی سے سٹیج کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں تقریباً پھٹ

گئیں۔

''یہ گوہر آپی کو کس نے سٹیج پر بھیجا۔''

''خدا کی قسم میں نے نہیں بھیجا۔'' حدید نے پہلے ہی اپنی صفائی دے دی۔

''میں بتا رہی ہوں تمہیں۔ ٹھیک ہے، تم نے میرے بھائی کو پھنسا کر اس سے نکاح کر لیا۔ لیکن میں کبھی تمہیں اس کے چنگل میں پھنسنے نہیں دوں گی۔ اس بات کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لو۔'' گوہر اس کے کان میں سرگوشی کرتی اسے باور کرا گئی۔ رامین نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

''کچھ کر یار! کچھ کر!...'' راحیل کے چہرے پر خوشی کے تاثرات کی بجائے خوف نے لے لی تھی۔

''اب کیا میں بیلی ڈانس کروں۔'' اس نے آنکھیں گھمائیں۔

''آہ یار میں کیا کروں؟... بعد میں رامین مجھ سے کہے گی۔ مجھے پتا ہے گوہر آپی پیار بھری سرگوشی تو کر نہیں رہی ہوں گی اس سے۔ ضرور زہر ہی اُگل رہی ہوں گی۔'' پریشانی سے اس کے چہرے پسینے کی بوندے بھی چمکنے لگی تھیں۔

''پہلے تو بہت سائیڈیں لیتے تھے تم ان کی۔اب وہ زہریلی ہو گئیں۔ہاں!'' حدید نے ابرو اچکا کر جیسے طنز کا تیر چلایا۔

''وہ تو...وہ تو بس ایسے ہی سمجھا دیتا تھا میں تجھے۔''اس نے بات موڑی۔

''جب اپنے پر آتی ہے تو ہی انسان کو معلوم ہوتا ہے۔''اس نے کہہ کر سر جھٹکا۔

''اچھا یار!اب کچھ کر بھی دے۔وہی نا ہو میں رامین کے سامنے جا کر انہیں کچھ کہوں اور وہ اُلٹا میری ہی بیستی کر دیں۔''اس نے جیسے منت کی۔

حدید نے آنکھیں گھما کر گہرا سانس خارج کیا اور سٹیج کی طرف چل دیا۔

''دور ہٹیں۔میں نے بھابھی کے ساتھ تصویر بنوانی ہے۔''حدید نے جاتے ساتھ ہی حکم جھاڑا۔

گوہر نے دانت پیسے۔اور ہلکا سا بڑبڑائی۔''جورو کا غلام۔''

''جورو کا ہی غلام ہوں۔آپ کی طرح پیسے کا نہیں۔پتا نہیں کب سے ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہیں۔جاتی کیوں نہیں آپ اپنے شوہر کے گھر؟''وہ تمیز کو کچرے میں پھینک کر نہایت بد تمیزی سے بولا۔رامین کی تو ہنسی ہی نکل گئی،اسے راحیل پہلے سے ہی ساری

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چیزوں سے آگاہ کر چکا تھا۔

کسی اور کے سامنے اتنی بے عزتی پر گوہر کا چہرہ لال سُرخ ہو گیا۔وہ فوراً سے اُٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔

''آ جاؤ!...''حدید نے راحیل کو اشارہ کیا۔راحیل تو اس کے اشارے کے انتظار میں تھا بس، فوراً سے دوڑتا ہوا وہاں آیا اور رامین کے ساتھ بیٹھ گیا۔

''شکریہ برو!''راحیل نے شکریہ ادا کیا جبکہ وہ اس کا شکریہ سنے بغیر ہی وہاں سے جا چکا تھا۔

''بدتمیز!...''وہ بڑبڑایا،اور پھر رامین کے ساتھ گفتگو میں محو ہو گیا۔

۞......۞......۞

آج علیزہ،ریحانہ اور اس کے گھر والے ایمن کے گھر میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ صلح کے بعد وہ پہلی دفعہ ان کے گھر آئے تھے۔ایمن ان کی خاطر تواضع میں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مصروف تھی۔ کھاناوغیرہ کھا کر وہ گپے ہانکنے میں مصروف تھے جب علیزہ نے ایمن سے اس کا فون مانگا۔ ایمن نے اپنا فون اسے پکڑا دیا۔ وہی لڑکیوں کی پُرانی عادت۔ کسی کا فون اچھے طریقے سے جانچنے کی۔ کہ شاید ان کے کام کی چیز ہی نکل آئے اس میں سے۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

رمیض، رمضان سے گفتگو میں محو تھے جبکہ علیزہ کا بھائی رحمٰن فراز کے ساتھ۔ ریحانہ

اور ایمن بھی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ جبکہ علیزہ تو فون چیکنگ میں۔

علیزہ نے پہلے گیلری کو اچھے طریقے سے چیک کیا۔ کہ آیا اس میں اس کی کوئی تصویر موجود نہ ہو شادی والی جو کہ اسے نہ ملی ہوا۔ وہ مایوس ہو گئی کیونکہ اس کے پاس وہ ساری تصویریں موجود تھیں۔ وہ گیلری سے باہر آئی اور ایپس کو دیکھنے لگی۔ جس طرح ایک ایپ میں ہم آٹھ اور ایپس ڈالیں تو ان کا ایک علیحدہ خانہ بن جاتا ہے جو کہ نو یا اس سے زائد ایپس پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس طرح ایمن کے فون میں بھی ایسا ہی خانہ تھا۔ علیزہ نے ایسے ہی سرسری سا کھولا اور اسے سلائڈ کیا تو ایک گیلری والٹ اس میں موجود تھا۔ ہاں وہی جس میں ہم پاسورڈ کے ساتھ تصویریں چھپاتے ہیں۔ علیزہ نے اس پر کلک کیا تو یہ کیا......؟ وہ گیلری والٹ بغیر پاسورڈ کے ساتھ کھل گیا۔ (کچھ گیلری والٹ ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ یہ مسئلہ ضرور ہوتا ہے۔ وہاں کبھی کبھار "اینٹر پاسورڈ" شو نہیں ہوتا بلکہ وہ سیدھا کھل جاتا ہے۔) اس گیلری والٹ کے ساتھ بھی یہی مسئلہ تھا۔ وہ کھل گیا تھا۔ شاید یہ کوئی اتفاق تھا۔ یہ اتفاق شاید بہت اچھا ہونے والا تھا۔

سامنے کا منظر دیکھ تو علیزہ کی سانس رک گئی، گلا خشک ہو گیا۔ سامنے ہی حدید کی تصویریں ویڈیوں اور پتا نہیں کیا کیا تھا۔ علیزہ نے انہیں کھول کر دیکھنے کی بجائے فوراً

سے بیک کیا اور فون بند کر کے ایمن کو پکڑا دیا۔ جیسے ایمن اس کی چوری ہی نہ پکڑ لے۔ جبکہ چوری تو اس نے ایمن کی پکڑی تھی۔ علیزہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا، زور و سے۔ اس نے ایمن کو کنکھیوں سے دیکھا اور پھر اچانک سے لبوں پر آنے والی مسکراہٹ کو اس نے لبوں میں دبا لیا۔

"چھُپی رستم!......" دل میں کہا گیا۔

......

"اس سے پوچھیں زرا!... کیا بکواس کر کے آیا ہے یہ رامین کے سامنے۔" گوہر نے آتے ساتھ ہی سارا گھر سر پر اٹھا لیا تھا۔

"حدید!... یہ کیا کہہ رہی ہے گوہر؟" ریاض صاحب کو بھی غصہ آیا۔

"جھوٹ بول رہی ہیں یہ۔ ان کی تو کوئی ذاتی دشمنی ہے مجھ سے۔ ان سے پوچھیں زرا۔ انہوں نے مجھے ان کے سامنے کیا کہا تھا۔" حدید بھی میدان میں اُتر آیا۔

ریاض نے سوالیہ نظروں سے گوہر کو دیکھا۔ گوہر اس سے پہلے کچھ بولتی حدید خود ہی بول پڑا۔

"یہ مجھے رامین بھابھی کے سامنے کہتیں!...جورو کا غلام۔"

"کیا حدید ٹھیک کہہ رہا ہے گوہر!" وہ پوچھ رہے تھے۔

"ہاں لیکن اس کے بعد اس نے بھی تو مجھ سے بدتمیزی کی۔" وہ تڑک کر بولی۔

"میں نے کب کی؟... جھوٹ بول رہی ہیں یہ۔ میں نے تو بس یہ کہا تھا کہ سائیڈ پر ہو جائیں آپی، میں بھابھی کے ساتھ تصویر بنوانا چاہتا ہوں۔ ان کو پتا نہیں کیوں آگ لگ گئی۔ صرف ہٹنے کو ہی تو کہا تھا۔" وہ حدید تھا، ہمیشہ مکر جاتا تھا۔

گوہر تو اس جھوٹے انسان کو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے گھور رہی تھیں۔ جیسے اسے گھائل کر دینا چاہتی ہوں۔

"گوہر!...اس میں تو جھگڑنے والی کوئی بات نہیں۔" ریاض کو گوہر پر افسوس ہوا۔

"لیکن یہ جھ"......

گوہر نے جلدی سے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن ریاض نے روک دیا۔ "بس کر جاؤ

گوہر۔میں بہت تھک گیا ہوں۔میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔اب مہربانی کر کے میرا بی پی نہ بڑھاؤ۔"

کہہ کر وہ رکے نہیں بلکہ اپنے کمرے کی جانب چل دیے۔زینب بھی ان کے پیچھے گئیں۔گوہر نے غصے سے حدید کو گھورا اور اپنے اور ہمنہ کے مشترکہ کمرے میں چلی گئی۔ہمنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گئی۔

"کیا چیز ہے تو یار؟" راحیل بے یقین تھا۔وہ کیسے پل میں سب پلٹ دیتا تھا۔

"الحمدللہ سے انسان ہوں۔بے شک چیک اپ کروالو۔" وہ بُرا مان گیا۔پہلے ایمن اور اب راحیل!

"اچھا اچھا!...غصہ کیوں ہوتا ہے۔میں نے تو ویسے ہی کہا تھا۔" راحیل نے بات کو اُڑایا اور اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

....

"ایمن آپی!"علیزہ نے گھر پہنچتے ساتھ ہی ایمن کو وٹس ایپ پر میسج کیا۔وہ اون لائن ہی تھی۔

"ہاں جی۔پہنچ گے گھر؟"اس کا جھٹ سے ریپلائے آیا۔

"جی پہنچ گئے ہیں۔"

"وہ میں نے آپ سے کچھ کہنا تھا۔"علیزہ نے فوراً سے ٹائپ کیا۔

ایمن کو اس کا میسج وصول ہوا تو اس نے بھی کہا۔"جی،کہو"!

"وہ نا جب آپ اور ماما بات کر رہے تھے اور میں آپ کا فون دیکھ رہی تھی۔"علیزہ نے اسے یاد دلایا۔

ایمن کی فوراً سے چھٹی حس بیدار ہوئی۔اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔لیکن پھر جلدی سے ٹائپ کیا۔

"ہاں آگے۔"

"میں نے آپ کا گیلری والٹ دیکھا۔"علیزہ نے بغیر کسی تمہید کے کہہ دیا۔

ایمن کو کچھ ہونے لگا۔لیکن یہ سوچ کر خود کو پُر سکون کیا کہ اس میں تو پاسورڈ تھا۔اور

علیزہ کی تو سات پشتوں کو بھی خبر نہیں ہوئی ہو گی اس کے پاسورڈ کی۔

''ہاں پھر...''ایمن نے جلدی سے ٹائپ کیا۔

''اس میں جیجو کی ڈھیرر ساری تصویریں تھیں۔میں نے تو ویسے ہی کھولا تھا لیکن اس نے تو پاسورڈ ہی نہیں مانگا اور سیدھا کھل گیا۔''علیزہ کا میسج تھا کہ کیا۔ایمن کا دل دھڑکنا بھول گیا۔کان سائیں سائیں کرنے لگے۔وہ جس چیز کو سب سے چھُپا کر بیٹھی تھی اس لڑکی نے ایک پل میں کھول لیا۔

جب ایمن کا کوئی میسج نہ آیا تو علیزہ نے خود ہی ٹائپ کرنا شروع کیا۔

''خدا کی قسم ایمن آپی!...میں نے جان بوجھ کر نہیں کھولا تھا۔وہ تو بس ایسے سر سری سا کلک کیا تھا۔سوری اگر آپ کو بُرا لگا۔''علیزہ نے جھٹ سے اپنی صفائی دی۔

ایمن نے جیسے تیسے کر کے میسج لکھنا شروع کیا۔

''کوئی بات نہیں۔''

''ایمن آپی خدا کی قسم میں نے کسی کو نہیں بتایا۔اور نہ ہی بتاؤں گی۔''علیزہ کو معلوم تھا کیسی حالت ہو رہی ہو گی ایمن کی۔اس لیے جلدی سے میسج کیا۔

علیزہ کا میسج آتے ہی ایمن پُر سکون ہو گئی۔ چلو اس نے کسی کو بتایا نہیں تھا یہی بہت بڑی بات تھی۔اسے بے اختیار ہی علیزہ پر ڈھیر سارا پیار آ آیا۔اور پھر اس نے علیزہ کو سب بتا دیا۔کہ کس طرح اس کے فون میں بھی حدید کی فیس بُک اور انسٹا گرام وغیرہ کی آئی ڈیز کھُلی ہوئی ہیں۔علیزہ کو حد سے زیادہ حیرت ہوئی۔پھر وہ اسی موضوع پر بات کرتی رہیں۔ایمن کو کوئی تو ملا تھا جس سے وہ اپنی بات شیئر کر سکتی تھی۔اسے علیزہ کی قسموں پر یقین تھا۔اور کبھی کبھار یقین کر بھی لینا چاہیے۔کچھ لوگ آپ لوگوں کی توجہ کی اور آپ کو ان کی توجہ کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ہم کچھ چیزوں کو اپنے دل میں نہیں چھپا سکتے۔ورنہ بوکھ بڑھ جاتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۞......۞......۞

"کل پیشی ہے کورٹ میں۔تم نے گھبرانا نہیں۔میں سب دیکھ لوں گا۔" آج وہ باقی دنوں کے مقابلے کافی سنجیدہ معلوم ہو رہا تھا۔

ایمن نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔"مجھے کل کی فکر نہیں۔مجھے بھابھی کی فکر ہے۔وہ پتا نہیں کچہری میں جا کر کیا اول فول بکیں گی۔"

''ان کی تو عادت ہے۔ تم کیوں ٹینشن لیتی ہو یار۔ان شاءاللہ سب اچھی کرے گا۔''

''آمین!...تم نے گوہر بھابھی سے بات کی کل کے بارے میں؟''

''مجھے کیا ضرورت۔ان کا اپنا مسئلہ ہے اور ہمارا اپنا۔انہوں نے خود اپنے شوہر کے پاس نہ جانے کی ٹھان رکھی ہے تو اس میں کیا کر سکتا ہوں؟ان کی مرضی وہ جو چاہے مرضی کرتی پھریں۔'' بے نیازی سے کہا گیا۔

''حدید!...''اس کی بات پر وہ شاکڈ ہوئی۔''ایسے کیسے کہہ سکتے ہو تم۔وہ میرے بھائی کی بیوی ہیں۔میرے بھائی کا گھر خراب ہو جائے گا۔''

''بہر حال وہ یہی چاہتی ہیں کہ ان کا گھر خراب ہو جائے۔''وہی بے نیازی۔

''مجھے تم سے یہ اُمید نہیں تھی۔''اسے افسوس ہوا۔

''مطلب کیا ہے تمہارا؟یعنی تم مجھ سے کافی اُمیدیں لگائے بیٹھی ہو۔''اس کے انداز نے شرارت لے لی۔''لیکن تمہیں مجھ سے کیسی امیدیں ہو سکتی ہیں بھلا۔''وہ جیسے شرارت سے سوچتے ہوئے بولا۔

"کتنے بدتمیز ہو تم؟"

"ابھی تو میڈم میں نے بدتمیزی دکھائی ہی نہیں۔اگر تم اسے بدتمیزی کہتی ہو تو میں سرے سے انکار کرتا ہوں۔"اس نے صاف لفظوں میں جتا دیا۔

وہ ایک دم سے سُرخ ہوئی۔کچھ شرم سے تو کچھ غصے سے۔"شرم آتی ہے؟"

"نہیں۔میں انتہا کا بے شرم انسان ہوں۔تم کہتی ہو تو عمل کر کے دکھا سکتا ہوں۔"وہ سچ میں بے شرم تھا۔اس میں تو حیا ہی نہیں تھی۔

"بے حیا!..."اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تم مجھے کہہ رہی ہو!..."وہ سخت حیران ہوا۔

"جی ہاں۔"بڑے فخر سے کہا گیا۔

"مجھے کہہ رہی ہو......تو بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔"وہ شرارتی انسان... جس میں شرم نام کی چیز بلکل موجود نہ تھی۔پھر سے شرارت پر اُتر آیا۔

"اُف حدید!...میں کیا کروں تمہارا۔"اس نے اپنا سر پیٹا۔

"زیادہ کچھ نہیں۔منکوح تو بنا ہی چکی ہو۔بس شوہر بھی بنا دو۔"کتنی صاف گوئی سے وہ

کہہ گیا۔

”بے شرم!...“ایمن نے جھٹ سے فون کاٹ دیا۔

فون کان سے ہٹا کر وہ ہنسا اور پیچھے کی طرف پلٹا۔ کمرے کے دروازے میں ریاض بڑے رعب دار انداز میں ہاتھ پیچھے باندھے کھڑے، اسے ہی تاک رہے تھے۔

اس نے ابرو اچکا کر انہیں دیکھا۔”آج آپ کو کیسے بھول کر یاد آگیا میرا کمرہ؟“

”ایک ضروری بات کرنی تھی مجھے تم سے۔“وہ کچھ دیر خاموش ہوئے اور پھر ایک گہرا سانس خارج کرکے حدید کو دیکھا اور بولے۔”کل کے بارے میں۔“

”اگر آپ گوہر آپی کے کہنے پر مجھے دھمکانے آئے ہیں۔ تو سوری......میں آپ کی دھمکیوں میں بلکل نہیں آنے والا۔“اس نے شانِ بے نیازی سے کندھے اچکا دیے۔ جیسے ان کے ساتھ ہونے والی گفتگو ان کے لیے ہی بے معنی اور بے کار ہے۔

”لیکن بیٹا!...“وہ سکون سے جا کر بیڈ پر بیٹھ گئے۔”اب جو دھمکی میں دینے والا ہوں۔اس میں تم ضرور آ جاؤ گے۔“

”ہاہ!......ایک سچی محبت پر کسی کی دھمکی کا اثر نہیں ہوتا۔“وہ انہیں جتا گیا۔

''تو پھر آج ایک سچی محبت کو...میں اپنی بیٹی کی خاطر...اجاڑ دینے والا ہوں۔'' وہ نہایت ہی سکون کے ساتھ اس کا پارہ ہائے کر رہے تھے۔

''جو کہنا ہے کہیں۔ مدعے پر آئیں۔ یہ پہیلیاں مت بجھوائیں۔'' وہ ضبط کر رہا تھا۔

''تم کل کورٹ میں جج صاحبہ سے کہو گے کہ تم ایمن کے ساتھ بلکل بھی رہنا نہیں چاہتے۔اس نے دھوکے سے تمہارے ساتھ نکاح کیا۔ تمہیں اپنے جال میں پھنسایا، پراپرٹی کا آدھا حصہ اپنے نام لگوایا اور وغیرہ، وغیرہ۔ویسے بھی تم اداکاری بہت اچھے سے جانتے ہو۔اور تو''.........

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس سے پہلے کچھ اور کہہ کر اس کے ضبط کا امتحان لیتے، وہ چیخ پڑا۔ ''بس!...اگر آپ یہ بکواس کرنے آئیں ہیں تو آپ کو اجازت ہے کمرے سے جانے کی۔'' وہ کوشش کر رہا تھا اپنے باپ سے بدتمیزی نہ کرنے کی۔پر وہ ناکام ہو رہا تھا۔

''اگر تم نے وہ سب نہ کہا جو میں نے تمہیں بتایا ہے تو''......

''تو کیا؟ کیا ہاں؟...بتائیں مجھے!......کیا کر لیں گے آپ؟'' وہ بہت کوشش کر رہا تھا اپنی آواز نیچی رکھنے کی۔پر ہائے رے یہ کمبخت محبت...سارا مسئلہ تو اسی کا ہے۔انسان کو

کسی کام کا نہیں چھوڑتی۔نہ یہاں کا،اور نہ وہاں کا۔

”تو میں تمہیں“......

◈.........◈.........◈

”بتائیں حدید ریاض!......میں کچھ پوچھ رہی ہوں آپ سے۔کیا آپ ایمن کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں؟کیا آپ ایمن کے ساتھ بطورِ شوہر،اس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔؟

جج صاحبہ کی آواز پر وہ سوچوں کے جھرمٹ سے باہر نکلا۔وہ تو کہیں اور ہی نکل گیا تھا۔وہ بھول گیا تھا کہ وہ اس وقت کچہری میں موجود ہے۔اور جج صاحبہ اس سے سوال کر رہی ہیں۔وہ سوال جو اس کا دل چیر رہے تھے۔اس نے آہستہ سے نظر گھما کر بینچ پر بیٹھی ایمن کو دیکھا جو اسے ہی آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔کیا کچھ نہیں اس نے اس سے کل کہا تھا کہ وہ سب دیکھ لے گا لیکن اب...اب تو جیسے اس کی محبت نے اپنے الفاظوں پر قفل باندھ لیے تھے۔کیا محبت اتنی جلدی بے بس ہو جاتی ہے؟کوئی حدید سے پوچھتا۔وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔اسے لگ رہا تھا اس کی محبت اسے کہیں کا نہیں چھوڑنے والی۔نہ یہاں کا اور نہ ہی وہاں کا۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں حدید ریاض آپ سے۔ آپ اس وقت اپنا اور عدالت کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مہربانی کر کے ہمارا اور اپنا وقت برباد کرنے کی بجائے ہمیں درست بات سے آگاہ کریں اور اپنا فیصلہ سنائیں۔"

اس نے چونک کر جج صاحبہ کی طرف دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ اس کا دل چاہا وہ وہاں سے بھاگ جائے۔ کہیں دور... جہاں کوئی اس سے یہ سوال نہ کرے کہ وہ ایمن کے ساتھ رہنا چاہتا ہے کہ نہیں۔

"مہربانی کر کے ارشاد فرمائیں حدید ریاض، عدالت آپ کے انتظار میں بیٹھی ہے۔" جج صاحبہ اس کے کچھ نہ بولنے پر کافی الجھی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

حدید نے ایک نظر عدالت میں بیٹھے اپنے بے حس باپ کو دیکھا۔ جس نے اس کے دیکھتے ساتھ ہی فوراً سے نظریں چرائیں۔ وہ طنز سے جیسے مسکرایا۔ ایک پل کو آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا اور پھر ان میں کچھ چمکا تھا۔ کچھ کھونے کا احساس، کچھ بہت بڑا کھونے کا احساس۔ اس نے جلدی سے نظریں ہٹا کر جج صاحبہ کو دیکھا اور ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں...... میں ایمن کے ساتھ......" وہ جیسے ہمت مجتمع کر رہا تھا۔

سارے صرف اس کے انتظار میں بیٹھے اس کی اگلی بات سننے کا انتظار کر رہے تھے۔

اس نے تمہید باندھی اور پھر سے کہنا شروع کیا۔ گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ضبط سے آنکھوں نے سُرخ رنگ اختیار کر لیا تھا۔ ”جج صاحب! میں ایمن کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔“

اس کی بات نے جیسے سب کو سانپ سونگھا دیا۔ ماحول کچھ لمحوں کے لیے سناٹے کی نذد ہوا۔ گوہر مسکرا رہی تھی۔ اس نے جیسے سوچا تھا۔ ویسا ہی ہوا تھا۔ ریاض صاحب کا دل جیسے ڈگمگایا۔ ایک بیٹی کی خاطر وہ اپنے لاڈلے سپوت کو آگ کی نذد کر رہے تھے۔ ایسی آگ، جو جلا کر اسے خاک کرنے والی تھی۔

فراز کو جیسے معلوم تھا وہ کیا بولنے والا ہے۔ گھر والوں کے آگے بھی بھلاں محبت کی چلتی ہے۔ رمضان صاحب کے دل کو جیسے ایک دم دُکھ لگا۔ ایک آس تھی وہ بھی ٹوٹ گئی تھی۔ اور ایمن... اس کا حال ایسے تھا جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ بے یقینی ہی بے یقینی ہر طرف چھائی تھی۔ تکلیف نے ہر جگہ اپنا بسیرا کر لیا تھا۔ اس کی بے یقینی آسمان کو چھو رہی تھی۔ کیا یہ وہ ہی حدید تھا؟ جو اسے کل تک کہہ رہا تھا کہ وہ فکر نہ کرے، وہ سب دیکھ لے گا۔ کیا یہ دکھانا تھا اسے۔ مان بھروسہ سب کچھ پل بھر میں مٹی میں غارت ہو

چکا تھا۔اب جو بچا تھا،وہ صرف بے یقینی کا نشان تھا۔

''جج صاحبہ !اس لڑکی نے مجھے پتا نہیں کیسے اپنی چکنی چپڑی باتوں میں پھنسایا اور نکاح کر لیا مجھ سے۔میں بھی آدم کی ہی اولاد تھا،بھٹک گیا۔مجھے کیا معلوم تھا یہ لڑکی نکاح میں مجھ سے اتنا سارا حق مہر لکھوا لے گی،اس کا سارا کا سارا دھیان صرف میری جائیداد کی طرف تھا،ورنہ اس لڑکی کو مجھ سے کوئی سروکار نہیں۔جج صاحبہ ! یہ لڑکی نہایت ہی گھٹیا اور لالچی قسم کی عورت ہے۔جو جائیداد کے پیچھے پتا نہیں کیا کیا کر جاتیں ہیں۔''وہ ایک ہی سانس میں کئی جھوٹ بول گیا۔وہ سب ایک ہی سانس میں کہا جا سکتا تھا،دوسری سانس میں اس کی جان نکل جاتی۔دل تھا کہ کٹ رہا تھا،آنسو تھے کہ اندر ہی اندر خشک ہو کر سوکھ رہے تھے۔اسے لگا اس کے گلے میں کئی کانٹے اُگ آئے ہیں۔اسے لگا گر وہ اور جھوٹ بولے گا اس کی سانسیں تھم جائیں گی۔اور ایمن...ایمن کی سانسیں تو اس کے الفاظ پہلے ہی تھام چکے تھے۔وہ ہونقوں کی طرح اسے گھور رہی تھی۔آنکھوں میں تکلیف کا انبار سمٹ آیا،جسے وہ چاہ کر بھی ختم نہیں کر سکتی تھی۔شاید ہی اسے اتنی تکلیف زندگی میں کبھی ہوئی ہو گی۔

''دیکھا،میں نے کہا تھا نا جج صاحبہ یہ لڑکی نہایت ہی چالاک ہے جس نے میرے

معصوم بھائی کو پھانس لیا۔میں نے کافی عرصہ گزارا ہے اس کے ساتھ، میں ہی جانتی ہوں اس لڑکی کے لین لچھن کو۔" وہ نہایت حقارت بھری نظروں سے ایمن کو دیکھتے بولی۔

ایمن کی آنکھوں میں کرچیاں سی چُبھیں۔ضبط کے باوجود دو موتی آنکھوں سے ٹوٹ کر بہہ نکلے۔آج اسے معلوم ہوا تھا کہ انسان مرتا نہیں ہے، مار دیا جاتا ہے۔لفظوں، لہجوں، اور رویوں سے !

حدید نے نظر گھما کر ایمن کو دیکھا، اور اسے لگا اس نے اس کی طرف دیکھ کر بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔اسے لگا اس سے زیادہ تو وہ بے بسی کی انتہا پر ہے، وہ لڑکی آج بلکل تنہا ہو گئی تھی، صرف اس کی وجہ سے۔اس کے ہر عمل نے صرف اسے تکلیف ہی پہنچائی تھی۔اسے لگا آج وہ اپنی محبت ہار گیا... بھرے بازار میں۔اور وہ لڑکی... آہ، وہ تو پہلے بھی تنہا تھی اور اب بھی تنہا ہی کھڑی رہ گئی تھی۔

حدید نے فوراً سے نظریں اس پر سے ہٹائیں۔اگر وہ ایک اور لمحہ بھی اس کی طرف دیکھ لیتا تو سب کچھ تہس نہس کر دیتا۔

"جو بھی ہے حدید صاحب !... غلطی آپ کی بھی تھی، تالی ایک ہاتھ سے نہیں

بجتی۔''جج صاحبہ چشمے کے پیچھے سے تیز نظروں نظروں کے ساتھ اسے گھور رہی تھیں۔

وہ خاموش رہا۔اس کے لیے خاموشی ہی بہتر تھی۔

''خیر،...باقی کا فیصلہ ہم کورٹ کی اگلی پیشی میں کریں گے۔ابھی عدالت کا وقت ختم ہوا جاتا ہے۔کورٹ کی اگلی پیشی ٹھیک ایک ہفتے بعد اسی دن ہو گی۔''جج صاحبہ کہہ کر اُٹھ کھڑی ہوئیں۔عدالت ختم ہو چکی تھی،آہستہ آہستہ سب لوگ روانہ ہو رہے تھے۔رمضان نے ایمن کا بازو تھام کر اسے کھڑا کیا۔وہ کسی بے جان وجود کی طرح اٹھ کھڑی ہوئی۔انہیں اپنی بیٹی کی حالت پر بے اختیار ترس آیا۔وہ واقعی میں ترس کھانے کے قابل تھی۔جسے ملا بھی تو صرف کیا...دھوکا!

حدید نے نظریں جھکائے کھڑا تھا،بلکل کسی مجرم کی طرح،آج اس کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا،کسی کے بھروسے کا،کسی کے مان کا۔اس نے نظریں اٹھائیں۔ایمن جا رہی تھی۔وہ تو اسے روک بھی نہیں سکتا تھا۔وہ ساکت حالت کے ساتھ کٹہرے میں کھڑا تھا۔ریاض اس کے پاس آئے،اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اس نے چونک کر اپنے بے حس باپ کو دیکھا۔غصے کی ایک تیز لہر اس کے جسم میں سرایت کر

گئی۔بے ساختہ اس نے ان کا ہاتھ اپنے کندھے پر سے جھٹکا اور تن فن کرتا وہاں سے نکل گیا۔

......

محبت جیت ہوتی ہے.........مگر یہ ہار جاتی ہے

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔پھر اپنے بیڈ کی جانب دوڑی۔اور اس پر لیٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔رونا ہی تو رہ گیا تھا زندگی میں۔اس کے نصیب میں آئے بھی تو کیا۔صرف غم،تکلیف اور یہ آنسو۔محبت تو جان مانگتی ہے۔جان نکالتی تو نہیں ہے۔اور اس کی محبت نے آج اس کی جیسے جان ہی نکال دی تھی۔

"کیوں کیا ایسا؟" وہ رو رہی تھی۔

"ہمیشہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے یا اللہ پاک؟" ہچکیوں سے روتے ہوئے اس کا گلا سوکھ رہا تھا۔

کیا میں اتنی گناہ گار ہوں کہ میری زندگی میں مجھے پل بھر کی بھی خوشیاں نصیب نہ ہو سکیں؟" وہ بیڈ کے گدے میں منہ دے کر رونے لگی۔

"سب جھوٹ !...سب کچھ جھوٹ بولا اس نے مجھ سے۔ وہ محبت تو نہ تھی۔ وہ تو بس کھیل رہا تھا مجھ سے۔ آج جب شوق اتر گیا تو بھرے بازار میں رول دیا مجھے۔" وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"اس کے سارے وعدے جھوٹے نکلے، اس کی ہر بات جھوٹی نکلی۔ اگر سچ نکلا تو صرف دھوکا۔"

"جب میں بھی اس سے محبت کرنے لگی تو اس نے پیروں میں پڑی دھول کی طرح مجھے رول دیا۔" ہچکیاں نکل رہی تھیں۔ اور گلے میں کانٹے پیدا ہو رہے تھے۔

"اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ محبت کیا ہے؟ تو میں سینہ تان کر کہوں گی، دھوکا !...محبت صرف ایک دھوکا ہے۔" کہہ کر وہ رونے لگی۔ دبی آواز میں۔ آنسوؤں کے ڈھیر کے ساتھ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۞......۞......۞

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا، بلکل کسی بے جان وجود کی طرح۔ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اس نے دروازہ بندہ کیااور اس کی چٹخنی اوپر چڑھائی۔ پھر وہ پلٹااور اسی کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ آنکھوں کی پتلیاں جیسے ساکت ہو چکی تھیں۔ وہ سامنے بیڈ پر نظریں ٹکائے بیٹھا تھا۔ آنکھوں میں کچھ چمکا۔اور پھر وہ چمک پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر آنکلی۔ہاں وہ چمک ایک آنسو کی تھی۔ پہلے بائیں آنکھ سے ایک آنسو نکلا،اس نے اسے نکل آنے دیا۔روکنے کی گنجائش نہ تھی۔پھر دوسری آنکھ سے بھی آنسو ٹوٹ کر نکلا۔آہستہ آہستہ بہت سے آنسو بہنے لگے،اور اس کے گال بھگونے لگے۔اس کی بنٹے جیسی آنکھوں میں ایک دم سے سیلاب سمٹ آیا تھا۔ جسے روکنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔

اس نے ایک دم آنکھوں کو زور سے بھینچااور پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔رانا حدید ریاض آج رو رہا تھا۔ صرف اپنی محبت کی خاطر۔وہ کسی بچے کی طرح رو رہا تھا۔ ہچکیوں کے ساتھ۔ مرد جب روتا ہے،تو عورت کی آہیں کسی

کام کی نہیں رہتیں۔ مرد بھی روتا ہے۔ جب محبت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر ہار جائے۔ آج اس کا نہیں بلکہ اس کی محبت کا مقدمہ تھا۔ جس میں وہ بُری طرح ہارا تھا۔ آنسوؤں کی بارش تو بنتی تھی۔

وہ چھوٹے بچے کی طرح گھٹنوں پر ہاتھ رکھے، اس میں منہ دیے رو رہا تھا۔ وہ پتھر شخص آج رو رہا تھا۔

پتھر بھی روتا ہے بھلاں؟......ہاں، جب پانی قطرہ قطرہ گر کر اس میں سوراخ کر دے تو وہ بھی روتا ہے۔ بہت روتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل نے تیرے بارے میں پوچھا تو بہت رویا

وہ شخص جو پتھر تھا ٹوٹا تو بہت رویا

یہ دل کی جدائی کے عنوان پہ برسوں سے

چپ تھا تو بہت چپ تھا رویا تو بہت رویا

اتنا بھی آسان نہ تھا ہستی سے گزر جانا

اترا جو سمندر میں دریا تو بہت رویا

جو شخص نہیں رویا کبھی تپتی ہوئی راہوں میں

آج دیوار کے سائے میں بیٹھا تو بہت رویا

ایک حرف تسّلی کا، ایک حرف محبت کا

خود اپنے لیے اس نے لکھا تو بہت رویا

پہلے بھی شکستوں پہ کھائی تھی شکست اس نے

لیکن وہ تیرے ہاتھوں ہارا تو بہت رویا

جو عہد نبھانے کی دیتا تھا دعا اس نے

کل شام مجھے تنہا دیکھا تو بہت رویا

۞......۞......۞

”حدید!...یار دروازہ کھول دو۔“

راحیل کب سے دروازہ پیٹتے ہوئے اس کی منت کر رہا تھا۔

”حدید یار! بتا تو سہی ہوا کیا ہے؟“ وہ مسلسل دروازے پر ہاتھ مار رہا تھا۔

”آج کورٹ کی پیشی تھی، بتا کچھ ہوا ہے وہاں پر؟“ وہ اس کے لیے بہت فکر مند تھا، آخر بڑا بھائی جو ٹھہرا۔

”پلیز حدید!...میرا دل بہت گھبرا رہا ہے کچھ تو بتا۔“ اس کی پریشانی میں گھری آواز حدید صاف سُن سکتا تھا۔

"دیکھ!...اگراب تونے دروازہ نہ کھولا تو میں......میں دروازہ توڑ دوں گا۔"اب وہ اسے خبردار کر رہا تھا۔

پھر بھی جب حدید نے دروازہ نہ کھولا تو وہ تیار ہو گیا...دروازہ توڑنے کے لیے۔

"دیکھ!...میں دروازہ توڑنے لگا ہوں۔پھر نہ کہیں کہ بتایا نہیں......ایک،دو،تین ......"وہ دروازہ توڑنے کے لیے پوری تیاری کے ساتھ آگے بڑھا ہی تھا کہ دروازہ کھول دیا گیا۔

سامنے کا منظر دیکھ کر راحیل کا دل ایک دم زور سے دھڑکا۔آنکھوں میں حیرت،فکر مندی اور تکلیف،سب کچھ ایک ساتھ سمٹ آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سفید شرٹ اور کالی پینٹ میں ملبوس تھا۔شرٹ کا ایک کونہ پینٹ کے اندر تھا جبکہ ایک کونہ پینٹ سے باہر۔ گریبان کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔اس کی ناک اس وقت حد سے زیادہ سُرخ ہو رہی تھی۔آنکھوں میں گلابی لکیروں نے اپنا قبضہ کر رکھا تھا،جو کہ صاف اس کے رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔وہ اس وقت ٹوٹی،بکھری حالت میں دکھائی دیتا تھا۔

راحیل نے آج سے پہلے اسے کبھی بھی اس حالت میں نہیں دیکھا تھا۔وہ تو بہت زیادہ پُر اعتماد شخص تھا۔تو پھر آج ایسا کیا ہوا تھا جو وہ اس حالت میں تھا۔اس کا دل کٹ رہا تھا۔

”حد......حدید! میری جان یہ“......

اس سے پہلے کہ وہ وہ کچھ بولتا،حدید کی اگلی حرکت نے اسے منجمد کر دیا۔وہ اس کے گلے لگا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔وہ ساکت تھا،بے یقین تھا،وہ تو جیسے حرکت کرنا بھول گیا۔ساری کائنات جیسے تھم سی گئی تھی،اگر کچھ سنائی دے رہا تھا تو وہ اس کے بھائی کی سسکیاں تھیں۔

”ک...کیا گوہر آپی تم لوگوں کو م... مجھ سے زیادہ پیاری ہیں؟“وہ ہچکیوں کے درمیان اٹکتے ہوئے بولا۔راحیل کے تو دل کی دنیا تہس نہس ہو چکی تھی۔

”ان کے رشتے کی آڑ میں بابا میرا رشتہ کیوں خراب کر رہے ہیں؟“

سیڑھیاں چڑھتے ریاض صاحب کی سانس جیسے ساکن ہو چکی تھی۔وہ خود بھی زینے پر ساکت تھے۔

”آخر کون سا ت...اتنا بڑا گناہ کر دیا میں نے؟صرف ایک نکاح ہی تو کیا تھا۔کیا نکاح

کرنا غلط ہے؟"

اس کی بھیگی آواز، اس کی ہچکیاں، ان دو وجود کا دل چیر رہی تھیں۔

"مانتا ہوں طر... طریقہ غلط تھا میرا، لیکن... لیکن اگر میں آپی، بابا یا ماما سے کہتا تو کوئی مانتا؟"

راحیل کی آنکھوں سے کب بے اختیار آنسو بہنا شروع ہوئے اسے معلوم ہی نہ ہوا۔ اس کی زبان پر تو جیسے قفل لگ چکے تھے۔ ہاتھوں نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

"راحیل!... راحیل! مجھے وہ چاہیے، مجھے میری محبت چاہیے۔" وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کے رو دیا۔

ریاض صاحب کی آنکھوں کے سامنے کل کا منظر پھر سے لہرایا جب وہ اپنے بیٹے سے کہہ رہے تھے کہ...

"تو میں تمہیں ساری جائیداد سے عاق کر دوں گا۔" کہہ کر انہوں نے حدید کے چہرے پر کچھ تلاش کرنا چاہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حدید کچھ دیر تو انہیں اچنبھے سے دیکھتا رہا اور پھر اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

''ہاہاہاہا...آپ کو کیا لگا؟آپ مجھے...آپ مجھے جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دیں گے اور میں مان جاؤں گا؟''وہ ہنس رہا تھا۔وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ریاض کو اس کی عقل پہ شبہ ہوا۔انہیں لگا وہ شاید ان کی بات کا تمسخر اڑا رہا ہے یا پھر اسے شدید صدمہ لگا ہے۔اس کا وہ تاثر بلکل نہ تھا جو انہیں لگا تھا کہ ہو گا۔

کچھ دیر بعد اس کا قہقہہ تھما،مسکراہٹ سمٹی،اور چہرے کے نقوش تن گئے۔''آپ مجھے جائیداد سے عاق کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کریں۔ارے میں لات مارتا ہوں آپ کی اس جائیداد کو۔''

کہہ کر اسے نے جھٹ سے اپنی کلائی سے برینڈڈ گھڑی اتاری اور بیڈ پہ اچھال دی۔پھر اپنی جیب سے بٹوا نکالا اور وہ بھی بیڈ پہ اچھال دیا۔

ریاض نے ایک نظر بیڈ پہ بکھری چیزوں پہ ڈالی اور پھر اپنے بیٹے پہ۔جو انہیں سختی سے گھورتا مڑ گیا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ ریاض نے اسے روکا۔''رُکو

برخوردار"!

وہ رُکا تھا لیکن ابھی بھی اس کا رُخ دروازے کی جانب تھا۔

"یہاں سے نکلنے کے بعد کہاں جاؤ گے؟"وہ شاید پوچھ رہے تھے۔ لیکن حدید نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ایمن کے گھر؟"جواب نہ پا کر انہوں نے خود ہی اندازہ لگایا۔

"مثال کے طور وہ تمہارے ساتھ رہنے بھی لگے گی۔ جہاں تم کہو گے۔ لیکن اس کے بعد کیا ہو گا؟"

وہ کچھ دیر کو خاموش ہوئے اور پھر سے بولے۔

"تمہارے گھر میں رزق کی تنگی ہو گی۔ تمہاری اتنی تعلیم نہیں ہے کہ کہیں تمہیں اچھی نوکری ملے۔اور مثال کے طور پر اگر کہیں مل بھی گئی تو کیا ہو گا؟......میں تمہیں وہاں سے فارغ کروا دوں گا۔ بلکہ جہاں بھی تم نوکری کرو گے وہاں سے میں تمہیں فارغ کروا دوں گا۔ تم سڑک پر آ جاؤ گے۔ تم کہاں سے کھلاؤ پلاؤ گے اپنی بیگم کو۔ بیوی ہو گی تو ظاہر ہے بچے بھی ہونگے، ان کو کہاں سے کھلاؤ پلاؤ گے؟... بھوکا مارو گے

انہیں، یامزدوری کروگے؟......وہ پڑھی لکھی لڑکی تمہارے ساتھ رہ لے گی ایسے حالات میں؟ جس کو ان مشکلات میں ڈالنے والے بھی تم خود ہو۔"

ریاض نے اسے جیسے حقیقت کا آئینہ دکھایا تھا۔اس کے جسم سے تو گویا روح فنا ہو گئی تھی۔ان کی کسی ایک بات میں بھی اسے ایسا نہیں لگا کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں یا پھر جھوٹ بول رہے ہیں۔اسے اپنے باپ کی بے حسی پہ شدید حیرت ہوئی تھی۔

وہ آہستہ سے مڑا اور شاکڈ کی سی کیفیت میں اپنے باپ کو دیکھا۔

"سچ ہے۔کڑوا ضرور ہوگا لیکن نگلنا تو پڑے گا ہی۔میں تمہیں بس حقیقت سے آشناس کروا رہا تھا۔آگے تمہاری مرضی۔اب یہ تم پہ منحصر کہ تم ایمن کو ایک اچھی زندگی دینا چاہتے ہو یا عدالت کے سامنے میری کہی ہوئی باتیں کہتے ہو۔"

کہہ کر وہ رُکے نہیں اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے کمرے سے باہر نکل گئے۔اور وہ تو ایک دم ساکت کھڑا رہ گیا تھا اپنی جگہ پر۔

کل کا منظر آنکھوں سے جیسے دھوئیں کی طرح غائب ہوا تھا۔انہیں یاد تھا کیسے وہ اپنی گفتگو کے تیر اس پہ برسا کر گئے تھے۔انہیں شدید تکلیف محسوس ہوئی۔انہیں اس

ماحول سے گھٹن ہونے لگی۔یا پھر ان کی روح کو اپنے وجود سے گھٹن ہو رہی تھی۔انہیں اپنے گال پر کوئی تر چیز محسوس ہوئی۔انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اپنے گال کو چھوا تو وہ حیران رہ گئے۔وہ رو رہے تھے۔

وہ لڑکا اگر خود رو یا تھا تو اس نے کسی اور کو بھی رُلانے کی کسر نہ چھوڑی تھی۔

انہیں سانس لینا مشکل لگ رہا تھا۔انہوں نے اپنا سینا ہتھیلی سے مسلا۔

"اگر...اگر وہ میری زندگی میں نہیں آئی تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔میں...میں خود دربدر کے دھکے کھالوں گا۔مر جاؤں گا لیکن یہاں نہیں آؤں گا کبھی۔" وہی بھیگا لہجہ،وہی ہچکیاں ریاض کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا۔وہ وہاں سے جانے کے لیے مڑے ہی تھے کہ ان سے دو زینے چھوڑ کر نیچے زینب کھڑی تھیں۔وہ خود بھی رو رہی تھیں۔بلکہ وہ ہی نہیں،نیچے لاؤنج میں سارا گھر اکٹھا تھا۔اور تقریباً سب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ریاض کا چہرہ جھک گیا۔وہ تو اپنے آپ سے بھی نظر ملانے کے قابل نہ رہے تھے۔

حدید کے رونے کی آواز اتنی بلند تھی کہ سب لوگ سن چکے تھے۔اس کی باتیں،اس کی بے لگام ہچکیاں،سب کے کانوں میں سیسہ انڈیل رہی تھیں۔

ہمنہ، گوہر، راحیل اور حدید کے سب سے بڑے بھائی جو کہ ابھی ہی تشریف لائے تھے وہ بھی۔ گوہر بھی موجود تھی، لیکن وہ رو نہیں رہی تھی، پر اس کی آنکھیں نم تھیں۔ چھوٹے بھائی کی تکلیف...سب بہن بھائیوں کو ہی محسوس وہ رہی تھی۔

"راحیل!...اب وہ مجھ سے کبھی بات نہیں کرے گی۔ میں نے آج اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی دیکھی ہے۔اس کا...اس کا مان توڑ دیا میں۔اس کا بھروسہ...سب کچھ خاک میں ملا دیا میں نے۔وہ مجھ پہ یقین کرنے لگی تھی۔وہ بھی توڑ دیا میں نے۔آخر میری ہر غلطی کا خمیازہ وہ لڑکی ہی کیوں بھگتے؟"وہ آخر میں روتے ہوئے چیخا تھا۔

سب لوگوں کو اس کی چیخ اپنے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

راحیل کے ہاتھوں نے آہستہ سے حرکت کی۔اور اس کی پیٹھ کو آہستہ سے تھپکا۔شاید وہ حوصلہ دینے کی شروعات کر رہا تھا۔لیکن وہ ناکام ہو رہا تھا۔اس کے لب آہستہ سے وا ہوتے لیکن اس کی ہچکیاں سُن کر فوراً سے بھینچ جاتے۔

"یار! خاموش ہو جا۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"راحیل کے منہ سے بمشکل الفاظ ادا ہوئے۔

"میری تکلیف کا کیاہاں؟" وہ تڑخ کر بولا۔ "تم لوگوں کو بس اپنی تکلیفیں ہی دکھائی دیتی ہیں میری تکلیف کا کچھ نہیں۔ حدید تو ہے ہی لاوارث۔"

اس کی آخری بات سب کے دل ایک ساتھ چیر گئی۔ وہ کیسے خود کو لاوارث کہہ رہا تھا۔

"کس نے کہا تو لاوارث ہے؟ خبردار جو آئندہ ایسی ویسی بات بولی تو، خدا کی قسم ہاتھ اٹھ جائے گا میرا۔ میں تیرا بڑا بھائی پہلے ہوں اور دوست بعد میں، سمجھا؟" راحیل نے سیدھا ہی اسے جھڑک دیا۔ اس بار حدید خاموش تھا، بس اس کے آنسو اور ہچکیاں آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

ریاض مرے قدموں سے سیڑھیاں اترنے لگے۔ ایک لمحے کو وہ زینب کے پہلو میں رکے، اور انہیں کرب میں ڈوبی لال سُرخ آنکھوں سے دیکھا۔ زینب کا دل مانو انگاروں پر رکھ کر چھوڑ دیا گیا ہو۔ یہ عمل صرف کچھ لمحوں کا تھا اس کے بعد ریاض نے اپنی نظریں سامنے کی طرف موڑیں اور آہستہ آہستہ زینے اترنے لگے۔ سیڑھیوں سے اترنے کے بعد وہ کسی سے بھی نظریں ملائے بغیر اپنے کمرے کی جانب چل دیے۔ کمرے کا دروازہ دھاڑ کی آواز سے بند ہوا تھا۔ زینب نے غم سے اپنی آنکھیں بھینچی، اور آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر زینے چڑھنے لگیں۔ انہیں زندگی میں پہلی دفعہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے بیٹے کا سامنا کرنے سے خوف آ رہا تھا۔

”اچھا چل اب خاموش ہو جا۔ان شاءاللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔میں کروں گا نا سب سے بات، ماما بابا سے، آپی سے اور ایمن سے۔“راحیل نے آہستہ سے اس کے سر پہ بوسہ دے کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

حدید جھٹ سے اس سے دور ہوا، آنکھوں میں اب کرب کی جگہ بے یقینی، امید اور ایک آس نے لے لی تھی۔

”سچ ؟ تم ایمن سے بات کرو گے نا؟“

اسے اب بھی ایمن کی فکر لاحق تھی۔گھر والے بے شک بھاڑ میں جائیں۔

راحیل نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلا کر اسے تسلی دی۔

”اسے بتانا کہ حدید مجبور تھا۔اسے بتانا کہ اس کے گھر والے بہت ظالم ہیں۔“لڑکھڑاتی زبان سے کہتا وہ ان سب کو بے بس کر گیا۔اچانک حدید کی نظروں نے راحیل کی پشت سے پیچھے جھانکا۔زینب اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔حدید نے نفرت سے اپنی نظروں کا رخ موڑ لیا۔زینب کا دل تو اس کی حالت دیکھ کر ہی اجڑ چکا تھا کہ اب

اس کے اس طرح نظریں موڑنے سے انہیں دل کسی کھائی میں جاتا ہوا محسوس ہوا۔انہیں لگا وہ اولادوں میں بہت زیادہ فرق کر بیٹھیں ہیں۔اور ہاں انہیں ٹھیک لگ رہا تھا۔کیونکہ وہ اولادوں میں بہت زیادہ فرق کر بیٹھی تھیں۔انہوں نے حدید پر گوہر کو ترجیح دی تھی۔

''راحیل!اپنی ماں سے کہو کہ میری نظروں سے دور چلی جائیں۔میں نہیں چاہتا کہ مجھے ان سے نفرت ہو جائے۔''

راحیل بے انتہا چونکا تھا پھر بے اختیار اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔اس کی آنکھیں حیرت سے ایک دم پھٹ گئیں۔

زینب کو اس ماحول سے اب گھٹن ہونے لگی تھی۔وہ کیا کہہ رہا تھا؟کیا وہ اس کی ماں نہیں تھیں؟کیا ماں سے بھی کسی کو نفرت ہوتی ہے؟انہیں اپنے دل پر بوجھ بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا،اچانک ان کے دل میں ایک شدید درد اٹھا تھا۔انہوں نے بے ساختہ اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔دل کا درد شدید بڑھتا جا رہا تھا۔ان کے چہرے کے زاویے شدید درد کا تاثر لے چکے تھے۔وہ آہستہ آہستہ نڈھال ہونے لگی تھیں۔

''امی''!

راحیل انہیں ایسی حالت میں دیکھ کر ایک دم سے چیخا۔

زینب کے کان بلکل مفلوج ہو چکے تھے۔انہیں کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا،انہیں بس راحیل کے لب وا ہوتے نظر آئے تھے پھر انہیں اپنا دھڑ زمین کو چھوتا ہوا محسوس ہوا۔سارے منظر دھندلا چکے تھے۔دھندلی آنکھوں سے انہیں راحیل اپنی طرف دوڑ کر آتا ہوا دکھائی دیا۔انہوں نے دیکھا کہ حدید ان کی طرف نہیں بڑھا تھا۔وہ ویسے ہی اپنی جگہ پہ ساکت کھڑا تھا۔اور یہ تکلیف زیادہ بڑی تھی۔انہیں محسوس ہوا کہ کوئی ان کا گال تھپک رہا ہے۔وہ یہ نہ دیکھ سکیں کہ کون تھا،ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں، مگر شاید وہ راحیل تھا۔

مگر کاش وہ دیکھ لیتیں کہ وہ راحیل نہیں تھا۔وہ حدید تھا۔

......

ایمن نڈھال سی اپنے بستر پر پڑی تھی جب اچانک سے بیل بجی تھی۔کچھ دیر بعد شاید

فراز نے دروازہ کھول دیا تھا۔ کسی کی چہکتی اور کھلکھلاتی آواز گھر میں داخل ہوئی تھی۔ اسے لمحہ نہیں لگا تھا پہچاننے میں کہ کون تھا۔ وہ علیزہ تھی۔ وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر بستر سے اٹھی اور واشروم میں گھس گئی۔

"ایمن آپی کدھر ہیں بھائی؟" علیزہ کو ایمن کے پاس جانے کی زیادہ جلدی تھی۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے۔"

فراز کے جواب پر وہ فوراً سے ایمن کے کمرے کی طرف بھاگی اور دھاڑ کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

"ایمن آپی!...ایمن آپی؟" وہ چیخ چیخ کر اسے پکار رہی تھی، واشروم کے بند دروازے کی طرف دیکھنے کی بھی اس نے زحمت نہ کی تھی۔

"ہم نے آج رمیض کے کسی جاننے والے کی شادی پر جانا ہے، لیکن علیزہ کہتی میں نے نہیں جانا مجھے ایمن آپی کے گھر چھوڑ دو۔" ریحانہ نے سلام دعا کے بعد فراز کو تفصیل بتائی اور اندر داخل ہو گئیں۔

ایمن نے جلدی سے اپنا منہ دھویا، بال سمیٹے اور خود کو نارمل کیا۔ واشروم کا دروازہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھولتے ہوئے اس یہ خوف لاحق ہو رہا تھا کہ کہیں علیزہ اس کا چہرہ نا پڑھ لے۔

''حوصلہ رکھ ایمن حوصلہ۔ بچی ہی تو ہے۔ اسے کیا پتا چلے گا۔''خود کو تسلی دیتے اس نے دروازہ کھولا۔

علیزہ کی پکار دروازے کھلنے کی آواز پر ہی تھمی تھی۔

''شکر ہے جو تو آ گئی۔ کیا کر رہی تھی تو واشروم میں؟''ایک تو علیزہ باجی اور علیزہ باجی کے احمقوں والے سوال۔

ایمن کو اب صاف طریقے سے حیرت ہوئی تھی۔ مطلب بندہ کیا کرنے جاتا ہے واشروم۔ اب یہ بھی سب کو بتاتا پھرے۔

''لڈو کھیلنے گئی تھی۔''ایمن نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا لیکن آنکھوں میں اب کرب کی جگہ شرارت نے لے لی تھی۔

''ہیں؟''علیزہ کی آنکھوں میں حیرت واضح تھی کیونکہ وہ مکمل طور پر اس کی بات کا یقین کر چکی تھی۔

''اوہ بے وقوف!...''ایمن نے ہلکی سی چپت اس کے سر پہ لگائی۔ اس کی عقل پہ

افسوس کرنا بنتا تھا۔ ریحانہ بھی کمرے داخل ہو چکہ تھیں۔ ایمن نے خوشگوار انداز میں ان کا استقبال کیا۔

''آنٹی چائے لاؤں یا جوس؟'' ایمن نے خاطر تواضع کرنا مناسب سمجھا۔

''ایمن آپی! میں تو جوس پیوں گی۔'' جوس کا سن کر علیزہ کی لال ٹپکنا شروع ہو چکی تھی۔ ریحانہ نے گھور کر علیزہ کو دیکھا جو انہیں تو بلکل نہیں دیکھ رہی تھی۔

''نہیں ایمن بیٹا! ابھی میں بس پانی کا گلاس پیوں گی، چائے میں آکر پیوں گی۔ ابھی علیزہ کو تمہارے پاس چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ دراصل ہم رمیض کے کسی جاننے والے کی شادی پر جا رہے ہیں لیکن علیزہ کہتی میں نہیں جاؤں گی مجھے ایمن کے گھر چھوڑ دو۔ بس اب ہم اسے تمہاری طرف چھوڑ کر جا رہے ہیں۔'' ریحانہ نے تفصیل بتائی جبکہ علیزہ ان کی گفتگو سے نہایت بور ہو رہی تھی۔

''چلیں ٹھیک ہے آپ لوگ جائیں میں اس کا خیال رکھ لوں گی۔'' ایمن نے مسکرا کر انہیں بے فکر کیا۔ کچھ دیر بعد ریحانہ وہاں سے جا چکی تھیں اور علیزہ ایمن کا سر ایک طرف سے کھانا شروع کر چکی تھی۔

"ایمن آپی تجھے پتہ ہے یہ جو طیبہ ہے نا بہت تیز عورت ہے۔ ہم جسے سب سے معصوم سمجھتے ہیں سب سے زیادہ چلاک تو وہی ہے۔ اور تو اور" ....

علیزہ اپنا چغلی نامہ جاری کر چکی تھی۔ ایمن غائب دماغی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

علیزہ اور ایمن اب ایک دوسرے کو "آپ" یا "تم" کہہ کر مخاطب نہیں کرتی تھیں۔ وہ اب ایک دوسرے کو "تجھے" کہہ کر مخاطب کرتی تھیں۔ ان کی دوستی کی اہم نشانی "تجھے" تھا۔ جس سے سب واقف بھی تھے اور ناواقف بھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

......

اب ہم خانیوال سے تقریباً ایک گھنٹہ مسافت پر واقع شہر ملتان کی طرف آتے ہیں جہاں اس ہسپتال میں راحیل، ڈاکٹر سے گفتگو بحث تھا۔

"ڈاکٹر صاحب! اب کیا کنڈیشن ہے ان کی؟"

"فلحال تو وہ ٹھیک ہیں لیکن یاد رہے اب وہ مزید کسی ڈپریشن کا شکار نہ ہو۔ اس بار تو ہم

نے انہیں محفوظ کر لیا ہے لیکن آگے کا اللہ بہتر جانتا ہے۔" ڈاکٹر راحیل کو ضروری ہدایات کرنے لگا۔

زینب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ وہ سب تقریباً رات سے ہی ہسپتال میں موجود تھے۔

حدید بینچ پر بیٹھا دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملائے تھوڑی اس پہ ٹکائے ہوئے تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں گُم تھا۔ ریاض بھی اس سے کچھ فاصلے پر براجمان تھے۔ ان کے درمیان ابھی کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی، بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ حدید ان کی طرف دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کر رہا تھا۔ ہمنہ، گوہر اور حدید کے سب سے بڑے بھائی شمس دوسری بینچ پر براجمان تھے۔

"ڈاکٹر نے کہا ہے کہ دو سے تین لوگ ہی ان کے پاس جا کر مل سکتے ہیں۔ اور اب وہ مزید کسی اور ڈپریشن کا شکار نہ ہوں۔" ڈاکٹر ضروری ہدایات دے کر جا چکا تو راحیل نے ان سب کو مخاطب کر کے اطلاع دی۔

اب وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کون کون اندر جائے۔ لیکن حدید ہنوز اسی طرح بیٹھا تھا۔

ایسا کریں، گوہر آپی اور آپ اندر چلے جائیں بابا۔اور ہمنہ، تم بھی تھوڑی دیر تک اندر.........''راحیل کے لفظ منہ میں ہی رہ گئے جب حدید فوراً سے بینچ پہ سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔راحیل کا تو منہ ہی کھلا رہ گیا۔کچھ دیر بعد راحیل صدمے سے نکلا اور جلدی سے ہڑبڑاہٹ میں بولا۔

''ایسا کرتے ہیں میں ہی اندر چلا جاتا ہوں آپ سب یہیں انتظار کریں۔''کہہ وہ خود بھی رکا نہیں اور اندر داخل ہو گیا۔وہ سب پیچھے بس گہرا سانس خارج کر کے رہ گئے۔

''مجھے لگتا ہے میں تو ہوں ہی سوتیلی۔''ہمنہ نے اپنا شکوہ ظاہر کیا۔گوہر نے تقریباً کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔ہمنہ نے فوراً سے پہلو بدل لیا۔

وہ اندر مشینوں میں جکڑی ہوئی لیٹی تھیں۔ایک ہی رات میں ایسے لگتا تھا جیسے ان کی آنکھیں اندر کو دھنس گئی ہوں۔چہرے کا رنگ ایک دم سے پیلا زرد پڑ گیا تھا۔حدید کو بے اختیار اپنی ماں پہ ترس آیا۔وہ بس ان کے قریب جا کر قریب رکھے سٹول پہ بیٹھ گیا۔راحیل بھی حدید اور اپنی کے قریب کھڑا ہو گیا۔

زینب کی نظر جیسے ہی حدید پہ پڑی ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگی۔

⟐......⟐......⟐

''ایمن آپی! اپنی لو سٹوری ہی سنا دو۔''اپنی اچھی خاصی سنانے کے بعد علیزہ نے اسے چھیڑا۔

ایمن تو اپنے ہی خیالوں میں کھوئی تھی، اسے علیزہ کی بات شاید سنائی نہیں دی تھی۔

''کیا ہو گیا ہے آپی؟ کہیں جیجو کے خیالوں میں تو نہیں کھوئی؟''علیزہ نے کہنی سے کہنی ٹکرا کر اسے پھر سے چھیڑا تو ایمن واپس ہوش کی دنیا میں آئی۔

''کیا کہہ رہی تھی تم؟''

ایمن کے سوال پہ علیزہ نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں گھمائیں۔علیزہ کی اس ادا پہ ایمن کو بے ساختہ پھر سے وہ یاد آیا۔

''کیا ہو گا ہے ایمن آپی؟ تو میری باتیں سن بھی رہی ہے یا ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال رہی ہے۔''

"نہیں وہ دراصل میں سکول کے رزلٹز کا حساب کر رہی تھی۔" ایمن نے بات بنائی اور علیزہ نے جان بوجھ کر یقین بھی کر لیا۔

"میں کہہ رہی تھی اپنی لو سٹوری ہی سنا دے۔ تو نے کبھی سنائی ہی نہیں کہ تیری اور جیجو کی لو سٹوری کیسے شروع ہوئی تھی۔" علیزہ کی فرمائش پہ وہ ماضی میں کھو گئی۔ اسے معلوم ہی نہ ہوا کہ کب اس کے لب آہستہ سے وا ہوئے اور اپنی داستان سنانے لگے۔

ماضی......

"ایمن میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن جو کہ خوشگوار موڈ میں اس کی بات سننے لگی تھی اس کے نقوش ایک دم سے اس کی بات پر تن گئے تھے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم حدید! بے شرمی کی بھی انتہا ہے۔" ایمن کا ضبط کے مارے منہ لال ہو رہا تھا۔ اسے ایسے محسوس ہا رہا تھا جیسے حدید نے اس سے اپنی پسندیگی کا اظہار نہیں بلکہ منہ پہ طمانچہ مارا ہو۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں ایمن۔ میں صرف تمہیں پسند ہی نہیں کرتا بلکہ تم سے شادی بھی

کرنا چاہتا ہوں۔" حدید کے الفاظ ایمن کو شرم اور غصے سے سرخ کر رہے تھے۔

"آہستہ بولو اگر بھابھی نے سن لیا تو تمہیں اور مجھے ہم دونوں کو ہی جان سے مار دیں گی۔" وہ چبا چبا کر بولی کہ کہیں ان کی آواز کچن میں کام کرتی بھابھی نا سن لیں۔

"گوہر آپی کو میں سمجھا لوں گا۔ بس ایک دفعہ تم راضی ہو جاؤ۔" اس کا انداز التجائیہ تھا۔

"حدید! تم پاگل ہو گئے ہو۔ تمہیں معلوم بھی ہے کہ بھابھی کی مجھ سے نہیں بنتی۔ وہ تو مجھے کھا جانے کو دوڑتی ہیں۔ اگر تمہاری باتوں کا انہیں علم ہو گیا تو وہ اپنا رشتہ بھی خراب کرنے میں وقت نہیں لگائیں گی۔" اب کہ ایمن کا انداز التجائیہ تھا۔ وہ بار بار کچن کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کہیں گوہر ہی نا سن لے۔

"ایمن میں کوئی غلط بات تو نہیں کر رہا بس اپنی پسندیدگی کا اظہار کر رہا ہوں اور تمہیں شادی کی پیشکش کر رہا ہوں۔" وہ اچنبھے سے بولا۔

"خدا کا واسطہ ہے حدید۔ چپ ہو جاؤ، میں نہیں چاہتی گھر میں بکھیڑا ہو۔ دیکھو میں ہاتھ جوڑتی ہوں تمہارے سامنے۔" وہ اب اس کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی۔ حدید کے دل کو ایک دم سے کچھ ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کا ہاتھ تھامنے کو آگے بڑھتا گوہر

کچن میں سے نکلی۔

''ارے حدید!... تم کب آئے؟ مجھے آنے سے پہلے بتایا کیوں نہیں۔'' وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا تھی۔ حدید بمشکل مسکرایا تھا، ایمن نے اپنے ہاتھ جھٹ سے نیچے کیے۔

''وہ آپی بس، ایک کام سے آیا تھا یہاں، سوچا آپ سے بھی ملتا چلوں۔'' جھوٹ بولنے میں وہ ماہرین میں شمار ہوتا تھا۔

''اوہ میرا بھائی! ایسے کرو تم بیٹھو۔ میں تمہارے لیے چائے بناتی ہوں۔'' وہ مسکرا کر کہتی جانے ہی لگی تھی کہ ایمن کو وہاں کھڑے دیکھ اس کے چہرے کے زاویے غصے میں ڈھل گئے۔

''اور تم یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟ اپنے کمرے میں جاؤ۔ اور میرے بھائی سے دور ہی رہا کرو۔'' وہ تیز لہجے میں بولی تو ایمن ایک دم سے سہم گئی۔ حدید نے ناگواری سے اپنی بڑی بہن کو دیکھا۔

ایمن ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر وہاں سے چلی گئی۔ حدید کا دل ایک دم سے ہی اس ماحول سے اچاٹ ہونے لگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گوہر کچن میں چلی گئی تو حدید کو بھی وہاں بیٹھنا گوارہ نہ لگا اور اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

گوہر چائے بنا کر کچن سے نکلی تو حدید کو وہاں نہ پا کر اس کی پیشانی پہ بل پڑے۔اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ کھلا ہوا تھا۔دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے باہر جھانکا تو حدید کی گاڑی کو نا پا کر اس پہ علم ہو گیا کہ صاحبزادے چلے گئے ہیں۔

"بندہ بتا کر تو جائے۔اگر چائے نہیں پینی تھی تو پہلے بتا دیتا۔شاید کوئی کام یاد آ گیا ہو اس لیے ہڑ بڑی میں چلا گیا ہو گا بچارا۔" آخر میں خود کو تسلی دیتی وہ اندر واپس آ گئی۔پھر اپنی گندی سوچ کے تحت اس نے ایمن کے کمرے میں جھانکا تو وہ نماز ادا کر رہی تھی۔تسلی بخش ہو کر وہ وہاں سے پلٹ گئی۔

....

کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ایمن کو حدید کے میسجز نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔وہ لمحہ بہ لمحہ اسے میسج کرتا رہتا، جبکہ ایمن اسے ایسا ویسا کچھ نہ کرنے کی نصیحت کرتی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہتی۔ تنگ آکر ایمن نے حدید کا نمبر بلیک لسٹ میں ڈال دیا۔ پھر یوں ہوا کہ حدید نے نئے نمبرز سے میسجز کرنے جاری کر دیے۔ تقریباً وہ ایسے ہی اس کے کوئی دس نمبرز بلاک کر چکی تھی۔

ایک دن جب وہ اسائمنٹ تیار کر رہی تھی تب پھر سے حدید کے میسجز نے اسے تنگ کر شروع کر دیا۔ غصے میں ایمن نے حدید کو کال ملالی۔

''کیا مسئلہ ہے حدید؟ تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھے تنگ کرنا چھوڑ دو۔ میری زندگی کو عذاب بنا دیا ہے تم نے۔''

''اچھا ساری باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کیسی ہو۔'' وہ انتہا کا ضدی پھر سے اس پہ اپنی منحوسیت نازل فرما رہا تھا۔

''زہریلی ناگن، زہر والی، اپنا کونڈا، ڈس لوں گی تمہیں۔ خبیث انسان مجھے زلیل و خوار کر کے تم پوچھتے ہو میں کیسی ہوں۔'' اس کے حال احوال پوچھنے پہ پہلے تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، پھر وہ سچ میں ہی اپنے منہ سے زہر اگلنے لگی تھی۔

حدید ہنس ہنس کر دہرا ہو رہا تھا۔

"ہاہاہاہا......اگر تم ناگن ہو تو میں سپیرا......ہاہاہاہا۔"اب وہ سید ھا اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ایمن کے تو مانو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"شٹ اپ!...میں یہاں تم سے تنگ آئی ہوئی ہوں اور تمہیں مذاق سوجھ رہے ہیں۔"وہ اب پھٹ پڑی تھی۔

"ہاں سوجھ رہیں ہیں مذاق۔اور تم جو کرنا ہے کرو،میں تمہیں تنگ کروں گا،تمہیں میسجز بھی کروں گا اور اب تو تمہیں کال بھی کیا کروں گا۔"وہ صدا کا ڈھیٹ اب پھر سے ڈھٹائی پہ تھا۔

"میں......میں گوہر آپی کو بتادوں گی۔"اس کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حدید کو فون میں سے نکال کر اس کا گلا دبوچ لے۔

"گوہر آپی کو بتاؤ گی؟"ایمن کو اس کی آواز گھبرائی ہوئی معلوم ہوئی۔اب اسے کچھ حوصلہ ہوا تھا۔

"ہاں۔میں بتاؤں گی۔"ایمن کی گردن اب اپنی ہی دی گئی دھمکی پہ فخر سے کڑا چکی تھی۔

"جاؤ بتا دو۔" بڑے آرام سے کہہ کر وہ ایمن کا سکون غارت کر چکا تھا۔ایمن کی گردن جو کہ فخر سے اکڑ چکی تھی وہ پھر سے نڈھال ہو چکی تھی۔

"حدید مہربانی کر کے میری جان بخشو۔ خدا کا واسطہ ہے تمہیں۔ بھائی، بھابی اور ابو میں سے کسی کو پتا چل گیا تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ میرے لیے پہلے ہی بہت مصیبتیں ہیں تم ان میں اضافہ کر کے میری پریشانیاں نہ بڑھاؤ۔" اس کے الفاظ لڑکھڑا رہے تھے شاید وہ رونے کا مشغلہ بھی فرمانے جا رہی تھی۔

"اچھا پلیز اب روؤ تو نا۔ رونے سے ہر چیز ٹھیک نہیں ہو جاتی، بلکہ مسئلے اور پریشانیاں بڑھ جاتے ہیں۔ اور تمہارے رونے سے میں تمہاری جان تو بلکل نہیں بخشنے والا۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں ایمن، اگر تم نے مجھ سے دوری اختیار کی تو میں نزدیکیاں بڑھانے میں وقت نہیں لگاؤں۔ مجھے وصل کا انتظار ہے ہجر کا نہیں۔ اگر تم نہ مانی تو مجھے مرنا بہت پسند ہے۔" اس نے ایمن کو پہلے ہی خبردار کر دیا۔ ایمن کے کان اس کی باتوں پر سائیں سائیں کر رہے تھے۔

"جس وصل کی گھڑی کا تم انتظار کر رہے ہو وہ کبھی نہیں آئے گی۔ ہجر کا دکھ تمہیں سہنا ہو گا۔" کہہ کر اس نے فون کھٹ سے بند کر دیا۔ اور وہاں پر حدید اس کے فون

کھٹ سے بند کرنے پر غصے سے پاگل ہو گیا۔وہ اپنا دماغی توازن ایک دم سے کھو بیٹھا اور دیوار کو نشانہ بناتے ہوئے اپنا فون ایک دم سے پٹخا۔جدید ماڈل کا آئی فون اب زمین پر پڑا اپنی بے قدری پر رو رہا تھا۔وہ چکنا چور ہو چکا تھا حدید کے دل کی طرح۔جس کا اب کسی کو فائدہ نہیں تھا۔

......

گوہر کی بجتی فون بیل نے اسے جگانے پہ مجبور کر دیا۔وہ نیند کی حالت میں اٹھ بیٹھی۔اس نے پہلے سامنے گھڑی کی طرف دیکھا جو کہ صبح کے پانچ بجا رہی تھی۔مرتی کیا نا کرتی اس نے سائڈ ٹیبل پہ سے فون اٹھایا اور سکرین پہ جگمگاتا نمبر دیکھ کر وہ چونک گئی۔ہمنہ کی کال تھی۔کئی وسوسے ایک ساتھ ہی ذہن میں امنڈ آئے۔

”خیریت ہمنہ؟ اتنی صبح صبح کال؟“ آنکھوں کو مسلتی وہ دریافت کرنے لگی۔

”خیر نہیں ہے آپی۔حدید بھائی نے نیند کی گولیاں اتنی زیادہ مقدار میں کھالیں ہیں کہ ہم سب اس وقت ہسپتال میں ہیں۔“ ہمنہ نے جیسے بم پھوڑا تھا۔وہ شدتِ غم سے رو

رہی تھی۔

"یہ......یہ کیا کہہ رہی ہو؟" وہ بے یقین ہوئی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ مرتے مرتے بچے ہیں وہ۔اب آپ بس جلدی سے ملتان آ جائیں۔"

"لیکن اس نے ایسا کیوں کیا؟" عجیب کی سی حالت ہو رہی تھی گوہر کی۔ وہ متذبذب تھی' پریشان تھی۔

"پتا نہیں آپی۔یہ تو اب وہ خود ہی بتا سکتے ہیں۔آپ بس جلدی سے آ جائیں۔" ہچکیوں کے ساتھ کہتی وہ گوہر کا دماغ درست کر گئی۔

"ا......اچھا میں آتی ہوں۔" شور کی وجہ سے فراز بھی آنکھیں مسلتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا؟ کون تھا فون پہ؟"

"فراز! ہمنہ کا فون تھا۔حدید نے نیند کی گولیاں کھا لیں ہیں پتا نہیں کیوں؟" کہتے ہوئے وہ خود بھی رونے لگی۔

"کیا؟......وہ ٹھیک تو ہے نا؟ اس نے گولیاں کیوں کھائیں؟" وہ پریشان ہوا۔

"پتا نہیں۔بس آپ جلدی سے ملتان لے چلیں مجھے۔" وہ رنج میں تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے تم اٹھو اور تیار ہو جاؤ ہم ابھی نکلتے ہیں۔"

گوہر نے اثبات میں سر ہلایا۔اور وہ دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

''ایمن دروازہ اچھی طرح بند کرلو ہم ملتان جارہے ہیں۔ابو اٹھیں تو انہیں بھی بتا دینا۔''وہ آگاہ کررہا تھا جبکہ ایمن متحیر تھی۔

''خیریت بھائی؟اتنی صبح صبح ملتان۔''

''ہونہہ۔حدید نے نیند کی گولیاں کافی زیادہ مقدار میں کھالیں ہیں۔مرتے مرتے بچا ہے۔ہم ہسپتال جارہے ہیں اسی کے پاس۔''فراز متذبذب دکھائی دے رہا تھا۔جبکہ ایمن تو ایک جگہ منجمد ہوگئی تھی۔

''ک...کیا؟لیکن کیوں؟''ہمت مجتمع کرکے اس نے پوچھ ہی لیا۔

''یہ تو وہاں جا کر ہی معلوم ہوگا۔''

''چلو!...فراز۔''گوہر محمل کو گود میں اٹھائے ایک نظر تنفر سے ایمن کو دیکھ کر فراز کی طرف متوجہ ہوئی۔

''ہونہہ!...چلو۔''فراز راہداری کی جانب بڑھ گیا جبکہ گوہر ایمن کے مقابل کھڑی ہوئی۔

''ضرور یہ تمہاری بددعاؤں کا نتیجہ ہے جو میرا بھائی اس حال میں ہے۔پانچ وقت کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نمازیں بھی ضرور اسی لیے پڑھتی ہو گی کہ گوہر کی ساری خوشیاں چھن جائیں۔" کراہت سے ایمن کو دیکھتی وہ راہداری کی طرف بڑھ گئی۔

ایمن ابھی تک بے حس و حرکت اور ساکت کھڑی تھی۔اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔سب کچھ دماغ میں اکٹھا ہو گیا تھا ایک ساتھ اور وہ اپنے قصوروار نہ ہونے کی دلیل خود کو ہی دے رہی تھی۔

راہداری کا دروازہ جب کھٹ سے بند ہو گیا تو وہ ہوش کی دنیا میں پہنچی۔

قدم قدم چلتی وہ دروازے کی طرف بڑھی۔قدم من بھر کے ہو رہے تھے۔کوئی احساس محسوس ہونے سے قاصر تھا سوائے ایک احساس کے۔اسے قصوروار ہونے کے۔

دروازے کو آہستگی سے بند کر کے وہ اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔حدید کے الفاظ ہتھوڑے کی طرح اس کے کانوں میں برسنا شروع ہو چکے تھے۔

(مجھے وصل کا انتظار ہے ہجر کا نہیں۔اگر تم نہ مانی تو مجھے مرنا بہت پسند ہے۔)

وہ کمرے کے دروازے کی چٹخنی چڑھاتی پلٹی اور اپنے بال نوچتے ہوئے بیڈ پہ تقریباً

دھپ سے بیٹھ گئی۔آنکھوں سے اشک بے وجہ ہی بہنے لگے تھے۔

"میرا......میرا کوئی قصور نہیں۔میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔یہ سب...یہ سب اس نے کسی اور وجہ سے کیا ہوگا میری وجہ سے نہیں۔یقیناً اسے کوئی اور پریشانی ہوگی۔"وہ خود کو تسلی دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کررہی تھی لیکن دماغ میں گردش کرتی اس بات کو وہ کیسے جھٹلاتی جو حدید نے اس سے کہی تھی۔

"یااللہ......کوئی اور وجہ ہو جس کی وجہ سے اس نے یہ سب کیا ہو۔یہ میری وجہ سے نہ ہوا ہو بس۔"وہ آنسو پینے کی جدوجہد کرتی لیکن آنسو تو بے اختیار ہوتے ہیں۔باہر نہیں گرتے تو دل پہ گرتے ہیں۔

"یااللہ میں کیا کروں؟کس کے پاس جاؤں؟مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔اگر یہ سب میری وجہ سے ہوا ہوگا تو میں کیا کروں گی۔یااللہ مجھے کوئی راستہ دکھا۔"اللہ سے دعا گو ہوتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یہ......یہ کیا کام دکھایا ہے تم نے۔ باپ کو ذلیل و خوار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تم۔ دل تو کر رہا ہے لگاؤں تمہیں ایک۔" ہسپتال کے بیڈ سے ٹیک لگائے وہ آرام سے باپ کی ڈانٹ کھاتا ان سب کا سکون غارت کیے ہوئے تھا۔

"آخر وجہ کیا تھی؟ نیند کی گولیاں تم نے کھائیں تو کیوں کھائیں؟" زینب جو کب سے بیٹھی رو رہی تھیں تڑپ کر انہوں نے سوال کیا تھا۔

"اوہ پلیز امی! اب آپ کچھ زیادہ ہی جذبات ہو رہی ہیں۔ وہ تو میرے سر میں اتنا کوئی شدید درد ہو رہا تھا کہ میں نے میڈیسن باکس میں سے دیکھے بغیر ہی گولیاں نکال کر نگل لیں۔"

"لیکن تم نے 'گولی' نہیں 'گولیاں' کھائیں تھی۔" راحیل نے اپنا منہ کھولا۔ حدید نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔ راحیل نے بے ساختہ اپنے لب کاٹے۔

"جواب دو راحیل کی بات کا؟" ریاض کا انداز تشویش لیے ہوئے تھے۔ ظاہر سی بات ہے انہیں اپنے عالمِ جھوٹ بیٹے پہ شک تھا۔

''دماغ تو کام ہی نہیں کرتا اس کا۔'' حدید نے راحیل پہ چوٹ کی، راحیل نے خفگی سے اسے گھورا۔ ''ظاہر ہے سر میں درد ہو رہا تھا اور وہ بھی شدید قسم کا۔ میں ہوش میں نہیں تھا، مجھے جلد از جلد سر درد سے چھٹکارا چاہیے تھے، میرے ہاتھ جو لگا میں نے کھا لیا۔''

''لیکن ہمارے گھر میں تو نیند کی گولیاں کوئی بھی استعمال نہیں کرتا۔ تو میڈیسن باکس میں نیند کی گولیاں آئی کہاں سے؟'' راحیل نے سوچتے ہوئے نا سمجھی سے کہا۔ سب لوگ جو تسلی بخش ہونے ہی لگے تھے، راحیل کی بات پہ پھر سے مشکوک ہو کر حدید کو گھورنے لگے۔

حدید نے راحیل کو ایسے گھورا جیسے اگلی بار نیند کی گولیوں کی بجائے اسے ہی کھانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

''کچھ دن پہلے میں ہی لایا تھا۔ رات کو کبھی کبھار نیند نہیں آتی مجھے۔'' ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں وہ اپنا جھوٹا بہانہ سوچ کر بیٹھا ہوتا تھا۔

''ہمیں رتی بھر بھی یقین نہیں ہے تمہاری بات کا۔'' ریاض نے صاف صاف کہہ ہی دیا۔

''تو نہ کریں یقین۔ میں کہہ رہا ہوں کرنے کو؟ آپ لوگوں کی مرضی۔'' کہہ کر وہ منہ پھیر گیا۔

وہ سب بھی خاموش ہو گئے۔ اچانک ہسپتال کے اس کمرے کا دروازہ کھلا اور گوہر محمل کو گود میں تھامے اندر تشریف لائی۔ فراز اس کے پیچھے ہی تھا۔

''کیا ہوا آخر؟ تم ٹھیک تو ہو نا حدید۔ کیا بات ہوئی ہے آخر؟'' سلام دعا کیے بغیر ہی اس نے سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔

حدید نے بااختیار دروازے کی جانب دیکھا۔ کہ شاید 'کوئی اور' بھی آیا ہو۔ اور جس کو نظریں تاکنا چاہتی تھیں وہ تو......وہ تو آئی ہی نہیں تھی۔ وہ مایوس ہو گیا۔

زینب نے ساری روداد گوہر اور فراز کے گوش گزار دی۔ وہ تو خود حیران و پریشان ہو گئے۔ گوہر نے ہلکی سی چپت حدید کی پیٹھ پہ رسید کی۔

''آپی!...'' حدید نے بیزاری دکھائی۔

''بدتمیز!...تمہاری وجہ سے صبح صبح نیند حرام کر کے آئی ہوں میں اپنی۔'' اس نے جیسے جتایا۔

"تومیں نے کہا تھا آنے کو؟نہ آتیں۔دیکھیں میں زندہ ہوں اور آپ کے سامنے ہوں۔بلکل ٹھیک ٹھاک۔"

گوہر کا منہ کھل گیا۔"تمیز نام کی چیز کے بارے میں تو تم جانتے ہی نہیں ہو۔"

"ہاں نہیں جانتا۔جیسے امیّ نے آپ کو نہیں سکھائی مجھے بھی نہیں سکھائی۔"وہ متوازن تھا۔

"توبہ !......دیکھ لیں آپ اپنے بیٹے کو۔ماں کی تربیت پہ شک کر رہا ہے۔"زینب پہلے تو متعجب ہوئیں اور پھر ریاض کو بیچ میں گھسیٹا۔

"صحیح کہہ رہا ہے وہ۔"ریاض،حدید کی بات سے متفق تھے۔ہونا بھی چاہیے تھا۔جس طرح کے ان کے اس بیٹے اور بیٹی کی کرامات تھیں انہیں تو خود شک تھا۔

"تم سب کو تو مجھ سے ہی مسئلہ ہے۔"اب وہ جذباتی ہو گئیں تھی۔اور ان سب نے انہیں ہونے بھی دیا۔ظاہر سی بات ہے وہ ڈرامے کر رہی تھیں۔

”ک......کیا ہوا تھا حدید کو؟“

رات کو جب گوہر اور فراز گھر آئے تو ایمن نے فراز سے دریافت کیا۔ گوہر سے پوچھنا یعنی خود کے پیر پہ کلہاڑی مارنا۔

فراز نے ساری روداد اسے سنا دی۔ جسے سن کر وہ ساکت ہو گئی۔ اسے یقین تھا۔ حدید جھوٹ بول رہا ہے۔

”کیا سچ میں یہی......یہی بات ہے۔ کوئی ایسے کیسے نیند کی گولیاں کھا سکتا ہے۔“ وہ بے یقین تھی۔ اس کی آواز بیٹھ گئی تھی صبح سے رو رو کر۔ اس لیے بولتے ہوئے آواز بھاری ہو رہی تھی۔

”ہونہہ!...ہمیں بھی شک ہے۔ لیکن خیر اب کیا کہہ سکتے ہیں۔ خیر ڈاکٹر نے اسے ڈسچارج کر دیا ہے۔ اب اس کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔“

”جی...ٹھیک۔“ ایمن نے سر اثبات میں ہلایا۔

”یہ...یہ تمہاری آواز کیوں بیٹھی ہوئی ہے؟“ فراز نے عندیہ کیا۔

”وہ......وہ...“ ایمن نے اپنا گلا کھنکار کر صاف کرنے کی کوشش کی۔ ”وہ نامیر اگلا

خراب ہے۔رات کو ٹھنڈا پانی پی لیا تھا شاید اس لیے۔"

"ایسا کرنا تھا گرم پانی میں نمک ڈال کر اس کے غرارے کر لینے تھے۔"فراز نے مفید مشورہ دیا۔

"جی...کیا تھا۔"ایمن کو اپنے ہی جھوٹ پہ شرمندگی ہوئی۔

"ابھی دوبارہ کر کے سونا۔ان شاءاللہ کل تک ٹھیک ہو جائے گا۔"فراز اسے کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ایمن بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں داخل ہوئی تو اس کا فون بج رہا تھا۔دروازے کو لاک کرتی وہ اپنے فون کی جانب بڑھی۔ہاتھ بڑھا کر بیڈ کے پہلو میں بنی سائڈ ٹیبل سے فون اٹھایا۔انجان نمبر سے کال تھی۔

گہرا سانس لے کر اس نے کال اٹھالی۔

"ہیلو!..."اس کی آواز پھر سے بھاری ہو رہی تھی۔

"میرے غم میں روتی رہی ہو کیا؟"فون میں سے حدید کی آواز ابھری۔ایمن ایک

جگہ ساکن ہو گئی۔

"ت......تم !......"لڑکھڑاتی آواز۔

"کیوں ؟...یقین نہیں آرہا کیا۔یا پھر کرنا نہیں چاہتی۔ظاہر ہے تمہاری دلی خواہش ادھوری رہ گئی۔میں بچ جو گیا۔خیر خواہش تو میری بھی ادھوری رہ گئی۔سوچا تھا میں بیمار ہوں گا، مرنے والی حالت میں پڑا ہوں گا تو تم ملنے آؤ گی۔لیکن تم تو آئی ہی نا۔خیر اگلی بار میرے مرنے پہ ضرور آنا۔اس بار تو بچ گیا۔غلطی کر دی۔مجھے نیند کی گولیاں نہیں کھانی چاہیے تھیں بلکہ پستول کی گولیاں کھانی چاہیے تھیں۔پھر شاید تم آجاتی۔پر خیر !...اگلی بار میری موت کی ذمہ دار تم......"کوئی روتے ہوئے سسکا تو حدید کی آواز تھم گئی۔اور پھر وہ آواز دبی دبی آواز سے ہوتی بلند ہونے لگی۔

ایمن زاروقطار رو رہی تھی۔

حدید کے دل کو کچھ ہوا۔وہ رنجیدہ ہوا اور فوراً بیڈ پہ سے اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا؟"

"تمہیں اللہ کا واسطہ ہے حدید میری وجہ سے ایسا ویسا کچھ نہ کرنا۔میرا کیا قصور ہے جو

تم مجھے گناہ گار کرنا چاہتے ہو۔" وہ سسکنے لگی۔ جبکہ حدید کی ہمت مضبوط ہو گئی۔ وہ اس وقت کمزور نہیں پڑنا چاہتا۔ کم از کم اس وقت نہیں۔ یہی تو موقع تھا۔

"تو پھر ایک کام کرو۔ مجھ سے نکاح کر لو۔ مجھے موت سے چھٹکارا مل جائے گا اور تمہیں گناہ گار ہونے سے۔ کیسا؟"

وہ شاید دماغ سے چل گیا تھا۔ ایمن کو قلبی جھٹکا لگا۔

"تم...... تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"جو کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ کل کالج سے چھٹی کے بعد باہر کھڑا میں تمہارا انتظار کروں گا۔ کل ہی ہم نکاح کر لیں گے۔ گھر والوں کو ابھی نہیں بتائیں گے۔ اور اگر تم نہ آئی تو پھر میں کالج کے باہر کھڑا خود کو شوٹ کر دوں گا۔ اور میری موت کی ذمہ دار صرف تم ہو گی۔"

کتنی آسانی سے وہ کہہ رہا تھا۔ ایمن کا دل مانو پھٹنے لگا۔

"ح...... حدید بخش دو مجھے تم۔ اللہ کا واسطہ ہے تمہیں۔ میں کچھ نہیں کر سکتی حدید۔ بھائی اور بھابھی مجھے جان سے مار دیں گے۔ یہ سب...... یہ سب بہت غلط

ہے۔یہ دھوکہ ہے گھر والوں کے ساتھ۔تم گھر والوں سے کہہ کر رشتہ بھجوا دو۔آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

"نہیں ایمن!...گھر والے مان بھی گئے تو مجھے آپی کا پتہ ہے وہ یہ کبھی نہیں ہونے دیں گی۔نکاح کے بعد سب مجبور ہو جائیں گے تمہیں تسلیم کرنے کو۔اب اس کے آگے میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا۔تمہیں کل آنا ہے تو بس آنا ہے۔ورنہ جو ہو گا اس سب کی ذمہ دار تم ہو گی۔"کہہ کر وہ ایمن کی طرح ہی آج فون کھٹ سے بند کر چکا تھا۔

"حد...حدید!...میری...میری بات تو سنو۔"سننے والا کون تھا بھلا وہاں۔کوئی بھی نہیں۔اور جو قسمت میں لکھا تھا اسے کون ٹال سکتا تھا۔

وہ ایک دم سے بے بس ہو گئی۔اس نے حدید کو کئی کالز کیں مگر آگے سے فون سوئچ آف آ رہا تھا۔وہ اپنی ہی بے بسی پہ ایک بار پھر سے رونے لگی۔کتنی لاچار ہو گئی تھی وہ آج۔

۞......۞......۞

وہ کالج سے کچھ فاصلے پہ گاڑی میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔قاضی صاحب بھی اس

کے ساتھ بیٹھے تھے۔ساتھ ہی ایک گاڑی بھی موجود تھی۔گواہان کا بندوبست بھی وہ اچھے سے کر کے آیا تھا۔

آنکھوں پہ سن گلاسز لگائے، سٹئیرنگ پہ ہاتھ رکھے، بار بار گھڑی کو دیکھتا وہ بہت بے چین دکھائی دیتا تھا۔

وہ کالج سے نکلی۔اور آنکھیں گھما کر اِدھر اُدھر تلاشنے لگی۔آنکھوں میں سرخ ابھرتی لکیریں'یقیناً وہ کلاس میں بیٹھی بھی آنسو پیتی رہی تھی۔بہت سوچ بچار کے بعد بھی کوئی راستہ نہ نکلا۔کوئی راستہ نکلتا بھی کیسے۔سارے راستے تو حدید نے بند کر دیے تھے۔اس کی ٹانگیں تقریباً کانپ رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دور اسے حدید کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔مرے مرے لکھڑاتے قدم اٹھاتی وہ گاڑی کی طرف بڑھنے لگی۔آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنے لگے۔ہاں'ایک یہ کام تھا جو وہ کر سکتی تھی۔

حدید نے شیشے میں دیکھا تو وہ اسی کی طرف آ رہی تھی۔اس کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

گاڑی کا دروازہ کھولتی وہ اندر آ بیٹھی۔ آہستہ سے دروازہ بند کرتی وہ خود سے ہی نظریں چرانے پہ مجبور تھی۔ اس کے بیٹھتے ہی حدید نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ دوسری گاڑی بھی ان کے ساتھ ہی نکلی۔

سنسان رستے پہ انہوں نے گاڑی روک دی۔

"قاضی صاحب شروع کریں۔" وہ قاضی کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی ٹھیک۔" انہوں نے اپنا رُخ پیچھے کی جانب کیا۔ حدید اپنی طرف کا دروازہ کھول چکا تھا۔ دوسری گاڑی میں سے چند لڑکے نکل کر ان کی گاڑی کے قریب کھڑے ہو چکے تھے۔ وہ سب ہی افسوس سے اس پاگل عاشق کو دیکھ رہے تھے۔

"ایمن رمضان ولد رانا رمضان شعیب آپ کا نکاح رانا حدید ریاض ولد رانا ریاض شکور سے دس لاکھ سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" قاضی صاحب پوچھ رہے تھے۔ جبکہ وہ آنسو بہاتی گود میں پڑے اپنے ہاتھوں کو گھور رہے تھے۔

"ایمن جواب دو۔" اسے خاموش پا کر وہ بولا۔

ایمن نے نظریں اٹھا کر آنکھوں کا پیالہ بھر کر اسے

دیکھا۔ شکوہ، شکایت، اذیت، تکلیف، رنج سب کچھ تھا ان آنکھوں میں۔ حدید نے

خود ساختہ نظریں چرائیں۔

ایمن نے واپس نظریں جھکا لیں۔

"قبول ہے۔"

قبول و ہجاب کا مرحلہ طے پانے کے بعد قاضی صاحب نے رجسٹر اور قلم ایمن کی

طرف بڑھایا جسے اس نے کانپتے ہاتھوں سے تھام لیا۔ قاضی صاحب نے اشارے سے

اسے دستخط کی جگہ بتائی۔

ایمن نے قلم کو مضبوطی سے تھاما اور کاغذ پہ رکھا۔ دستخط کے لیے جیسے ہی ہاتھ کو

حرکت دی وہ تیزی سے کانپنے لگا۔ آنسو ایک بار پھر سے پلکوں کی باڑ توڑ کر بہہ

نکلے۔ لبوں کو دانتوں میں دبائے ضبط کرتی وہ قلم کاغذ پہ گھسیٹنے لگی۔ کانپتے ہاتھوں کے

ساتھ دستخط آخر کار آڑے ترچھے انداز میں ہو ہی گئے۔

حدید کی طرف سے بھی قبول ہجاب کا مرحلہ طے پایا گیا اور اس کے بعد دعا کروائی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر کو دھکیلتی تیزی کے ساتھ وہاں سے بھاگی۔ منہ پہ ہاتھ رکھے وہ اپنی سسکیاں دبانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔ حدید نے شیشے میں سے جاتے ہوئے اسے دیکھا۔ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

کیا اس نے جو کیا تھا، وہ ٹھیک تھا؟

وہ گھر پہنچی اور اپنے آپ کو سنبھالتی، ٹھیک کرتی بیل پہ ہاتھ رکھا۔ دروازہ فراز نے کھولا تھا۔ ایمن کو تعجب ہوا۔ آج وہ کالج سے جلدی گھر کیسے آ گیا تھا۔ یا پھر وہ آج کالج پڑھانے گیا ہی نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھر میں گوہر کی اونچی اونچی آوازیں گونج رہی تھیں۔ وہ فراز سے ہی گفتگو بحث تھی۔ یا ایسا کہنا ٹھیک ہو گا کہ وہ جھگڑ رہے تھے۔ ایمن نے جلدی سے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا۔ یک دم اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔ اسے پسینے آنے لگے' گلا خشک ہونے لگا۔ وہ کانپنے لگی۔ جیسے کسی کی چوری پکڑی جاتی ہے۔ آنکھوں میں سرخ ابھار واضح تھا۔ لیکن وہاں کوئی اپنے ہوش میں ہوتا تو ہی اس کی آنکھوں میں جھانکتا۔

"آ گئی منحوس... شکر ہے جو آ گئی۔ ورنہ تمہارا کوئی بھروسہ نہیں کسی دن کالج سے ہی بھاگ جاؤ۔ تمہارے جو لین لچھن ہے سب معلوم ہیں مجھے۔" گوہر اپنے الفاظوں سے ماحول میں کڑواہٹ گھول رہی تھی۔ اور نفرت و کراہت لیے ایمن کو گھور رہی تھی۔

"بھا...... بھابھی وہ میں نے......" ایمن کو ایک بار پھر سے رونا آنے لگا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ہوا کیا تھا۔ کیا گوہر کو کچھ معلوم ہو گیا تھا اس کے بارے میں۔

"یہ کیسے بات کر رہی ہو تم ایمن سے۔ دماغ ٹھکانے پہ ہے تمہارا۔ جھگڑا تمہارا اور میرا ہے اس بچاری کو کیوں گھسیٹ رہی ہو بیچ میں۔" فراز نے اسے جھڑکا۔

"او ہیلو!...... اس بلا کے لیے کوئی کمّی ذات کا رشتہ ڈھونڈو اور چلتا کرو یہاں سے۔ میں اور نہیں جھیل سکتی اسے۔ ویسے بھی اس کے لیے اب کسی کمّی ذات کا رشتہ ہی آئے گا کسی شہزادے کا نہیں۔ جب سے اس گھر میں بیاہ کر آئی ہوں اسے ہی جھیل رہی ہوں۔ اس کی اور اس کے باپ کی وجہ سے نہ ہم کہیں گھومنے جا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی زندگی آسانی سے گزار سکتے ہیں۔ اور آخر کماتا ہی کیا ہے فراز۔ تیس ہزار کی تنخواہ میں آخر کس کس کا گزر بس کریں ہم۔ رانیوں کی طرح پلی تھی میں اپنے گھر میں اور اس گھر میں آتے ساتھ ہی نوکرانیوں جیسی زندگی کر دی ہے میری تم لوگوں نے۔ اور

تم ایک عذاب"........

گوہر اس کے آگے کچھ بولتی ماحول میں فراز کے زوردار طمانچے کی آواز گونجی۔

"چٹاخ"...!

گوہر کے مانو دل پہ ضرب لگی تھی۔اسے لگا اس کی انا کو کسی نے تھپڑ مارا ہے۔

"خاموش ہو جاؤ بد تمیز عورت!... تمہیں معلوم بھی ہے کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔اگر میں متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا تو پھر نہ کرتی مجھ سے شادی۔میں نے زبردستی نہیں کہا تھا کہ مجھ سے شادی کرلو۔کسی کو الزام دینے کی بجائے ایک عورت کو اپنا گھر بسانے کی جدوجہد خود کرنی چاہیے۔ناکہ دوسرے افراد کو اس کا قصور وار ٹھہرانا چاہیے۔بن ماں کی بچی پہ ترس نہیں آتا تمہیں۔اور ایمن کا خرچہ میں نہیں ابوّ اٹھاتے ہیں۔الحمدللہ ابھی اس کے ابوّ زندہ ہیں۔اس لیے دوسروں کو الزام دینا بند کرو۔دراصل تم میرے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی۔اور صاف صاف کہو ناکہ اس چھوٹے سے گھر میں گھٹن ہوتی ہے تمہیں اور اپنا محل نما گھر یاد آتا ہے۔"فراز سے بھی برداشت نہ ہوا۔آخر کار اس نے بھی اپنی بھڑاس نکال ہی لی۔آخر وہ کیوں سہتا اپنی بہن کی بے عزتی۔غیرت جاگ اٹھی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن خاموش تماشائی بنی آنسو بہا رہی تھی۔ایک دُکھ کم تھا جو دوسرا بھی آن پہنچا تھا۔اور جسے گوہر کہہ رہی تھی کہ اس کے لیے کسی کمّی ذات کا ہی رشتہ آئے گا اسے کیا معلوم وہ اس کے شہزادے بھائی کی ہی منکوحہ بن چکی ہے۔

بے شک اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔

"جاہل انسان! تم نے مجھے تھپڑ مارا۔مجھے!......" گوہر بے یقینی سے فراز کو دیکھ رہی تھی۔"اور وہ بھی اپنی اس کمّی بہن کے لیے۔" تنفر سے ایک نظر ایمن کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے رکھو اپنی اس بہن کو اپنے پاس۔جا رہی ہوں میں یہاں سے۔ تعلق ہی نہیں رکھنا مجھے تم سے کوئی۔" گوہر نے جلدی سے نیچے زمین پہ کھیلتی محمل کو اٹھایا اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"بھائی!...انہیں روکیں۔وہ جا رہی ہیں۔آپ کو معلوم تو ہے کہ وہ کتنی ضدی ہیں۔واپس کبھی نہیں آئیں گی پھر۔پلیز بھائی۔" ایمن فراز کی کہنی کو زور سے ہلاتے ہوئے اس کی سماجت کرنے لگی۔

"جانے دو ایمن اسے۔شوق پورا کر لینے دو اسے اپنا۔جاتی ہے تو جائے۔دماغ خراب

کیا ہوا ہے ہم سب کا۔" فراز تنفر اور غصے سے کہتا گھر سے باہر نکل گیا۔ایمن بے بسی سے کبھی راہداری کو دیکھتی تو کبھی گوہر کے کمرے کو۔

وہ جلدی سے گوہر کے کمرے کی طرف بھاگی۔

گوہر سامنے بیگ میں کپڑے ڈال کر اپنا سامان باندھ رہی تھی۔

"پلیز بھابھی!...رک جائیں۔بھائی ابھی غصے میں تھے اس لیے انہوں نے ایسا کر دیا۔ورنہ آپ تو جانتی ہیں وہ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔پلیز بھابھی رک جائیں۔" وہ روتے ہوئے منت کر رہی تھی۔لیکن گوہر تو اس کی ایک نہ سن رہی تھی۔

"رکھو اپنے بھائی کو اپنے پاس۔نہ مجھے وہ چاہیے نہ اس کی محبت۔اس نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا ہے 'گوہر پہ۔اب تو وہ منانے بھی آیا تو میں نہیں مانوں گی۔اسے بھی تو پتہ چلے کہ گوہر کے ساتھ بُرے کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ہونہہ۔" گوہر کہتی جا رہی تھی اور ایمن روتے ہوئے اس کے سامنے گڑگڑا رہی تھی۔

اور پھر گوہر نے ایک نہ سنی اور چلی گئی۔ایمن گھر میں یک دم اکیلی ہو گئی۔گھر میں اب کوئی نہ تھا۔ابوّ بھی کام پہ گئے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اشک بہاتی بس روتی ہی چلی گئی۔

سب کچھ یک دم سے جیسے ختم ہو گیا۔زندگی یک دم سے الٹ پلٹ ہو گئی۔تقدیر کے پنےّ اپنی تحریر دوہرا رہے تھے۔اور وہ بے بس ولاچار تھی۔

حال......

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیسی ہیں؟"وہ سٹول پہ بیٹھا ان سے نظریں ملائے بغیر بولا۔راحیل بھی قریب ہی کھڑا تھا۔

زینب ایک دم سے ہچکیاں لے کر رونے لگیں۔اس کا نظریں چرانا،اس کا حال پوچھنا،اس کی آنکھوں کے سوجھے ہوئے پپوٹے جو کہ اس کے رونے کی چغلی کھا رہے تھے'سب کچھ انہیں اندر ہی اندر انہیں کھانے لگا۔اذیت پہنچانے لگا۔

کچھ بھی کہے بغیر انہوں نے آہستہ سے اپنے کانپتے ہاتھ اٹھا کر جوڑ دیے۔۔حدید جیسے

ہی کچھ سمجھا اس کے دل میں ٹیس اٹھی۔اسے قلبی جھٹکا لگا تھا۔

"معاف کر...... کردو میرے بچے۔"ان کے لبوں سے بمشکل الفاظ ادا ہوئے۔

یہ منظر دیکھ کر راحیل کی آنکھوں سے کوئی تر چیز نکلی اور تیزی سے گال پہ بہہ گئی۔راحیل نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر تر گال کو صاف کیا۔وہ جذباتی ہو رہا تھا۔

حدید کی آنکھوں سے بھی جذبات بہہ نکلے۔وہ کچھ دیر چپ رہا اور پھر آہستہ سے اس کے لبوں نے ہلنا شروع کیا۔

"قصور آپ کا نہیں ہے۔قصور میری محبت کا ہے۔"اس نے نظریں اٹھا کر اپنی ماں کی آنکھوں میں جھانکا۔وہ کاٹ دار نظریں۔زینب کے دل کو کچھ ہوا۔"محبت انسان کو در بدر کر کے رول دیتی ہے۔محبت انسان کو بادشاہت کا تاج پہنا کر پیروں تلے روند دیتی ہے۔سارا قصور ہی اس محبت کا ہے۔جینے نہیں دیتی۔اچھے خاصے جیتے ہوئے انسان کو مار کے رکھ دیتی ہے۔"اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا اور کچھ لمحوں کے توقف کے بعد بولا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔میں نے سب کو تکلیف پہنچائی۔آپ کو، بابا کو، آپی کو، اور سب

سے زیادہ ایمن کو۔ معاشرے میں اس کی عزت کی دھجیاں اڑا دیں۔ قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی صرف وہی قصوروار کہلائی گئی۔ کتنا بُرا ہوں میں۔" آخر میں اس کی آواز لڑکھڑائی۔ گلے میں جیسے آنسوؤں کا پھندا اٹکا ہوا تھا۔

"نہیں بچے!... قصور تمہارا نہیں۔ ہم سب کا ہے۔" اس کے قریب سے آواز آئی۔ وہ ریاض تھے۔ راحیل غائب تھا۔ اس کی جگہ اب وہ آ گئے تھے۔ راحیل جا چکا تھا۔

حدید نے چونک کر انہیں دیکھا۔ اور پھر فوراً سے نظریں چرا لیں۔ سب کچھ ایک بار پھر سے یاد آ چکا تھا۔ اب صرف اذیت بچی تھی۔ اسے ان سے نفرت ہو رہی تھی نہ محبت۔ ابھی احترام باقی تھا۔

"ہمیں معاف کر دو بچے!... ہم سے بہت سی غلطیاں ہو گئیں۔ ماں باپ اپنا ہر فرض تو ادا کر لیتے ہیں لیکن اپنی اولاد کو نہیں سمجھ پاتے۔ اس وجہ سے وہ کبھی کبھار بہت سی غلطیاں کر جاتے ہیں۔ ہم بھی تمہیں نہیں سمجھ سکے۔ غلطی ہماری ہے۔ تم کیوں خود کو بُرا کہہ رہے ہو۔" وہ نڈھال کندھوں کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے تھے۔ ہمت نہیں تھی آج اپنی اس اولاد سے مقابلہ کرنے کی۔ ان کی ساری ہمت ان کے بیٹے نے اپنے آنسوؤں کے ساتھ بہا دی تھی۔ وہ اس کے آگے ہار گئے تھے۔ ان کی ضد 'انا' ایمن

کے لیے اپنے بیٹے کی محبت دیکھ کر ہار گئی تھی۔

"ہمیں اپنی غلطی سدھارنے کا ایک موقع چاہیے۔ہم رمضان کے گھر اس کی بیٹی کا رشتہ لے کر جانا چاہتے ہیں۔ہم اسے عزت کے ساتھ رخصت کروا کر لانا چاہتے ہیں۔معاشرے میں جو بے عزتی ہو چکی ہے اس بچی کی 'ہم اسے سود سمیت اس کی عزت لوٹانا چاہتے ہیں۔"

ریاض نے اپنی بات مکمل کر کے حدید کو دیکھا جو کہ بے یقینی سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ایک نظر موڑ کر اس نے اپنی ماں کو دیکھا جو کہ مسکرا رہی تھیں۔

حدید اسی آن اٹھا اور اپنے باپ کے گلے لگ گیا۔ریاض اپنی جگہ منجمد ہو گئے۔ایک جگہ ساکت۔انہیں یاد نہیں پڑتا تھا کہ کبھی حدید نے انہیں اس طرح گلے لگایا ہو۔ان کی آنکھیں بے ساختہ نم ہو گئیں۔انہوں نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی اور حدید کے گرد اپنا حصار قائم کر دیا۔اور ہلکا سا اس کی پشت کو تھپکا۔

"میں......میں بتا نہیں سکتا کہ مجھے کس قدر خوشی ہو رہی ہے۔بلکہ......بلکہ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ یہ آپ کہہ رہے ہیں۔آپ سچ ہی کہہ رہے ہیں نا۔آپ...آپ جائیں گے وہاں۔"

وہ ان سے الگ ہوا اور آنکھوں میں امید لیے انہیں دیکھنے لگا۔اس کے چہرے سے خوشی صاف چھلک رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے کی اذیت کا نام و نشان نہ تھا۔

ریاض کو اس وقت وہ چھوٹا سا حدید لگا جو بچپن میں کسی تحفے کے ملنے پہ انتہائی خوش ہو جایا کرتا تھا۔انہیں اس کا بچپن یاد آ گیا۔وہ چھوٹا سا حدید 'ان سب کا لاڈلا' جس کی ایک فرمائش پہ سارے گھر والے اس پہ نچھاور ہو جایا کرتے تھے۔انہوں نے ہی تو اسے ضدی بنایا تھا۔وہ بہت جھوٹ بولتا تھا' بہت ضدی تھا۔اپنی کرتا تھا کسی کی نہ سنتا تھا۔اس بار وہ پھر اس کی فرمائش پہ نچھاور ہونا چاہتے تھے۔وہ سب بھی اس کی ضد میں پاگل ہونا چاہتے تھے۔

"میں جاؤں گا بچے!..."اس کے سر کا بوسہ لیتے انہوں نے کہا۔

بھلا اولاد کی خوشی سے بڑھ کر بھی تھا ان کے لیے کچھ؟

زندگی میں یہ ہنر بھی آزمانا چاہیے........جنگ کسی اپنے سے ہو تو ہار جانا چاہیے

⟐.........⟐.........⟐

"اتنا کچھ ہو گیا۔ کیسے ؟... یقین نہیں آتا مجھے۔ کیا ایسا حقیقی زندگی میں بھی ہوتا ہے۔" علیزے کو ملال ہوا۔ جبکہ ایمن ایک جگہ ساکن تھی۔ آنکھوں میں نمکین پانی کی آمد ہو چکی تھی۔ آنکھیں بھر آئیں تھیں۔

"ٹینشن نہ لے۔ ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بس جیجو تمہارے ساتھ ہیں تو باقیوں کا کوئی ڈر اور خوف نہیں۔" علیزے نے اسے تسلی دینا چاہی جبکہ ایمن کے دماغ میں کل کا سارا واقعہ گونج گیا۔

"میں بھی یہی سمجھی تھی۔" وہ صرف سوچ ہی سکی۔

علیزہ نے اسے اداس دیکھا تو ایک گہرا سانس لے کر پہلو بدلا اور پھر کہنا شروع کیا۔

"پتہ ہے زندگی ایک ایسے سبق کی طرح ہیں جسے ہم پڑھ کر، سمجھ کر بھی یاد نہیں کر پاتے۔ لیکن پھر بھی ہمیں اس کے امتحانات دینے ہوتے ہیں۔ اللہ ہماری آزمائش لیتا ہے۔ ہر دم پہ، زندگی کے ہر موڑ پہ ہماری آزمائش ہوتی ہے۔ جس کا سامنا ہمیں خوف اور ڈر سے ہی کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ خوف یہ ڈر ہمیں اللہ کی یاد دلاتا ہے۔ ہمارا مالک

ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں نا ہم کہ وہ ہمیں اپنے راستے کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے۔وہ ہمیں مصیبت میں ڈالتا ہے تا کہ دیکھ سکے کہ میرا بندہ مجھے یاد کرتا بھی ہے کہ نہیں۔اور ہم لوگ بھی ایسے ہیں جب مصیبت ہمارے سر پہ کھڑی ہوتی ہے تب ہمیں وہ یاد آتا ہے۔صرف وہی یاد آتا ہے۔سارے راستے ختم ہو جاتے ہیں اور ایک راستہ جو بند نہیں ہوتا وہ ہمارے مالک،ہمارے خالق کا ہے۔وہ ہمیں کبھی مایوس نہیں کرتا۔ہم لوگوں کے سامنے روتے ہیں تو لوگ ہم پہ ہنستے ہیں،ہم پہ افسوس کرتے ہیں۔ہم اس کے سامنے روتے ہیں تو وہ ہنستا نہیں ہے،وہ افسوس نہیں کرتا،وہی تو صحیح سے سنتا ہے،اور پھر ہمیں مصیبت کا حل دکھاتا ہے۔اسے تو اپنے بندے پہ بے حد پیار آتا ہے۔اس پیار کے صدقے وہ اپنے بندے کو اس کی تکلیف سے دُگنی خوشیاں عطا کرتا ہے۔کہ ایک وہی تو ہے کہ ہم چاہے جتنے مرضی گناہ کر لیں وہ ہمارے گناہوں کا پردہ رکھتا ہے۔ہم ایک بار توبہ کرتے ہیں اور عرش پہ سے فرشتے اتر آتے ہیں۔ہمارا مالک ہماری توبہ کے انتظار میں ہوتا ہے۔کہ میرا بندہ توبہ کرے اور میں اسے معاف کر دوں۔وہ کتنی محبت کرتا ہے ہم سے۔ہم کیوں اس کی محبت کی قدر نہیں کرتے؟...اتنی نعمتیں ہونے کے باوجود ہم اس کا شکر کیوں ادا نہیں کرتے؟...ہم تکلیف میں ہوتے ہیں تو کیوں اس سے شکوہ کرتے ہیں؟...ہم

شکوہ کرتے ہوئے اس کی نعمتوں کو کیوں بھول جاتے ہیں؟...اور پھر ہم کہتے ہیں کہ......کہ آخر ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟"

علیزہ نے پلکوں کی جھالر اٹھا کر ایمن کو دیکھا'جو کہ بغیر پلک جھپکائے اسے ہی دیکھ رہی تھی'اس کی بات ہی سن رہی تھی۔

"ہم ناشکرے ہیں علیزے۔انسان تو ہے ہی ناشکر۔ کتنی ناشکری ہوں نا میں۔" کہتے ہوئے ایمن کا گلا رندھ گیا۔

"تو پھر کہتی کیوں نہیں؟"

"کیا؟"ایمن نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"الحمدللہ!"علیزے مسکرائی تو ایمن بھی زخمی سا مسکرا دی۔

الحمدللہ"!

تشکر سے چور لہجے میں کہتی اس نے اپنی اللہ کی محبت کا شکر ادا کیا۔اس کی محبت کے آگے ہر کسی کی محبت بے معنی تھی۔

کہ پھر محبت تو خدا کو ہے ہم سے سچی

"یہ...... یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ لوگ۔آپ سب ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔یہ سب جانتے ہوئے بھی کہ مجھے اس لڑکی سے کتنی شدید نفرت ہے'آپ سب اس کے گھر رشتہ لینے جائیں گے۔میں یہ ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔اپنی بے عزتی میں آج تک نہیں بھولی۔اور اگر وہ ڈائن،بد کردار اس گھر میں آگئی تو میں بتا رہی ہوں میں جینا حرام کر دوں گی اس لڑکی کا۔"

وہ سب اس وقت لاؤنج میں تھے۔اور کل ایمن کی طرف جانے کا پروگرام بنا رہے تھے'جب گوہر یہ سن کر چونکی اور اپنی ساری بھڑاس نکالنے لگی۔

"منکوحہ ہے وہ میری۔آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس کے بارے میں ایسے گھٹیا الفاظ استعمال کریں۔اگر میں آپ ہی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کروں تو۔"حدید فوراً سے بھڑک اٹھا۔وہ برداشت کرتا تھا بھلا۔

"اپنی آواز نیچی رکھو حدید! بڑی ہوں میں تم سے۔" گوہر کو غصہ آیا۔

"تو میں کیا کروں۔ بڑی ہیں تو مطلب جو کہیں گی میں آرام سے سن لوں گا۔ اور ویسے آپ کو کون سا تمیز ہے۔ آپ نے فراز بھائی کے ساتھ اپنے تعلق کون سا استوار رکھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ سب کو اپنے جیسا سمجھتی ہیں تو غلط سمجھتی ہیں۔ ہر کوئی آپ کے جیسا بد تمیز، جاہل نہیں ہوتا۔" حدید نے 'جیسے کو تیسا' کیا۔ گوہر تو اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر سکتے میں ہی رہ گئی۔ اور پھر لال بھبھوتا چہرہ لیے اپنے ماں باپ کی طرف متوجہ ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھا آپ سب نے۔ کس طرح یہ مجھ اسے 'اپنی بڑی بہن سے بد تمیزی "......

"ٹھیک کہہ رہا ہے وہ گوہر!... تم جیسا بد تمیز اور جاہل بھی کوئی ہو گا اس دنیا میں۔ اپنی خوشیوں کا خیال نہیں تو کم از کم اپنے بھائی کی خوشیاں کا ہی سوچ لو۔ یہ نا ہو کہ اپنی ضد اور انا کی وجہ سے تم اپنے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی زندگی بھی تباہ کر دو۔" ریاض نے اس کی بات کو ٹوک کر خود بھی فوراً سے اسے جھڑک دیا۔ گوہر نے تعجب سے اپنے باپ کو دیکھا۔ پھر اپنی نظروں کا رُخ اپنی ماں کی طرف کیا جس نے اس کے دیکھتے ہیں فوراً سے اپنی نظریں موڑ لیں۔ جیسے وہ گوہر سے بات ہی نہ کرنا چاہتی ہوں اس موضوع

پہ۔گوہر نے بے بسی سے ایک نظر راحیل کو دیکھا جو کہ اس کے دیکھتے ہی فوراً سے ادھر اُدھر نظریں گھمائے سیٹیاں بجانے لگا۔

حدید گوہر کو دیکھ کر شرارت سے مسکرایا۔گوہر نے بھی اسے دیکھا۔اچانک ہی بے بسی سے گوہر کی آنکھوں میں ڈھیروآنسو سمٹ آئے اور پھر وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

حدید کی مسکراہٹ سمٹی۔وہ اسے دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مجبور تھا۔دل کے ہاتھوں۔

....

ایمن اپنے کمرے میں تھی جب دھاڑ کے ساتھ دروازہ کھلا اور فراز ہاتھ میں کچھ کاغذات لیے کمرے میں داخل ہوا۔

"ایمن!..."فراز نے بے چینی سے اسے پکارا۔

"جی بھائی"...!

"عدالت سے نوٹس آیا ہے۔حدید اپنا کیس ختم کر رہا ہے۔"

"کیا؟...یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"ایمن حد سے زیادہ بھونچکی۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں میں ایمن! یہ نوٹس چیک کرو۔" فراز نے اپنے ہاتھ میں موجود نوٹس اس کی طرف بڑھایا۔ "اس نے تمہیں اپنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کے گھر والے راضی ہو گئے ہیں۔" فراز نے یک دم جیسے دھماکہ کیا۔

ایمن بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اس نوٹس کو دیکھ رہی تھی۔

اچانک دروازے پہ بیل ہوئی۔

"میں دیکھ کر آتا ہوں کہ کون ہے۔" فراز حیران و پریشان سا باہر نکل گیا۔ جبکہ ایمن تو اپنی جگہ برف بن چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

......

حدید گوہر کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ مخمل کو پڑھانے میں مصروف تھی۔

حدید نے ہلکا سا دروازہ بجایا تو گوہر نے اسے دیکھا اور بے رخی سے نظریں موڑ لیں۔

"اسلام علیکم!" حدید نے سلام کیا اور قدم قدم چلتا کمرے کے کونے میں موجود صوفے پہ بیٹھ گیا۔ گوہر نے سلام کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔

"ہم جا رہے ہیں ایمن کے گھر۔ کیا آپ بھی چلیں گی؟" حدید سید ھا مدعے کی بات پہ

آیا۔

"کیا یہ سوال پوچھنے کی ضرورت ہے تمہیں؟" گوہر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ حدید کے چہرے پہ مبہم سی مسکراہت پھیل گئی۔

"آپ میرے ساتھ چل رہیں ہیں بس۔ میں آپ سے پوچھنے نہیں بتانے آیا ہوں۔ اور میں آپ کی آج ایک نہیں سنو گا۔ جلدی سے تیار ہوں ہم آپ کا انتظار کر رہیں ہیں۔ اگر آپ نہ آئیں تو میں سمجھوں گا کہ آپ کو کبھی مجھ سے محبت ہی نہیں تھی۔" حدید فوراً سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "آپ کو ہم دونوں میں موجود رشتے کا واسطہ ہے۔ مجھے مایوس نہ کیجیے گا۔"

کہتے ساتھ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔

....

فراز نے دروازہ کھولا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ بلکل شاکڈ۔ سامنے ہی حدید 'راحیل' اور اس کے ساس سسُر کھڑے تھے۔ وہ تو ہوش و حواس باختہ ہو گیا۔ اس کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔

"اندر آنے کا نہیں کہیں گے سالے صاحب؟" حدید نے شوخ لہجے میں کہا تو فراز کی سوچوں کا تسلسل بھی ٹوٹا۔

"جی...... آیئے اندر۔" فراز نے انہیں راستہ دیا۔ تو وہ سب سلام کرتے اندر داخل ہو گئے۔ فراز دروازہ بند کرنے ہی لگا تھا کہ چونکا۔ سامنے ہی گوہر 'احمد کو گود میں اٹھائے اور محمل کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔ اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور وہ بہت بے چین تھی۔ فراز کی تو تعجب سے بھویں چڑھ گئیں۔ پھر آہستہ سے راستے سے ہٹا اور گوہر کو اندر آنے کا راستہ پیش کی۔ گوہر ہچکچاتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ محمل جلدی سے فراز کی طرف بڑھی۔

"بابا!..." وہ اپنی معصوم آواز میں کہتی فراز کی ٹانگوں سے چمٹ چکی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے فراز کی آنکھیں لباب پانیوں سے بھر گئیں۔ اس نے جلدی سے آنسوں کو پیچھے کی طرف دھکیلا اور محمل کو گود میں اٹھا لیا۔

"کیسا ہے میرا بچہ؟" اس کے دونوں گال چومتے وہ خوشگوار حالت میں آچکا تھا۔

"مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے۔ میں اب سے ادھر ہی رہوں گی۔ مجھے واپس نانو کے گھر نہیں جانا۔" وہ آس اور امید لیے اپنے باہ سے کہہ رہی تھی۔

"بلکل میرا بچہ۔ چلو اب اندر چلتے ہیں۔ سب انتظار کر رہے ہوں گے۔" فراز نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسے اسی طرح گود میں اٹھائے وہ بھی دروازہ بند کرتا اندر داخل ہو گیا۔ فراز نے انہیں لاؤنج کے صوفوں پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا جو کہ ابھی تک کھڑے تھے۔ وہ سب بھی تکلف سے بیٹھ گئے۔ فراز بھی محمل کو صوفے پہ ساتھ لیے بیٹھ گیا۔

وہ سب ابھی خاموش اور چپ چاپ بیٹھے تھے جب ایمن اپنے کمرے سے باہر نکلی۔ اس کی حیرات عروج پہ تھی جب اس نے ان سب کو دیکھا۔ وہ متعجب تھی۔ آنکھیں ایک دم ضبط سے لال ہونے لگیں۔ وہ عجیب سی کشمکش میں مبتلا تھی۔

حدید نے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس کا محبوب اس کے سامنے تھا۔ اسے بے جا اس پہ پیار آیا۔

"آؤ ایمن!...... میرے پاس بیٹھو۔" زینب کے منہ سے تو مانو شہد ٹپک رہا تھا۔ ایمن کو ذرا بھی ایسی امید نہیں تھی زینب سے۔ کم از کم اپنی اس ساس سے نہیں۔

"بیٹھو بچے۔" ریاض نے کہا تو وہ ہچکچاتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ حدید کو ایک

نظر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔حالانکہ وہ جانتی تھی'اس کی نظروں کا مرکز صرف وہی تھی۔

"رمضان گھر پہ نہیں ہے کیا؟"ریاض نے فراز سے دریافت کیا۔

"جی وہ......زمینوں پہ گئے ہیں۔بس ابھی آتے ہی ہوں گے۔"فراز کے کہنے کی دیر تھی کہ دروازے کی بیل بجی۔"ضرور ابّو ہی ہوں گے۔میں دیکھتا ہوں۔"

محمل کو صوفے پہ بٹھا کر وہ اٹھا اور راہداری سے گزرتا دروازے تک پہنچا۔وہ سب اپنی جگہ خاموش بیٹھے تھے۔فراز'رمضان کو دروازے پہ ہی سب کچھ بتا چکا تھا۔اس لیے وہ ذہنی طور پہ تیار ہو گئے تھے۔

اندر داخل ہوتے انہوں نے سب سے سلام کیا اور فراز کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھ گئے۔

"ہم سب آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے رمضان صاحب۔"ریاض نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"جی'کہیے!کیسے آنا ہوا؟"

ایمن کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔ معلوم نہیں اسے کیسے کیسے الہام اٹھ رہے تھے۔ جبکہ حدید پر جوش تھا۔ وہ جلد از جلد چاہتا تھا کہ ریاض 'رمضان سے بات کرلے۔

"جی جیسا کہ آپ کو پتا ہے۔ ہمارا تعلق بہت گہرا رہا ہے 'لیکن کچھ غلط فہمیوں اور پریشانیوں کی وجہ سے ان میں دراڑ آگئی تھی۔ پہلے گوہر کا سسرال چھوڑ کر میکے آجانا 'سب کے لیے پریشانی کا باعث بنا۔ اس کے بعد ایمن اور حدید کے نکاح کا معلوم ہونا۔ ان سب چیزوں نے بہت سی غلط فہمیاں اور دراڑیں پیدا کر دیں ہمارے رشتے کے درمیان۔ لیکن اب......اب ہم سب ایمن کو اپنانا چاہتے ہیں۔ ہم سب اسے عزت کے ساتھ رخصت کروا کر لے کر جانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹی کی ذمہ داری ہمارے بیٹے کو دے دیں۔" کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

رمضان نے سر ہلایا اور کچھ دیر خاموشی اور سوچ بچار کے بعد بولے۔

"اور پھر گوہر اور فراز 'ان کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ نے؟"

"ہم نے یہ گوہر کے اوپر چھوڑ دیا ہے کہ وہ فراز کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرنا چاہتی ہے یا خلع لینا چاہتی ہے۔ اور آج ہم گوہر کا نہیں حدید اور ایمن کا فیصلہ کرنے آئیں ہیں۔ گوہر کے فیصلوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔"

گوہر کے اندر چھناک سے جیسے کچھ ٹوٹا۔

"ہمیں کوئی بھی اعتراض نہیں۔ ویسے بھی ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔ رخصتی آپ لوگ طے کر لیں کہ کب کرنی ہے۔" رمضان نے اپنی طرف سے اجازت دے دی۔

ایمن تو مکمل سناٹے میں بیٹھی تھی' نظریں جھکائے خاموش۔ اسے تو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے اور وہ ابھی اٹھ جائے گی اور یہ خوبصورت خواب ٹوٹ بھی جائے گا۔ اگر یہ کوئی خواب تھا تو وہ اس میں رہنا چاہتی تھی۔ اگر یہ حقیقت تھی تو وہ بے یقین تھی۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ اگلے مہینے کی پندرہ تاریخ کو رکھ لیتے ہیں رخصتی۔ شادی ہم دھوم دھام سے ہی کریں گے ساری رسومات وغیرہ کے ساتھ۔" ریاض نے اگلا لائحہ عمل پیش کیا۔

"جی مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔" رمضان نے کہا تو ریاض خوشی سے مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ رمضان بھی اٹھ گئے۔ وہ دونوں خوشگوار موڈ میں ایک دوسرے کے گلے لگے اور ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کی۔

"میں...... میں گاڑی سے مٹھائی لے کر آتا ہوں۔" راحیل خوشی سے دندناتا ہوا باہر

کی جانب بڑھ گیا۔جب کہ ان سب کا فلک کو چیرتا ہوا قہقہہ گونجا۔

راحیل باہر سے مٹھائی لایا تو زینب نے گوہر کو اٹھ کر مٹھائی نکالنے اور چائے بنان کا حکم نامہ جاری کیا۔گوہر اٹھنے ہی لگی تھی کہ ایمن ہڑبڑاہٹ میں خود اٹھ گئی۔

"میں لے کر آتی ہوں۔آپ تکلف نہ کریں۔"ایمن کو شرم آرہی تھی اس لیے بھی وہ وہاں سے جانا چاہتی تھی۔اور گوہر اٹھ کر مٹھائی لائے اور بعد میں اسے کوئی طعنہ دے یہ بھی اسے منظور نہ تھا۔

"اس کا گھر ہی ہے وہ لے آئے گی۔اب یہ تمہارا گھر نہیں رہا۔"زینب مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولیں تو ایمن کو شرمندگی ہوئی۔گوہر احمد کو زینب کے ہاتھ میں تھماتی کچن کی جانب بڑھ گئی جبکہ فراز بھی جھٹ سے کھڑا ہو گیا۔

"میں بھی دیکھ کر آتا ہوں اسے۔میں اسے بتادوں گا کہ کہاں کون سی چیز پڑی ہے۔"ان میں سے کسی کی سنے بغیر وہ بھی کچن کی طرف بڑھ گیا۔

ان سب لوگوں دبی مسکراہٹ کے ساتھ ایک دوسرے سے نظریں چرائیں۔

"آہم...آہم..."حدید نے گلا کھنکارا تو وہ سب بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے۔"کیا

میں بھی ایمن سے کچھ بات کرلوں؟" وہ پوچھ رہا تھا جبکہ ایمن کا دل چاہا اپنا سر شرم سے دیوار میں مار لے۔اس بے شرم کو تو شرم آنی ہی نہیں تھی کبھی۔سب لوگوں کے چہرے پہ ایک دفعہ پھر سے دبی دبی مسکراہٹ گردش کرنے لگی۔

بے اختیار ایمن کے لب ہلکے سے وا ہوئے اور بغیر آواز ہلے۔"بد تمیز"!

"ہاں ضرور۔ہمیں کوئی مسئلہ نہیں۔ویسے بھی تمہاری منکوحہ ہے۔"ریاض کے کہنے کی دیر تھی اور وہ صدا کا بے شرم،بد تمیز اٹھ کھڑا ہوا اور ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر ایمن کا بازو تھام کر اسے صوفے پہ سے کھڑا کر کے تقریباً گھسیٹتا ہوا وہاں سے لے گیا۔ایمن تو شرم سے زمین میں گڑھ جانے کو تھی۔جبکہ پیچھے ریاض اور زینب بھی اس کی اس حرکت پہ شرم سے زمین میں سمانے کو تھے۔راحیل نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا۔

....

"یہ چینی ہے، یہ پتّی ہے، دودھ فرج میں پڑا ہے اور چائے بنانے کے لیے برتن وغیرہ

یہاں پڑے ہیں۔ جلدی جلدی سے چائے بناؤ میں یہیں کھڑا ہوں تب تک۔" وہ اسے ایسے ہدایت دے رہا تھا جیسے وہ اسے جانتا ہی نہ ہو۔اس نے عرصہ گزارا تھا اس کے گھر میں 'کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ کون سی چیز کہاں پڑی ہے۔

فراز نے اس کے ہاتھ سے مٹھائی کا ڈبہ چھینا اور پلیٹ میں مٹھائی نکالنے لگا۔ گوہر کو اس کی لاتعلقی بُری لگ رہی تھی۔اس کے دل کو کچھ ہونے لگا۔ مرے قدموں سے وہ چائے بنانے لگی۔ لیکن گلے میں مانو جیسے آنسوؤں کا پھندا پھنس چکا تھا۔آنسو پیتی' دل پہ پتھر رکھے وہ چائے بناتے ہوئے کنکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی جو کہ شیلف میں سے کپ وغیرہ نکال کر سامنے کاؤنٹر پہ رکھ رہا تھا۔

"کیسے ہو؟" دل پہ جبر رکھے گوہر نے اس کی خیریت معلوم کرنا چاہی۔ فراز نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیسا ہونا چاہیے مجھے 'تمہارے سامنے ہوں' دیکھ لو۔ جس کی ساری خوشیاں تم جیسی عورت چھین لے وہ بھلا کیسا ہو سکتا ہے۔ مجھے اپنی ہی اولاد سے بات کیے عرصہ ہو گیا۔اپنی دوسری اولاد کو گود میں اٹھانے کے لیے ترس گیا لیکن تم نے اس کا دیدار بھی کروانا ضروری نہ سمجھا۔ میں اتنا بُرا باپ تو نہ تھا۔" سپاٹ چہرے کے ساتھ اس پہ

طنز کے تیر چلاتا وہ فرج سے دودھ نکالنے لگا۔ وہ خاموش تھی۔ کچھ بولنے کو بچا ہی نہ تھا۔

فراز نے ابلتی چائے میں دودھ ڈالا تو گوہر ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑا تھا۔ وہ اسے چھونے اور دیکھنے سے مکمل گریز کیے ہوئے تھا۔ چائے جیسے ہی تیار ہوئی گوہر نے ڈگمگاہٹ میں جلدی سے گرم، تپتے ہوئے پتیلے کو ہاتھ سے اٹھانے کی کوشش کی اور بے احتیاطی میں ہاتھ جل گیا۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

"سس!..."وہ سسک اٹھی'فراز جو کہ مکمل اسے نظر انداز کیے ہوئے تھا اس کے سسکنے پہ جھٹ سے اس کی جانب دیکھا۔

"اوہ شٹ!..."اس کے جلے ہوئے ہاتھ دیکھ کر وہ فوراً سے اس کی جانب بڑھا اور اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"پاگل ہو کیا؟ پتا نہیں ہے پتیلا گرم ہے'پھر ہاتھ کیوں لگایا۔"وہ متفکر تھا۔گوہر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ہاتھوں کی جلن کی وجہ سے نہیں'فراز کی فکر کی وجہ سے۔وہ اسے کچھ ہی لمحوں میں پاگل کیے دے رہا تھا۔اسے یاد تھا جب سے وہ اپنے میکے گئی تھی کئی بار اسی طرح اپنا ہاتھ جلا چکی تھی۔امی کو بتاتی تو وہ اس کی بات پہ غور و فکر کیے بغیر ہی اسے'دوائی کہاں رکھی ہے'وہ جگہ بتا دیا کرتی تھی۔اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ جو فکر مجازی خدا کرتا ہے ویسی فکر تو کوئی اپنا بھی نہیں کرتا۔

"میں ٹھیک ہوں۔مجھے جلن نہیں ہو رہی۔"بے ساختہ وہ کہہ اٹھی۔

"ایسے کیسے نہیں ہو رہی۔پتا ہے پچھلے مہینے میرا بھی ہاتھ جلا تھا بہت جلن ہوئی تھی۔"فراز نے اس کے ہاتھ چھوڑے اور کچن کاؤنٹر کی دراز سے ایک ٹیوب نکال کر واپس سے اس کی جانب مڑا۔

"تمہارا......تمہارا ہاتھ کیوں جلا تھا؟" وہ ایک دم سے بے چین ہو گئی۔

"میری کالج سے چھٹی تھی اور ایمن سکول گئی ہوئی تھی۔ مجھے چائے کی طلب ہو رہی تھی اس لیے چائے بنانے کے بعد ایسے ہی گرم پتیلے کو ہاتھ لگا لیا تھا۔ بس پھر کیا تھا ہاتھ جل گیا۔" اسے پتا ہی نہ چلا اور وہ سب کچھ بھلائے گوہر سے گفتگو بحث تھا۔ گوہر کو اس پہ ترس آیا۔ جب ایمن چلی جائے گی تو پھر وہ اپنا خیال کیسے رکھے گا۔ گوہر کے دل میں خیال آیا۔

فراز نے جلدی سے ٹیوب کھولی اور آہستہ سے اس کے ہاتھ پہ کریم لگانے لگا۔

گوہر کو اب اپنا درد بھول چکا تھا اور ایک نئی فکر نے آن گھیرا تھا۔ کیا وہ دوسری شادی کر لے گا؟ گوہر کے دل میں پتہ نہیں کیسے کیسے الہام اٹھ رہے تھے۔

وہ کریم لگا کر فارغ ہوا اور پتیلے میں سے چائے نکال کر کپ میں انڈیلنے لگا۔ ساری چیزوں کو اچھے طریقے سے ٹرے میں سجا کر وہ کوئی سگھڑ شوہر لگ رہا تھا۔ گوہر کو ایک دم سے ہنسی آئی۔

"تم کیوں ہنس رہی ہو؟" فراز نے اسے ہنستے دیکھا تو چنبھے سے پوچھ بیٹھا۔

"کچھ نہیں۔بس دیکھ رہی تھی کہ کتنے سگھڑ ہو گئے ہو تم۔"

"اگر اپنے بچوں کی فکر نہ ہوتی تو کب سے تمہیں طلاق دے کر دوسری شادی کر چکا ہوتا۔" بے رخی سے کہتا' ہاتھ میں ٹرے لیے وہ کچن سے نکل گیا۔ گوہر کا دل ایک بار پھر سے بھر آیا۔

اپنے آپ کو سنبھالتی وہ خود بھی مردہ قدم اٹھاتی کچن سے باہر نکل آئی۔

......۞......۞۞

"بد تمیز، جاہل آدمی چھوڑو میرا ہاتھ۔" وہ ایمن کو لیے چھت پہ آ چکا تھا جب اس نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا۔

"شرم نہیں آتی تمہیں۔اپنے منکوح سے کوئی ایسے بات کرتا ہے کیا؟" وہ صدا کا بے شرم ایمن سے پوچھ رہا تھا کہ اس کو شرم نہیں آتی۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے ہاں؟ اور مجھے تم سے کوئی شادی وادی نہیں کرنی۔ جو تم نے میرے ساتھ اس دن عدالت میں کیا تھا بھولی نہیں ہوں میں۔" انگلی اٹھا کر اسے جتایا گیا۔ حدید نے وہی انگلی پیار سے تھام لی اور چہرے پہ شرارتی مسکان لیے اسے ایک

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دم سے اپنی جانب کھینچا۔ایمن کسی کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے لگ گئی۔حدید نے اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر دیا۔ایمن مچلنے لگی۔

"چھوڑو مجھے۔تمیز نہیں ہے تمہیں۔" وہ شرم سے لال سرخ ہو رہی تھی۔حدید کو اس کا گلنار چہرہ دیکھ کر ایک دم سے اس پہ پیار آیا اور پھر اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھ دیے۔

ایمن کا مانو سارا خون ہی چہرے پہ سمٹ آیا۔حدید نے دلچسپی سے یہ منظر دیکھا۔

"میں......سب کو جا کر نیچے بتاؤں گی کہ تم میرے ساتھ بد تمیزی کر رہے تھے۔" اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی ایک ناکام کوشش کی گئی۔

"میاں بیوی کی پرائیویٹ باتیں کسی اور کو نہیں بتاتے پاگل۔" اس کے سر پہ ہلکی سی چپت لگا کر اسے صلاح دی گئی پھر اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا گیا۔

"کتنے گندے ہو تم۔" اسے دیکھ کر وہ شرم سے بولی۔

"اچھا اچھا!......!" تمیز سے سر اثبات میں ہلایا گیا۔اسے تمیز بھی تب ہی آتی تھی جب اسے کوئی بُرے القابات سے نوازتا تھا۔

"دیکھو!... مجھ سے بلکل بھی فری ہونے کی کوشش مت کرو۔ جو تم نے اس دن عدالت میں میرے ساتھ کیا میں بھولی نہیں ہوں۔ تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھے جھوٹی تسلیاں دینے کے بعد دُکھ دو گے اور میں تمہیں آسانی سے معاف کر کے تمہارے ساتھ آگے بڑھ جاؤں گی تو تم غلط ہو۔" آنکھوں میں لباب پانی لیے وہ سے شکوہ کر رہی تھی۔

حدید نے آہستہ سے اس کے دونوں ہاتھ تھامے اور اپنے لبوں سے لگا لیے۔ پھر انہیں لبوں کے راستے آنکھوں کے لمس سے روشناس کروایا۔

"سوری!......ہر اس تکلیف کے لیے جو میری وجہ سے تمہیں ہوئی۔ میں اس کا کفارہ تو ادا نہیں کر سکتا لیکن میں تمہیں ساری زندگی خوش رکھ کر ان تکلیفوں پہ مرہم رکھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم مجھے یہ موقع دو گی؟" آنکھوں میں جذبات کا سمندر لیے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ ایمن لب بھینچے آنسو پینے کی جدوجہد کر رہی تھی۔

حدید اسی طرح ہاتھ تھامے نیچے جھکا اور اپنا ایک گھٹنا زمین پہ رکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا' پھر آہستہ سے بولا۔

"Will you marry me?"

وہ بہت امید لیے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔

"No."

ایمن نم آنکھوں کے ساتھ کہتی ہنس دی۔حدید پہلے تو چونکا پھر چہرہ نیچے کی طرف جھکا کر اپنی ہنسی ضبط کرنے کی سعی کرتے مصنوعی غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایسے کیسے نو؟راجپوت ہوں 'اسلحے کی چھاؤں میں بیاہ کر لاؤں گا تمہیں۔اس کے لیے تم چاہے مانو یا نہ مانو۔"اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہتا وہ جا تا گیا۔

ایمن مبہم سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھنے لگی۔

"بد تمیز"...!

یہ کب کہتی ہوں تم میرے گلے کا ہار ہو جاؤ

وہیں سے لوٹ جانا جہاں تم بے زار ہو جاؤ

ملاقاتوں میں وقفہ ہونا اس لیے ضروری ہے

کہ تم اک دن جدائی کے لیے تیار ہو جاؤ

بہت جلد سمجھ میں آنے لگتے ہو زمانے کو

بہت آسان ہو تھوڑے بہت دشوار ہو جاؤ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

بلا کی دھوپ سے آئی ہوں میرا حال دیکھو

بس اب ایسا کرو تم سایۂ دیوار ہو جاؤ

ابھی پڑھنے کے دن ہیں لکھ بھی لینا حالِ دل

مگر لکھنا تب جب لائقِ اظہار ہو جاؤ

)پروین شاکر(

⟐.........⟐.........⟐

وہ سب اب جانے ہی والے تھے۔ان کی واپسی کا وقت ہو گیا تھا۔سب لوگ لوؤنج میں اکٹھے تھے۔

"میں نہیں جاؤں گی۔میں بابا کے پاس رہوں گی۔" محمل فراز کی ٹانگوں کے ساتھ چپکی 'گوہر کے ساتھ واپسی سے انکاری تھی۔

"چلو محمل بچے!....ہم پھر سے تمہارے بابا کے پاس آجائیں گے تمہیں ملوانے کے لیے۔"زینب نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔مجھے پتا ہے ماما اب مجھے کبھی بھی بابا کے پاس واپس نہیں لائیں گی۔میں نہیں جاؤں گی۔" محمل اپنی ضد پہ اٹل تھی۔فراز خاموش تھا۔وہ خود چاہتا تھا کہ محمل اس کے پاس رہے۔

"محمل شونا!......ہم پھر آجائیں گے۔اب چلو۔"راحیل نے اسے پیچھے کی طرف کھینچنا چاہا جبکہ محمل نے اپنی پوری طاقت سے فراز کی ٹانگوں کو دبوچا ہوا تھا۔

"نہیں میں نہیں جاؤں گی۔ بابامیں نے نہیں جانا مجھے آپ کے پاس رہنا ہے۔" اب تو محمل کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو بھی آچکے تھے۔

حدید نے ایک نظر گوہر کو دیکھا جو خاموش کھڑی تھی اور بار بار اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو چٹخارہی تھی۔ گوہر کی بے چینی دیکھ کر حدید کے لبوں میں مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ خود بھی آگے بڑھا اور ایک دم سے فراز کی ٹانگوں سے جکڑی محمل کو کھینچ کر اپنی گود میں لیا۔

فراز سے الگ ہونے کی دیر تھی کہ محمل نے زور و شور سے چیخنا' چلانا اور رونا شروع کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"محمل ایسے نہیں کرتے بیٹا۔اب تم باباکے ساتھ کبھی بھی نہیں رہوں گی۔ تمہاری ماما کو تنگی ہوتی ہے اس گھر میں۔ایک تیس ہزار کمانے والے شوہر کے ساتھ ان کا گزارا نہیں ہوتا' کیونکہ اب وہ محلوں میں رہنے کی عادی ہو چکی ہیں۔" حدید کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر تقریباً سب نے ہی اسے تعجب انگیز نگاہوں سے دیکھا تھا۔انہیں حدید سے بلکل بھی ایسے الفاظوں کی امید نہ تھی۔ گوہر کا تو دل مانو کٹ کے رہ گیا۔ وہ اسی کے الفاظ اس کے منہ پہ مار رہا تھا۔

"حدید!......"گوہر کی آواز میں تنبیہ تھی۔

"کیوں؟...کیا یہ آپ کے الفاظ نہیں ہیں؟اب چلیں یہاں سے میں اور تماشہ نہیں کرنا چاہتا۔آپ نے ویسے تو رہنا نہیں یہاں پہ۔کیونکہ آپ کو محلوں میں رہنے کی عادت ہو چکی ہے۔"ابرو اٹھا کر وہ کہتا سب کو حیران کر گیا۔فراز تو خود سے بھی نظریں چرانے پہ مجبور تھا۔آنکھیں ضبط سے مانو لال سرخ ہو رہی تھیں۔ محمل کو رونا اور چلانا جاری تھا۔حدید محمل کو لیے باہر کی جانب بڑھ گیا۔باقی سب بھی شرمندگی سے اس کی پیچھے چل دیے۔

ریاض گھر جا کر اس کی اچھے سے خبر لینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ایمن کا بھی یہی پروگرام تھا۔وہ فون پہ اس کی اچھی بیستی کرنے کا ارادہ کر چکی تھی۔

گوہر بھی مرے قدموں سے ان سب کے پیچھے چل دی۔وہ فراز پہ ایک آخری نظر ڈالنا نہیں بھولی تھی جو بے بسی سے بے حس و حرکت اور بے جان کھڑا تھا۔اچانک فراز نے نظریں اٹھائیں اور دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں۔

یہی وہ لمحہ تھا جب گوہر کا دل بدل گیا۔اسے اپنا فیصلہ آسان لگنے لگا۔وہ فراز کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔

فراز نے بے رخی سے نظریں پھیر لیں۔اسے لگا وہ اس کے حال پہ ہنس رہی ہے۔

وہ سب جا چکے تھے۔فراز اپنے بستہ قدموں سے دروازہ بند کر کے مڑا ہی تھا کہ بیل پھر سے بجی۔ایمن بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی'کیا تھا جو گوہر محمل کو کچھ دن کے لیے ان کے پاس چھوڑ جاتی'کم از کم اس کے بھائی کی حالت تو ایسی نہ ہوتی۔رمضان اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔

فراز نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی محمل کھڑی تھی۔

"بابا!......"اپنی چہکتی آواز میں کہتی وہ فراز کو تعجب میں ڈال گئی۔

"میرے بچے!..."فراز نے آگے بڑھ کے اسے گود میں اٹھایا اور اس کے دونوں گالوں پہ بوسہ دے دیا۔

"آپ کیسے ؟......آپ گئی نہیں اپنی ماما کے ساتھ ؟"وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا تھا۔خوشی سے اس کا چہرہ ایک بار پھر سے کھل اٹھا۔

"نہیں گئی بابا۔دیکھیں ماما اور احمد بھی میرے ساتھ ہیں۔" محمل نے اس کی توجہ گوہر اور احمد کی طرف مبذول کروائی جو کہ محمل کو دیکھ کر بلکل ہی سب کچھ فراموش کر چکا

تھا۔

گوہر کو دیکھتے ہی فراز مکمل سناٹے کا شکار ہو چکا تھا۔

گوہر اسے ایک طرف آہستہ سے دھکیلتی احمد کو لیے اندر داخل ہو گئی اور دروازے کو بند کر کے فراز کی جانب مڑی۔ فراز شاکڈ کی سی کیفیت میں اپنی جگہ سن کھڑا تھا۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہیں ہیں؟ یہ میرا گھر ہے اپنے گھر کو کیوں چھوڑ کر جاؤں میں؟" گوہر اپنے آپ میں حوصلہ جمع کیے بولی۔

"کیا تمہاری عقل ٹھیک طرح سے ٹھکانے پہ ہے؟" فراز نے ناگواری اور غصے میں مبتلا ہو کر کہا۔

"اب ہی تو میری عقل ٹھکانے پہ آئی ہے۔" دل جلا دینے والی مسکراہٹ سے کہتی وہ ایمن کی طرف بڑھی جس کی حالت بھی فعاز سے کچھ کم نہ تھے۔

"کیا ہوا نند صاحبہ؟ مجھے دیکھ کر خوشی نہیں ہو رہی؟ فکر مت کرو اب میں تم پہ طنز طعنہ کرنے سے مکمل گریز کروں گی۔ آخر بھابھی بننے والی ہو تم میری۔" پیار سے ایمن کا گال تھپکتی وہ ان دونوں کے چاروں شانے چت کر گئی۔

"وہ میں......"ایمن کو سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہے۔

"ارے تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔بلکہ اب تو تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔میں آگئی ہوں اب اپنے گھر میں۔سارا گھر اب میں ہی سنبھال لوں گی۔تم بس اگلے گھر جانے کی تیاری شروع کرو۔"گوہر کے منہ میں سے تو شہد کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔

گوہر واپس سے فراز کی طرف مڑی اور اپنی گود میں تھامے احمد کو فراز کی گود میں تھمادیا جسے فراز نے ہڑبڑاہٹ میں فوراً سے پکڑ لیا۔

"سنبھالو اپنے بیٹے کو۔تنگ کر کے ناک میں دم کر دیا ہے اس نے۔اب تم اسے سنبھالو میں کچن میں کھانا بنانے جارہی ہوں۔"اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹتی وہ کچن کی جانب بڑھنے لگی۔

فراز بلکل ساکن نگاہوں سے سوتے ہوئے احمد کو دیکھ رہا تھا۔اس نے تو دیکھا ہی اپنے بیٹے کو پہلی دفعہ غور سے تھا۔بلکہ اس نے تو اسے تھاما ہی آج پہلی دفعہ تھا۔

"بابا دیکھیں میرا بھائی کتنا پیارا ہے۔"محمل کی چہکتی آواز ایک دفعہ پھر سے گونجی۔"ماما

کہتی ہیں کہ یہ تمہارے باباپہ گیاہے۔غصے میں بلکل آپ کے جیسا لگتاہے۔"

فرازنے آہستہ سے جھک کرپیار سے احمد کے پھولے ہوئے گالوں پہ اپنے لب رکھے۔اس کی آنکھیں ایک بار پھر سے نم ہوئیں۔

"مجھے بھی دکھائیں نابھائی!"ایمن اس کے قریب کھڑی احمد کو گود میں لینے کو بیتاب تھی۔پہلے تو گوہر کے ڈر کی وجہ سے وہ اسے ایک بار بھی گود میں نہ لے سکی تھی۔بس دور دور سے دیکھ کراسے تھام کر گال چومنے کے لیے آہیں بھر رہی تھی۔

فرازنے چپ چاپ احمد کو اسے تھمادیا۔کچھ ساعتیں ہی گزری تھیں کہ فراز لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔جبکہ ایمن مخمل اور احمد کو لیے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

وہ بھلا کیوں میاں بیوی کے درمیان آتی۔خوشیاں ان کے گھر میں آنے کو بیتاب تھیں'وہ بھلا کیسے آمد سے پہلے ہی ان خوشیوں کو رخصت کر دیتی۔

"یہ کیاہے ہاں؟...اب کون سانیاتماشہ شروع کیاہے تم نے؟"فراز کی بھاری آواز گونجی تو وہ جو فرج سے قیمہ نکال رہی چونک گئی۔

"ارے اچھا کیا جو تم آ گئے۔ میں سوچ رہی ہوں آج چکن قیمہ اور آلو بنا لیتے ہیں۔ ویسے بھی وہ تمہارے پسندیدہ ہیں۔" فریزر میں رکھنے کی وجہ سے جمے ہوئے قیمے کو وہ اب سنک کے نیچے رکھ رہی تھی۔

"میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ ٹالو نہیں میری بات کو۔" فراز نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو تھام کر رخ اپنی جانب موڑا۔

"میں ٹال نہیں رہی بات کو۔ ختم کر رہی ہوں۔ کیا تم میرے انداز سے سمجھتے نہیں ہو۔ مانتی ہوں اپنی انا اپنی ضد کی وجہ سے بہت کچھ غلط کر چکی ہی' بہت زیادتی کر چکی ہوں لیکن ہر انسان کو ایک غلطی سدھارنے کا موقع ملتا ہے۔ کیا تم مجھے وہ موقع نہیں دو گے۔ میرے لیے نہ سہی اپنے بچوں کے لیے ہی۔ پلیز۔" وہ بہت آس اور امید لیے اس سے کہہ رہی تھی۔

"کیوں؟...... کیا تم بھول گئی کہ میں ایک تیس ہزار کمانے والا آدمی ہوں۔ جس کا گھر بہت چھوٹا ہے اور تمہیں وہاں تنگی ہوتی ہے۔ تم تو ایک شہزادی ہو جسے محلوں میں رہنے کی عادت ہو چکی ہے۔ اور تمہیں یہ تیس ہزار کمانے والا آدمی کھٹکتا ہے۔" وہ طنز کے تیر چلاتا سر جھٹک گیا۔

"کیا تم بھی بھول گئے کہ یہ تیس ہزار کمانے والا آدمی میرا شوہر ہے۔ جسے میرے علاوہ اگر کوئی بُرا کہتا ہے تو میرا اسانس گھٹتا ہے۔" فراز کی آنکھوں میں جھانکتی وہ جتا گئی۔

"بکواس بند کردو۔ بھولا نہیں ہوں میں جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ میرے ایک تھپڑ کی وجہ سے تم نے ہماری طلاق کا کیس عدالت میں گھسیٹ لیا۔ شرم نہیں آتی تمہیں۔ اچھے خاندانوں کی عورتیں عدالتوں کے چکر نہیں لگاتی۔ کیا مجھے بہت اچھا لگتا تھا جب میری بہن' میری بیوی عدالتوں کے چکر لگاتی تھیں۔ میری عزتیں عدالتوں میں روندی جاتی تھیں۔ کتنی بے شرم ہو تم گوہر۔ گھن آتی ہے اب مجھے تم سے اور تمہارے اس وجود سے۔" کراہت سے کہتا وہ گوہر کے جذبات کے ساتھ کھیل گیا۔ وہ بے اختیار رو پڑی اور روتی ہی چلی گئی۔ اس کے بلکنے کی آواز پوری کچن میں گونج رہی تھی۔ فراز نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"اب رو کیوں رہی ہو۔ اور رو تو ایسے رہی ہو جیسے ساری زیادتی ہی تمہارے ساتھ ہوئی ہے۔"

"اب کیا میں روؤں بھی نا؟... کہہ تو رہی ہوں سوری۔ مجھے احساس ہے اپنی غلطی کا۔ میں کیسے کفارہ ادا کروں اپنی غلطیوں کا۔ میں پاگل تھی بے وقوف تھی مانتی

ہوں۔ لیکن تم تو نہیں ہو۔ پھر کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہے ہو۔ معاف کیوں نہیں کرتے مجھے۔" وہ رونے کے درمیان بولی تو فراز کا دل کیا کھینچ کر ایک اور لگائے اسے۔

"بے شک ایک اور تھپڑ مار دو مجھے میری غلطیوں کے لیے میں اُف تک نہیں کروں گی۔" اس کے دل کی بات پکڑتی وہ اسے حیرت میں مبتلا کر گئی۔

"ہاں سہی کہا۔ تم کچھ نہیں کہو گی بلکہ پھر سے مجھے عدالت میں گھسیٹ لو گی ہے نا۔" وہ طعنہ بازی بند نہیں کر رہا تھا اور اسے رونا آرہا تھا۔

"تم کیوں میری بات کو نہیں سمجھ رہے۔ میں مانگ تو رہی ہوں معافی۔ اس بار میری جان بھی لو گے تو اُف نہیں کروں گی۔" وہ روتے ہوئے بھاں بھاں کرنا نہیں بھولی تھی۔

"گوہر!..." فراز نے اسے پکارا۔

"ہونہہ!..." گوہر نے اب سنجیدگی سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"تمہاری ناک بہہ رہی ہے۔" فراز نے اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا۔ گوہر اس وقت بہت مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔ گوہر بھی ہنس دی۔

گوہر نے ہاتھ کا پنچ بنا کر اس کے کے سینے پہ رسید کیا تو خود ہی کراہ اٹھی۔

"سس!......"اپنے جلے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر اسے پھر سے یاد آیا کہ اس کا تو ہاتھ بھی جلا تھا۔

"پاگل ہو کیا؟...رہنے دو ایمن بنا لے گی کھانا۔پہلے بھی وہی بناتی ہے۔"فراز چاہ کر بھی فکر نہ چھپا سکا۔

"نہیں۔پہلے بات اور تھی آج تو کھانا میں ہی بناؤں گی۔"ڈھٹائی سے کہتی وہ پھر سے سنک کی جانب مڑی اور سنک کا نل کھول کر قیمے کی کٹوری اس کے نیچے رکھ کر اس برف پگھلانے لگی۔

فراز شرارت کے ساتھ آہستہ سے جھکا اور گوہر کے کندھے پہ اپنی تھوڑی ٹکا کر اس کے کان کے قریب سرگوشی نما انداز میں جھکا۔

"کیا احمد میرے جیسا دکھتا ہے؟"اس کا اتنا کہنا تھا کہ گوہر کو گہرا صدمہ لگا۔اسے کچھ یاد آیا۔

"اس محمل کے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹکتی۔"شرم سے لال سرخ چہرہ لیے کہتی وہ

ہنس دی۔ فراز بھی ہنس دیا۔

محبت ایک قصہ ہے......کتابوں میں جو ملتا ہے

محبت ایک چہرہ ہے......کتابوں میں جو کھلتا ہے

محبت ایک صحرا ہے......جو ساون میں بھی تپتا ہے

محبت ایک شعلہ ہے......جو سینے میں بھڑکتا ہے

محبت ایک وعدہ ہے......جو رانجھا ہی نبھاتا ہے

محبت لفظ سادہ ہے......مگر جینا سکھاتا ہے

محبت ایک دریا ہے......جو صحراؤں میں بہتا ہے

محبت ایک سایہ ہے......ہمیشہ ساتھ رہتا ہے

محبت پاک جذبہ ہے......یہ جوگی من کا کہتا ہے

محبت درد سچا ہے......کہاں ہر کوئی سہتا ہے

محبت کون کرتا ہے......یہاں اب کون مرتا ہے

محبت لفظ کی توہین کرتے...جابجا...دیکھے

انہیں بس اب خدا پوچھے......انہیں اب بس خدا دیکھے

)مہران سانول(

۞.........۞.........۞

ایک ماہ بعد......

"توکلاس کل میں آپ سب کا اس سبق کی تشریح کا ٹیسٹ لوں گا۔اور مجھے ٹیسٹ کے بیچ میں ریموور(remover)کا استعمال بلکل بھی پسند نہیں۔اگر کچھ غلط ہوا تو آپ

اسے وہیں پین سے سیدھا کٹ کر دیا کریں۔آپ سب جو بیٹھ جاتی ہیں پھول بوٹے پرونے بلکل گول گول 'گول گول سرکل بنا کر مجھے بلکل بھی نہیں پسند۔" سر سنجید گی کے ساتھ کلاس کو آگاہ کر رہے تھے جب ان کی 'پھول بوٹے' والی بات پہ علیزے کا فلک شگاف قہقہہ کلاس میں گونجا۔دوسرے سٹوڈنٹس جو کہ سنجیدگی سے سر کو سن رہے تھے ایک دم سے علیزے کی جانب متوجہ ہو گئے۔لڑکیوں کو سر کی بات پہ نہیں البتہ علیزے کے قہقہے نے ہنسنے پہ مجبور کر دیا۔

علیزے نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا اور لبوں کو دانتوں میں دبالیا کیونکہ سر غفور غصے سے اسے ہی گھور رہے تھے۔انہوں نے اپنا سر جھٹکا اور پھر سے کل کے ٹیسٹ کی ہدایات دینے لگے۔

"اپنی ہنسی کو تھوڑا کنٹرول کیا کرو کسی دن تمہاری ہنسی ہی ہمیں پھنسوائے گی ہمیں۔" اگلے لیکچر میں وہ ارم کو لیے ایڈمن بلاک جارہی تھی جب ارم نے خود بھی ہنستے ہوئے اسے مشورہ دیا۔

"یار چھوڑو میری ہنسی کو۔میں نے پرنسپل آفس جاکر یہ چھٹی کی درخواست منظور کروانی ہے اور اب تمہیں بھی ہنسی آرہی ہے۔مجھے تو لگا تھا یہ نیا ٹوڈا ہی ہمیں چھٹی دے

دے گی لیکن اس کے تو کچھ زیادہ ہی پر نکل آئیں ہیں۔" علیزے غصے اور پریشانی کی کیفیت میں مبتلا تھا۔اسے پرنسپل آفس جانا عذاب لگ رہا تھا۔'نیما ٹوڈا' اس کی بائیولوجی پلس کلاس ٹیچر تھیں۔ جس کا نام پورے کالج نے خود سے ہی مشہود کیا ہوا تھا۔ حقیقت میں تو بچاری کا نام نیناء تھا۔

"یار وہ کسی کام کی نہیں ہیں۔ لگتا ہی نہیں ہماری کلاس انچارج ہیں۔" ارم نے بھی اس کا دُکھ رو دیا۔

"سو تو ہے۔اگر ایمن آپی کی شادی نہ ہوتی نہ تو کبھی بھی مجھے اس نے نیما ٹوڈا سے مدد نہ لینی پڑتی۔ خیر مدد بھی کون سا کی ہے انہوں نے۔ ہونہہ۔"

وہ ایڈمن بلاک پہنچ چکی تھیں۔

"تم ادھر رکو!... میں اندر جاتی ہون۔" علیزے کہتے ساتھ ہی آفس میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی ریسپشنسٹ بیٹھی تھی۔ علیزے کو دیکھ کر اس نے عینک کے پیچھے سے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"یہ ایپلیکیشن ایکسیپٹ کروانی ہے سر پرنسپل سے۔" اس نے ایپلیکیشن فارم

ریسیپشنسٹ کی طرف بڑھایا۔ ریسپشن پہ بیٹھی لڑکی نے ایک نظر فارم کو دیکھا اور ٹیلی فون اٹھا کر پرنسپل کو اطلاع دی۔

"آپ جائیں اندر سر پرنسپل اندر ہی ہیں۔" علیزے اندر چلی گئی۔ اور اپلیکیشن ایکسیپٹ کروا کر جلدی سے باہر نکلی۔ اسے ارم کہیں نظر نہ آئی۔ اس نے ادھر اُدھر تانکا جھانکی کی تو اسے وہ کچھ ہی فاصلے پہ ایڈمن بلاک کے سامنے بنے چھوٹے سے لان میں پھول توڑتی نظر آئی۔ علیزے کا مانو دل حلق میں آ گیا۔

"اوئے!......یہ کیا کر رہی ہو؟...پاگل ہو۔ چھوڑو اسے۔" علیزے نے فوراً سے اس کا پھول توڑتا ہاتھ جھٹکا۔

"کیا ہے علیزے؟ میں بس توڑنے ہی والی تھی۔" ارم اکتائی۔

"پھول توڑنے سے کیا ہو گا ارم؟" علیزے نے اس کے افسردہ چہرے کو دیکھ کر کہا جو کہ پھول توڑنے میں ناکام رہی تھی۔

"ظاہر ہے میں اسے اپنے پاس رکھوں گی۔ اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتاروں گی۔ پھر اسے اپنی کتاب میں رکھ دوں گی۔ تمہیں معلوم ہے کہ کتاب میں رکھا ہوا پھول کس

قدر خوبصورت لگتا ہے۔"ارم نے چہکتے ہوئے اسے بتایا۔

"اور اس کے بعد کیا ہو گا؟"علیزے کے چہرے پہ نا گواری اتر آئی۔

"اس کے بعد کیا ہونا ہے۔ صرف یہی تو ہوتا ہے۔میں اسے ایک بہترین یاد کے طور پہ رکھنا چاہتی ہوں۔"

"تم بلکل پاگل ہو ارم۔بلکہ دنیا میں ہر پھول توڑنے والا انسان پاگل ہوتا ہے۔"علیزہ نے صرف اتنا کہا اور گرلز پورشن کی طرف چلنے لگی۔ارم کو اس کی بات سمجھ میں نہ آئی۔اور اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔

"تم نے ایسا کیوں کہا؟ تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے علیزے۔ تمہیں پتا ہے یہ پھول ہی تو ہیں جو کہ محبت بانٹتے ہیں۔جب کوئی اداس ہو یا بہت زیادہ خوش تو یہ پھول ہی کام آتے ہیں۔یہ پھول دیکھو ہمارے لیے کہاں کہاں رنگ بھرتے ہیں۔کہیں دلہن کی سیج پہ تو کہیں کسی کی اداسی دور کرنے کے لیے۔تو کہیں کسی کی خوشی میں اس کا ساتھ دینے کے لیے۔"

"نہیں ارم! یہ تو کام آتے ہیں کسی کی قبر پہ پھینکنے کے لیے یا قدرت کی خوبصورتی کو

نکھارنے کے لیے۔"علیزے بے خیالی میں کیا کہہ گئی اسے بھی نہ معلوم ہوا۔ارم نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا اور ایک جگہ جامد ہو گئی۔علیزے بھی اس کے قریب ہی رُک گئی اور ایک گہرا سانس خارج کر کے بولی۔

"کیا تمہیں دُکھ نہیں ہوتا ان پھولوں کو دیکھ کر جنہیں تم ہر ہفتے اپنی ماں کی قبر پہ پھینک کر آتی ہو۔"علیزے کی بات خنجر کی طرح اس کے سینے پہ کُھبی۔وہ لاجواب تھی۔بلکل لاجواب۔اس نے نم آنکھوں اور بے بسی سے علیزے کو دیکھا۔

"میں سوری نہیں کہوں گی ارم۔کیونکہ میں چاہتی ہوں تم میری بات پہ غور کرو۔"ارم کے گال پہ ہلکی سی چٹکی بھر کے وہ اس کا ہاتھ تھام کر پھر سے گرلز پورشن کی جانب بڑھنے لگی۔

"تمہیں یہ بات کس نے کہی تھی علیزے؟"ارم کب سے دل میں آیا سوال پوچھ بیٹھی۔

"پتا نہیں۔بس ایسے ہی دل میں آ گئی۔مجھے بھی پھول پسند ہیں۔لیکن مجھے لگتا ہے ان چیزوں سے کبھی بھی محبت نہیں کرنی چاہیے جو کہ آپ کو آپ کے غم کی یاد دلائیں۔"علیزے نے شانے اچکا کر اپنی بات ختم کی۔

"لیکن علیزے!......محبت جان بوجھ کر نہیں کی جاتی'یہ تو خود بخود ہو جاتی ہے۔محبت یہ نہیں دیکھتی کہ کون ہمارے غم اور ہماری تکلیف کا'باعث'بن رہا ہے'محبت تو اس'باعث'سے بھی ہو جاتی ہے۔"ارم کی گہرائی کو سمجھے بغیر وہ آنکھیں گھماتی سامنے سے آتی نیاٹوڈا کو دیکھ کر دانت پہ دانت جمائے مسکرائی۔

"یہ لیں میم!......اس درخواست کو اپنے پاس رکھنے کا شرف بخش لیں۔"علیزے نے گردن کڑا کرا ایپلیکیشن فارم ان کے سامنے پیش کیا۔

میم نے فارم تھام کر پرنسپل کے دستخط کو غور سے دیکھا اور پھر سراہنے والی نظروں سے علیزے کو دیکھا۔

"نو فائن(کوئی جرمانہ نہیں)!......"میم نے قابل تعریف نظروں سے علیزے کو دیکھا۔علیزے کی گردن اور زیادہ فخر سے کڑا گئی۔

"ارے کسی پرنسپل کے باپ کی بھی ہمت نہیں کہ وہ مجھ سے جرمانہ مانگے۔"علیزے صرف سوچ ہی سکی۔(جرمانہ اس لیے کہ ان کے سینڈاپس چل رہے تھے۔جس میں چھٹی کی صورت پورا جرمانہ دینا تھا۔جبکہ درخواست کے طور پہ آدھا جرمانہ۔)علیزے جس وقت گئی تھی پرنسپل فون پہ مصروف تھے۔اس لیے جلدی جلدی میں انہوں نے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دستخط کر دیے 'اور جرمانہ لکھنا بھول گئے۔

"ٹھیک ہے پھر یہ فارم اپنے پاس ہی رکھو مجھے کیوں دے رہی ہو؟" میم نے فارم اسے واپس کیا۔اور وہاں سے چلی گئیں۔

"ارے آپ کو تو دکھانا ہی تھا۔ارے تھوڑا سا شوخہ بھی ہو لینا چاہیے کبھی کبھی۔" علیزے اب اپنے ذہن کے طوطے اڑا رہی تھی جب ارم نے کھلکھلا کر ہلکی سی چپت اس کے سر پہ لگائی۔

"پاگل"...!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

......

شادی والے دن......

"توبہ توبہ!......آج تو حدید بھائی تجھے دیکھ کر پکاڈر جائیں گے۔" علیزے منہ پہ ہاتھ رکھے صدمے کی سی کیفیت سے بیوٹیشن سے تیار کردہ ایمن کو دیکھ رہی تھی۔

"سچی بتاؤ!......زیادہ اوور ہو گیا میک اپ!..." ایمن کو بھی اپنے میک اپ پہ شبہ

ہونے لگا۔

"اور کیا۔ یہ دیکھ کتنی بڑی بڑی لیشس لگائی ہیں تیری آنکھوں پہ۔ لائنر تو سرے سے ہی باہر نکال دیا ہے۔ اور یہ لپسٹک کا کلر کتنا گندا ہے بلکل ریڈ۔" علیزے منہ کے زاویے بگاڑتی ایمن کے میک اپ میں نقص نکالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دے رہی تھی۔

"علیزے!... ڈراؤ تو نہیں۔ بیوٹیشن تو کہہ رہی تھی میں بہت خوبصورت لگ رہی ہوں۔"

"ارے ایسے ہی مارتی ہے بیوٹیشن۔ اسے تو بس اپنا خرچہ بند ھوانا تھا۔ بیڑہ غرق کر دیا تیرے منہ کا اس نے۔" علیزے اچھے خاصے میک اپ کی دھجیاں اڑا رہی تھی۔

"تو پھر اب میں کیا کروں؟" ایمن اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتی فکر مند لہجے میں بولی۔

"تو ایسا کر منہ دھولے۔ میں تیرے اچھا سا میک اپ کر دیتی ہوں۔" علیزے خوشی سے چہک کر بولی تو کسی نے پیچھے سے اس کا کان مڑوڑا۔

"چالاک لومڑی۔ اس کی شادی خراب کرنی ہے کیا۔ اچھا خاصا خوبصورت میک اپ کیا

ہے۔" گوہر مصنوعی غصے سے اس کی خبر لے رہی تھی۔

"آہ!... چھوڑیں بھابھی۔میں تو مذاق کر رہی تھی یار۔" علیزے درد سے کراہتی اپنے آپ کو چھڑوانے کی سعی کرنے لگی تو گوہر نے اسے چھوڑ دیا۔

"یہ علیزے تو ایسے ہی بے وقوف باتیں کرتی ہے۔ماشااللہ سے بہت روپ چڑھا ہے تم پہ۔اللہ نظریں بد سے بچائے۔" گوہر ایمن کی بلائیں لینے لگی۔

"کہاں روپ چڑھا ہے 'سارا کا سارا میک اپ چڑھا ہے۔" علیزے پھر سے بعض نہ آئی تو گوہر نے ہلکی سی چپت اس کے سر پہ لگائی اور ہنس دی۔

"پاگل"...!

ایمن شرمیلی سی مسکان لیے کھڑی تھی۔جب علیزے نے ایک بار پھر سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"ایویں ہی مار رہی ہیں گوہر بھابھی!... میں سچ بتا رہی ہوں تجھے دیکھ کر ایسے لگ رہا جیسے آٹے کی بوری میں گر گئی ہو۔"

"علیزے!......" گوہر کا لہجہ تنبیہ لیے ہوئے تھا۔

"اچھا اچھا نہیں بولتی کچھ۔اب جلدی سے چلیں گاڑی آگئی ہے ہمیں لینے۔اب رخصتی بھی اس بیوٹی پارلر میں کروانی ہے کیا۔"اونچا اونچا بڑبڑاتی وہ باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"ایمن کا لہنگا سنبھالنے میں کون مدد کرے گا میری؟"وہ پیچھے سے چلائی۔

"ایمن آپی کو کہیں لہنگے میں پنکھے لگوالیں۔میرے ہاتھوں میں دودھ پلائی کا سامان ہے 'اگر وہ گر گیا تو میری محنت بھی جائے گی اور پیسے بھی۔"اس کی للچائی ہوئی آواز انہیں دور سے سنائی دی۔ایمن نے اس کی پشت کو گھورا۔

"چلیں دیں میں بھی مدد کروادیتی ہوں۔اگر لہنگا سنبھالتے سنبھالتے گر گرا گئیں تو ہسپتال پہنچی کھڑی ہوں گی۔اور میری دودھ پلائی کینسل۔"

وہ دونوں لہنگا سنبھالتیں گاڑی تک تقریباً پہنچ ہی چکی تھیں جب علیزے ان پہ احسان کرنے پہنچ گئی۔

"جی!...بہت شکریہ۔"گوہر نے دانت کچکچائے۔

"کوئی بات نہیں یہ تو میرا فرض تھا۔"علیزے نے اپنے بال ایک ادا سے جھٹک کر شوخی سے کہا۔

۞......۞......۞

وہ ہال میں پہنچ چکی تھیں۔ گوہر' ایمن کے ساتھ برائڈل روم میں تھی جبکہ علیزے رستہ رکائی کے لیے فوراً وہاں سے کھسک چکی تھی۔

بارات آچکی تھی۔

حدید نک سک سا تیار گاڑی میں سے نکلا۔ کالی شیروانی میں وہ غضب ڈھا رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح بال ماتھے پہ بکھیرے' ہلکی ہلکی داڑھی میں اپنے نمایاں ہونے والی مسکان کے ساتھ نہایت ہی پرکشش لگ رہا تھا۔ اپنی مکمل ترو جاہت کے ساتھ وہ بارات لیے اندر کی طرف داخل ہو رہا تھا۔ راحیل اس کے پہلو میں چل رہا تھا۔ فراز' رمضان اور دوسرے مرد حضرات نے پھولوں کے ہار کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔

ہر طرف فائرنگ ہو رہی تھی اور پٹاخے بج رہے تھے۔ ڈھول والے بھی ماحول کے شور میں اضافہ کر رہے تھے۔

"مجھ سے چھوٹا ہے تو۔ پھر بھی تیرا نکاح پہلے ہو گیا اور اب شادی بھی۔" راحیل منہ پھلائے ہوئے تھا۔

"انسان کو خود فاسٹ ہونا چاہیے۔ تم بہت زیادہ سلو ہو راحیل۔" اپنی خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ اس پہ طنز کا تیر چلاتا ہوا وہ راحیل کا دل جلا گیا۔

"ہونہہ!..." راحیل کچھ نہ کہہ سکا۔

"یہ سامنے دروازے پہ کپڑا کیوں باندھا ہے؟"

وہ سب ہال کے اندر داخل ہو چکے تھے مگر سامنے ہی داخلی دروازے پہ بڑے تنگ انداز میں کپڑا باندھا گیا تھا۔ حدید کو اس کی وجہ سمجھ نہ آئی تو راحیل سے پوچھ بیٹھا۔

"ہائے مزے!...... تیری تو جیب ہلکی ہونے والی ہے آج۔" راحیل نے دل پذیر ہو کر کہا۔

"وہ کیسے؟" حدید کو اب بھی سمجھ نہ آئی۔

"آگے جا کر اچھے سے سمجھ میں آئے گا۔" حدید نے سر جھٹکا اور اس کپڑے کے بند راستے کے سامنے رک گیا۔ بارات زور و شور کے ساتھ خود بھی وہاں رک گئی۔

"اسلام علیکم!..."علیزے سامنے ہی دانت دکھاتے کھڑی تھی۔

"وعلیکم اسلام!..."سب نے سلام کا جواب دیا۔ گوہر بھی فوراً سے وہاں پہنچ چکی تھی اور علیزے کے ساتھ کھڑی ہو چکی تھی۔

"چلیں بھائی!......جلدی سے اپنی جیب ہلکی کر کے مجھے روکھڑا دے دیں۔ پھر میں یہ راستہ کھول دوں گی۔"علیزے کی تو دانتوں کی نمائش ہی بند نہ ہو رہی تھی۔

"یہ......یہ نازک ساپٹا۔"حدید نے دوپٹے کے بنے اس راستے پہ چوٹ کی۔"یہ مجھے اندر جانے سے روکے گا۔"

علیزے کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

"حدید!...چپ کر کے ہمیں بیس ہزار تھما دو۔ ورنہ ہم نے داخل تو ہونے نہیں دینا اندر۔ پھر یہیں سے یوٹرن لے کر واپسی ہو لینا۔"اس بار گوہر ہاتھ باندھے بولی۔

"میں نہیں دے رہا۔اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں'کوئی زبردستی ہے کیا؟"حدید تو ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"آپ میری بہن کو لینے آئے ہیں!کوئی زبردستی ہے کیا؟"علیزے نے بھی اسی کے

انداز میں کہا۔

"پہلے وہ میری بیوی ہے پھر تمہاری بہن ہے۔"

"نہیں جی۔میں سب سے پہلے بہن بنی تھی۔شوہر آپ بعد میں بنیں ہیں۔"

"اس دنیا میں 'میں تم سے پہلے آیا تھا۔" حدید نے اپنے سینے پہ دستک دیتے ہوئے جوابی حملہ کیا۔

"میں ایمن آپی کو بتاؤں گی۔ان کے لیے تیس ہزار نہیں دے سکتے آپ؟"علیزے نے اسے جذباتی کرنا چاہا۔

"اس کے لیے بیس ہزار میں تمہیں کیوں دوں؟"حدید نے شانے اور ابرو اچکا کر اس کا دل ہی جلا دیا۔

"کیونکہ میں ان کی بہن ہوں۔"علیزے کے تو نتھنے ہی پھول چکے تھے۔

"اور میں ان کا شوہر ہوں۔اس لیے براہِ کرم راستہ دیں۔"حدید تو اٹل تھا اپنی بات پہ۔

"میں نہیں دیتی راستہ۔اب ناک نہ کٹوائیں میری اور مجھے پیسے دے دیں۔"علیزے کسی طور بھی راستہ نہیں دے رہی تھی۔سب بڑے خاموش مسکراتی نظروں ان کی

نوک جھونک دیکھ رہے تھے۔

"میں پیسے ہی نہیں لایا۔" حدید نے گویا بات ہی ختم کی۔

"تم پیسے رکھنا بھول گئے تھے اس لیے میں نے تمہاری جمع پونجی میں سے پیسے نکال کر تمہاری شیر وانی کی جیب میں رکھ دیے تھے۔" راحیل نے اس کا بی پی ہائی کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

حدید نے پھٹی آنکھوں کے ساتھ راحیل کو دیکھا اور زور سے اپنے جوتے والا پاؤں اس کی ٹانگ پہ دے مارا۔ راحیل تو درد سے کراہ اٹھا۔

حدید نے دانت پہ دانت جمائے علیزے اور گوہر کو دیکھا۔ پھر اپنی جیب سے بیس ہزار نکال کر انہیں تھما دیا۔

علیزے نے دس ہزار گوہر کو تھمائے اور دس ہزار خود لے کر' خوشی سے دندناتی ہوئی' ہواؤں میں اڑ کر فوراً وہاں سے رفو چکر ہوئی۔ یہاں تک کہ دوپٹے کے بنائے اپنے راستے کو بھی اتارنا بھول گئی۔

"دیکھنا!......علیزے اکیلے اکیلے پیسے لے کر بھاگ گئی۔ ہمیں تو کچھ دیا بھی

نہیں۔" پیچھے طیبہ 'رانیہ 'اور باقی سب لڑکیا صرف آہیں بھرتی رہ گئیں۔

گوہر نے جلدی سے راستہ کھولا تو بارات آہستہ آہستہ اندر داخل ہونے لگی۔

ریحانہ 'شگفتہ اور خاندان کی دوسری عورتوں نے بارات میں آئی عورتوں کا اچھے سے استقبال کیا۔حدید کو لا کر صوفے پہ بٹھا دیا گیا تھا۔اب بس دلہن کے آنے کا انتظار تھا۔

گوہر برائیڈل روم کی جانب چل دی ایمن کو لینے۔

"یہ دیکھ ایمن آپی !......پورے دس ہزار۔ہائے مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ یہ میرے ہیں۔پہلی دفعہ زندگی میں اتنی بھاری رقم اٹھائی ہے۔"علیزے اس کے پاس بیٹھی کب سے دس ہزار کو دیکھ دیکھ کر خوشی سے آہیں بھر رہی تھی۔

"باجی جی !اگر دیدارِ پیسہ ہو گیا ہو تو چلیں۔"اچانک گوہر برائیڈل روم میں داخل ہوئی اور علیزے کو دیکھ کر اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے لگی۔

"ہاں ہاں جلدی چلیں ابھی تو دودھ پلائی بھی کرنی ہے۔"علیزے کی آنکھیں ایک بار پھر سے چمک اٹھیں۔

"اچھا میری ماں کر لینا۔پہلے ایمن کو میرے ساتھ لے کر چلو سٹیج پہ بٹھانے کے

لیے۔ بارات انتظار کر رہی ہے منہ دکھائی کے لیے۔

"بارات یا پھر حدید بھائی ہاں !......"علیزے نے ایمن کو ٹھوکا دیا تو شرم سے اس کی پلکیں جھک گئیں۔

"باجی جی ! باتیں کم کیا کریں اور کام زیادہ۔" گوہر نے اسے ہلکی سی چپت لگائی تو وہ آنکھیں ٹیڑھی کرتی ایمن کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہ گوہر بھابھی کو کون سے یتیم خانے سے اٹھایا تھا آپ لوگوں نے ؟"

گوہر کا منہ صدمے کے مارے کھل گیا اور آنکھیں تقریباً باہر کو آگئیں۔

"علیزے تمہیں تو میں شادی کے بعد دیکھوں گی۔ پہلے تمہاری ایمن آپی کو بھی اسی یتیم خانے میں بھیج دوں۔"

"استغفار !... گوہر بھابھی آپ باتیں کم کیا کریں اور کام زیادہ۔"علیزے نے گوہر کی بات اس کے منہ پہ ہی پھینک دی۔

"علیزے اور بھابھی !... یار بس کریں۔ جلدی چلیں۔ شادی ہے میری۔" اس سے پہلے کہ گوہر علیزے کو دو تین لگا ہی دیتی ایمن بول پڑی' جو کہ کب سے خاموش کھڑی

ان کی لڑائی دیکھ رہی تھی۔

گوہر اور علیزے نے اپنی لڑائی ایک طرف رکھ کر ایمن کے لہنگے کو سنبھالا اور ہال کی طرف چل دیں۔

وہ دونوں ہی ایمن کو لیے دوسری لڑکیوں کے ہمراہ ہال میں داخل ہونے لگیں۔ساری لائٹس بند ہو چکی تھیں 'اور صرف ایک سپوٹ لائٹ ان پہ کی گئی تھی۔

حدید جو کہ لائٹس بند ہونے پہ ان کا سبب راحیل سے دریافت کر رہا تھا اس کی نظر سامنے گئی تو ایک جگہ منجمد ہو گیا۔آنکھیں پلٹنے سے انکاری ہو گئیں۔دل ایک جگہ تھم سا گیا۔اس پہ پیچھے چلتی ہلکی ہلکی موسیقی کی دھن ماحول کو اور زیادہ خوشگوار بنا رہی تھی۔

حدید تو اس کے پیچھے پہلے ہی پاگل تھا۔اب تو وہ اس دلہن کے روپ میں اسے دیوانہ کیے دے رہی تھی۔کیا اس سے زیادہ بھی خوبصورت منظر اس نے اپنی زندگی میں دیکھا تھا۔

رفتہ رفتہ صنم،

تم سے ملی نظر،

تو ہوا ہے اثر،

وہ سٹیج کی طرف آتے راستے پہ چلتی لڑکیوں کے ہمراہ آ رہی تھی۔جب جب وہ راستے سے گزرتی کناروں پہ لگے چھوٹے انار پھوٹ پڑتے اور ان سے نکلتی چنگاریاں ماحول کو اور زیادہ پر کشش بنا رہی تھی۔

خواب سایہ جہاں،

فرش دھواں دھواں،

جنتوں کا شہر،

سب کچھ ایک خواب کا سا گمان ہو رہا تھا۔ بھلا کوئی خواب اتنا حسین ہو سکتا تھا جو کہ اس کی مرضی کے مطابق تھا۔

ہم تیرے ہو گئے،

یا خدائی عشق میں،

گمشدہ دل جگر،

حدید کا دل کیا سارے لحاظ بلائے تاق رکھ کر اسے اپنے حصار میں لے لے۔

رفتہ رفتہ صنم،

تم سے ملی نظر،

تو ہوا ہے اثر،

وہ آہستہ سے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ سٹیج کے قریب پہنچ کر سب لڑکیاں اس سے الگ ہو گئیں۔ وہ اب تنہا قدم اٹھاتی اپنے رفیق حیات کی طرف بڑھ رہی تھی جو معلوم نہیں کتنے عرصے سے اس کی قربت کے انتظار میں تھا۔

تو ہی تو ہر سو،

تو ہی تو،

تو ہی خواب ہے،

تو ہی میرے روبرو،

وہ سامنے چلتی اس کے دل پہ قدم رکھ رہی تھی۔ حدید کے محسوسات عجیب ہو رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قدماں وچ تیرے اسی،

تلیاں وچھایئے،

نین نینوں تو چرایئے،

تک کے نام جایئے

ایمن نے ایک لحظے کو پلکیں اٹھائیں تو اس کی نگاہیں اندھیرے میں گم حدید کی آنکھوں سے ٹکرائیں۔اس کی آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھ اس نے فوراً شرم سے نظریں جھکالیں۔

اس نے نگاہوں سے،

کیا سلام ہے،

اپنی ایک نظر میں ہی وہ دوبارہ حدید کے دل کا کام تمام کر چکی تھی۔

دل میں ہے درد سا،

پھر بھی آرام ہے،

ایمن سٹیج کے قریب پہنچ چکی تھی۔حدید کب قدم قدم چلتا سٹیج کے کی سیڑھی پہ آ پہنچا تھا اسے معلوم ہی نہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھم گیا یہ سماں،

ہوش ہے لا پتہ،

تیرا دیدار کر،

اب سپوٹ لائٹ ان دونوں پہ تھی۔اور وہ دونوں سب کی نظروں کا مرکز۔

رفتہ رفتہ صنم،

تم سے ملی نظر،

تو ہوا ہے اثر،

NEW ERA MAGAZINE.com

حدید نے خودساختہ اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ایمن نے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنا

بھاری لہنگا سنبھالتی سٹیج پہ چڑھ گئی۔

اوپر اڑتا ڈران' ان کے خوبصورت مناظر کو تابعداری سے قید کر رہا تھا۔

خواب سایہ جہاں،

فرش دھواں دھواں،

جنتوں کا شہر،

حدید پلک جھپکائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ساری لائٹس اون ہو چکی تھیں۔ہال ایک دم سے بتیوں کی چمک سے جگمگا اٹھا تھا۔

"کہ محبت تو پھر،ہر رنگ میں فساد برپا کر دیتی ہے۔"حدید نے ہلکا سا جھک کر ایمن کے کان میں سرگوشی کی۔ایمن کے کان کی لوئیں شرم سے دہک اٹھیں۔

"اہم اہم!......سب دیکھ رہے ہیں حدید بھائی کنٹرول۔"علیزے کی آواز پورے ہال میں گونجی۔سب کے قہقہے گونج اٹھے اور حدید کے دماغ کا مانوڈ ھکن اڑ گیا۔ایمن تو شرم سے زمین میں گڑھ جانے کو تھی۔

"تمیز تو ہے ہی نہیں تمہارے خاندان والوں میں۔"دانت چبا کر ہلکی آواز میں ایمن سے کہتا وہ اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

"تم جیسا بدتمیز انسان ایسا خاندان ہی ڈیزرو کرتا ہے۔"مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی وہ اس کے چودہ طبق روشن کر گئی۔

"بہت زیادہ زبان چلتی ہے تمہاری۔دیکھ لوں گا اچھے سے تمہیں۔ایک بار گھر تو چلو۔"اسے دیکھ کر ذو معنی لہجے میں کہتا وہ اس کے ہوش ٹھکانے لگا گیا۔ایمن کی زبان کو تو گویا لگام ہی لگ گئی تھی۔

◈......◈......◈

کھانے کا دور چل کر ختم ہو چکا تھا۔فوٹو شوٹ بھی تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔اب بس کچھ رسومات کے بعد رخصتی تھی۔سارے مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔سب کسی نا کسی چیز کو دیکھ کر رشک سے تبصرہ کر رہے تھے۔

"بس بھئی!......بہت کرلیں باتیں آپ دونوں نے۔اب میری بات کان کھول کر سنیں۔"علیزے ایمن اور حدید کے سامنے کھڑی ان کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

ایمن اور حدید جو کوئی بات کر رہے تھے چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"تم کیوں ہر جگہ کباب میں ہڈی بننے پہنچ جاتی ہو؟" حدید سے اب برداشت نہ ہوا۔ ایمن نے اسے گھورا جو کہ اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

"ارے حدید بھائی!... آپ کو تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے۔ کیونکہ میں آپ کے لیے دودھ لائی ہوں اور وہ بھی باداموں والا۔" علیزے نے ایک ادا سے اپنے بال جھٹکے۔ "یہ دیکھیں۔ پوری رات بیٹھ کر اس گلاس کو سجایا ہے میں نے۔ کتنا خوبصورت ہے نا؟"

علیزے نے چھوٹی سی ٹرے میں سجا ہوا گلاس اس کے سامنے کیا۔

"اور یہ احسان کس لیے؟" حدید نے اپنی ایک ابرو اچکائی۔

"ارے!... آپ کا دماغ تیز کرنے کے لیے جو کہ بہت کمزور ہے۔" علیزے نے اپنی طرف سے ویسے سہی بات کی تھی۔ سٹیج کے قریب کھڑے ریاض کو تو تقریباً یہی لگا۔

"اگر لے ہی آئی ہو دودھ تو ادھر رکھو اور جاؤ۔" حدید اپنے سارے ضبط باندھے بولا۔ آہستہ آہستہ سارے مہمان سٹیج کے قریب دودھ پلائی کی رسم دیکھنے کے لیے اکٹھے ہو چکے تھے۔ مخمل بھی آ کر علیزے کے ساتھ کھڑی ہو چکی تھی۔ گوہر بھی احمد کو

بازؤں میں تھامے سٹیج پہ آ گئی۔

"ایسے کیسے؟......ایک تو میں نے پوری رات بیٹھ کر اس گلاس کو سجایا۔اس کے بعد اس میں بادام والا دودھ بھی ڈال کر لائی۔آپ کو ایسے کیسے پلا دوں۔اس کے لیے مجھے آپ کو پچاس ہزار دینا ہوں گے۔"علیزے آرام سے کہتی حدید کے کا دماغ بھک سے اڑا گئی۔

"کیا مطلب اس چھوٹے سے گلاس کے لیے جس میں تھوڑا سا دودھ ہے،اس کے لیے میں تمہیں پچاس ہزار دوں۔دماغ سیٹ ہے تمہارا۔"

"حدید!... تمہیں یہ پیسے دینے ہی ہوں گے علیزے کو۔یہ پیسے دینے ہی ہوتے ہیں۔اگر تم نے ہماری مرضی کے مطابق پیسے نہ دیے تو تمہیں مجبوراً احمد کا یہ فیڈر پینا ہو گا۔"گوہر نے اپنی گود میں بیٹھے احمد کی طرف اشارہ کیا جس نے فیڈر منہ سے لگایا ہوا تھا اور اپنی موٹی موٹی آنکھیں کھولے ایمن کو گھور رہا تھا۔

"پہلے اپنے اس بیٹے کو کہیں کہ میری بیوی کو تاڑنا بند کرے۔"حدید کا انداز جلن لیے ہوئے تھے۔

گوہر نے احمد کو لے جا کر سیدھا ایمن کی گود میں بٹھا دیا۔احمد اب بھی ٹکٹکی باندھے ایمن کو قریب سے دیکھ رہا تھا۔

حدید کی صدمے سے آنکھیں نکل آئیں۔

"تمہیں شرم نہیں آتی احمد۔کسی بھی لڑکی کو ایسے نہیں دیکھتے۔"حدید نے اسے گھورا۔

"وہ اس کی پھپھو ہے۔وہ جیسے چاہے مرضی دیکھے۔کوئی مسئلہ ؟"گوہر نے ہاتھ باندھ لیے اور مسکراہٹ دبالی۔

"دشمن ہیں آپ سب میرے۔"وہ صرف دہائیاں ہی دے سکتا تھا فل وقت۔

"اب باتیں نہ بناؤ اور پیسے دو۔"گوہر سیدھا مدعے پہ آئی۔

"پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔جتنے تھے پہلے جیب خالی کر کے دے چکا ہوں میں آپ کو۔"جھوٹ بولنا تو اس کی فطرت میں شامل تھا۔

"ایسے کیسے ختم ہو گئے حدید۔میں نے گن کر پورا ایک لاکھ تمہاری جمع پونجی سے نکالا تھا۔"راحیل کی آمد بھی ہو چکی تھی۔وہ اپنی دی گئی کار کا بدلہ اس کی جیب خالی کروا کر

کر لے رہا تھا۔

حدید اب خیالوں میں اس کی اچھے سے دھلائی کر چکا تھا۔دوست سے زیادہ دشمن تھا اس کا وہ بھائی۔

حدید نے ایک مسکین سی نظر علیزے پہ ڈالی جس نے فوراً سے اپنے دانتوں کی نمائش کر دی۔پھر جیب سے پیسے نکال کر اس کے ہاتھ پہ پٹخے۔

علیزے کی تو خوشی کے مارے باچھیں کھل گئیں۔

"یہ لیں۔پی لیں دودھ۔"علیزے نے فوراً سے دودھ کا سجا ہوا گلاس اس کے سامنے کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حدید نے اس گلاس کا سڑا ہو نٹوں سے لگایا۔دودھ کا ایک ایک قطرہ اس کا پچاس ہزار بن کر کانٹوں کی طرح اس کے حلق میں چبھ رہا تھا۔

"چلیں فنکشن کا اختتام ہونے والا ہے تو میں آپ سب کو اپنی آواز میں ایک غزل سناؤں گی۔"علیزے نے مائک تھاما اور سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔سب متجسس ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ریحانہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کئی اشارے کر

کے اپنی زبان کو لگام دینے کا کہا جو کہ بے لگام ہو کر چل رہی تھی۔

"خاندان میں ناک کٹوائے گی یہ میری۔" ریحانہ کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔

"چلیں تو شروع کرتے ہیں۔" علیزے کی آواز پھر سے گونجی۔ ایمن اور حدید بھی ماحول میں دلچسپی لینے لگے۔

علیزے نے بولنا شروع کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کالج والی لش پس ہوتی ہے،

یونیورسٹی والی زبردست ہوتی ہے،

ہوٹل والی مست ہوتی ہے،

آفس والی تھوڑی کڑوی ہوتی ہے،

گھر والی سویٹ ہوتی ہے،

فائیو سٹار والی تھوڑی مہنگی ہوتی ہے،

)سارے رشتے دار ہی علیزے کے الفاظ سن کر چہ مگوئیاں کر رہے تھے۔اور عجیب سی نظروں سے ریحانہ کو دیکھ رہے تھے۔ریحانہ کے لیے تو شرم سے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ریحانہ کا دل کیا علیزے کو وہیں سے جوتا دے ماریں۔(

لیکن ایک بات ہے!

چائے آخر چائے ہوتی ہے،

مگر آپ سب رشتے داروں کی سوچ کو اکیس توپوں کی سلامی

علیزے نے اپنی بات کے اختتام پہ ان سب کو 'ماتھے پہ ہاتھ لے جا کر سلیوٹ کیا۔

سارا ہال پھر سے قہقہوں کی رونق سے گونگ اٹھا۔رشتے دار بھی شرمندہ ہونے کی بجائے قہقھے لگا رہے تھے۔

ایمن اور حدید بھی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو کر ایک دوسرے کے اوپر گر رہے تھے۔

"واللہ!...مجھے لگتا ہے مجھے میرا ستر ہزار سود سمیت موصول ہو چکا ہے۔" حدید ہنستے ہوئے اپنے تھائے پہ تالیاں بجاتے ہوئے بولا۔ ایمن کا حال بھی اس سے کچھ کم نہ تھا۔

"مجھے لگتا ہے ہماری شادی سب سے منفرد ہے۔ کیونکہ اس میں علیزے ہے۔ مجھے اپنے رشتے داروں کی یہ کرامات کبھی نہیں بھولیں گی۔" ہنس ہنس کر ایمن کی آنکھوں میں آنسو آ چکے تھے۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

"تم نے سہی کہا تھا۔ میں ایسا خاندان ہی ڈیزرو کرتا ہوں۔ بلکل میرے

جیسا' بد تمیز۔" حدید نے کھل کر اعتراف کیا۔

ریحانہ نے علیزے کے قریب جا کر ہلکی سی چپت اس کے سر پہ لگائی۔

"ماما!..."علیزے نے منہ بسورا۔

"شرم تو ہے ہی نہیں تم میں۔ گھر جا کر دیکھتی ہوں میں تمہیں۔" ریحانہ کا بس نہیں چل رہا تھا جوتا اٹھا کر اسے دے مارے۔

"ایمن آپی دیکھ۔ ماما لڑ رہی ہے مجھے۔" علیزے نے شکایتی نظروں سے ایمن کو دیکھا جس کو ہنسنے سے فرصت ملی تو اس کی طرف بھی دیکھ لیا۔

"اور لگائیں اسے تھپڑ آنٹی۔ یہ اسی قابل ہے۔" حدید نے ریحانہ کو بڑھاوا دیا۔ ایمن نے حدید کو گھورا تو اس نے بنٹے جیسی اپنی آنکھیں گھومائیں۔

"ٹھیک ہے بھئی۔ گھورتی کیوں ہو مجھے۔ ایک تو قیامت آنکھیں اوپر سے میرے دل کا بھی قتل کیے دیتی ہو۔" حدید کے ہر انداز میں اس کے لیے اظہارِ محبت تھا۔ اور ایمن کو بس یہ سب اک خواب کا سا گمان ہو رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور زندگی تو پھر ایک سفر ہے،

پیدائش سے جوانی تک کا،

جوانی سے بڑھاپے تک کا،

بڑھاپے سے قبر تک کا،

جس میں ہماری آزمائش تو ہر قدم پہ ہوتی ہے،

کبھی خوشیوں کے ساتھ،

تو کبھی اذیتوں کے ساتھ،

کبھی آنسوؤں کو اپنا ساتھی بنانا پڑتا ہے،

تو کبھی تبسم کے ساتھ دوستی نبھانا پڑتی ہے،

کہ پھر زندگی تو ایک سفر ہے،

جس کی منزل صرف قبر ہے

(جیاءرانا)

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۞......۞......۞

رخصتی کا وقت آ پہنچا تھا۔ایمن کو قران کے سائے میں رخصت کیا جا رہا تھا۔ایمن کا دل بھی بھر آیا تھا۔ریحانہ 'شگفتہ 'ایمن کی دوسری خالہ 'اور پھپھیوں وغیرہ کا بھی رونا دھونا شروع تھا۔

گوہر کو اپنی رخصتی یاد آ گئی اور اس کا بھی دل بھر آیا۔

سب سے اونچی بھاں بھاں تو علیزے کی تھی۔اور اس کی بھاں بھاں سن کر ایمن اور زیادہ جذباتی ہو رہی تھی۔

"ایمن آپی تو چھوڑ کے جا رہی ہے مجھے۔آہاااااں۔"علیزے ٹیشو سے ناک سے آتا پانی رگڑ کر سوں سوں کرتی بولی۔

"ایمن آپی تو نہ جا مجھے چھوڑ کے۔"علیزے کی منہ سے تو بس دھماکے ہی ہوتے تھے۔

"لاحول ولا قوۃ!......اتنی مشکل سے ملی ہے میری بیوی مجھے۔اب دوبارہ اسے یہیں

چھوڑ جاؤں۔ کیا میں پاگل نظر آتا ہوں۔" حدید نے کہہ کر سر جھٹکا۔

علیزے اور ایمن گلے لگی زار و قطار رو رہی تھیں۔

"ایمن آپی تو اب کب آئے گی واپس۔" علیزے تو اس کی جان بخشی ہی نہیں کر رہی تھی۔ جبکہ حدید کافی جھنجھلایا اور اکتایا ہوا تھا۔ وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا تھا۔

"چھوڑ دو جان اس کی۔ کب سے دیکھی جا رہا ہوں روئی جا رہے ہو روئی جا رہے ہو۔ میرے ساتھ میرے ہی گھر جا رہی ہے۔ جہنم میں نہیں جا رہی جو ٹسوے بہا رہی ہو۔" حدید کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اور وہ تو تھا ہی صدا کا بے شرم اور بد تمیز' اس لیے کہہ اٹھا۔

سارے ماحول میں سناٹا چھا گیا۔ ریاض کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے اس سپوت کو دو تین لگا دیں۔ مگر ہمیشہ کی طرح یہ خواہش ان کی ادھوری ہی رہنی تھی۔

"لے جاؤ اسے۔ ہم نے کون باندھا ہوا ہے۔" گوہر آنسو بہاتی بولی۔ حدید نے ہمیشہ کی طرح اپنی آنکھیں گھمائیں۔

ماحول پہ جو سناٹا طاری ہو چکا تھا اسے ایک بار پھر سے علیزے کی بھاں بھاں نے توڑ دیا۔

فرازاور رمضان نے ایمن کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے بہت سی دعاؤں کے ساتھ آخر کار رخصت کر ہی دیا۔

۞......۞......۞

"کیامسئلہ ہے ہمنہ ؟ایک تو میں پہلے ہی علیزے کو اتنے پیسے دے چکا ہوں اور اب تمہیں موت پڑ گئی ہے۔"حدید کا دماغ تو بھک سے اڑ گیا جب ہمنہ نے اس کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اس کا راستہ روک لیا۔ساری رسومات کے بعد ایمن کو اندر بٹھا دیا گیا تھا۔

"تمہیں مجھے پیسے دینے ہی ہوں گے حدید۔ورنہ گزار لینا ساری رات کمرے کے باہر۔میں تو بھابھی کے ساتھ اندر جا کر سو جاؤں گی آرام سے۔"ہمنہ نے بات کے آخر میں جمائی لی۔

"میرے پاس پیسے نہیں ہیں ہمنہ۔سارے میں نے علیزے کو دے دیے ہیں۔"وہ تو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا ہی جھوٹا۔

"نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہاری جیب میں پورے بیس ہزار ہیں۔ راحیل بھائی نے میرے سامنے آپ کی جمع پونجی سے ایک لاکھ نکال کر ڈالا تھا۔ اور ادھر تو صرف آپ نے ستر ہزار ہی دیے تھے۔"

"یہ لو!... یہ بیس ہزار بھی نہ چھوڑنا تم۔ اس راحیل کو تو میں اچھے سے دیکھ لوں گا۔ پائی پائی کا حساب لوں گا۔" ہمنہ کو جیب میں سے بیس ہزار نکال کر تھماتا' ایک دھکے سے اسے سائیڈ پہ دھکیلتا' کمرے کا دروازہ کھول کر اندر بڑھ گیا۔ اور تقریباً ہمنہ کے منہ دروازہ مارنے والے انداز میں بند کیا۔

ہمنہ منہ کھولے' بند دروازے کو بس دیکھتی ہی رہ گئی۔ پھر خوشی سے دندناتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔

"ہائے بیگم!...... دیکھیں آپ کا مجازی خدا آ گیا۔" کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی حدید نے بازو پھیلا کر تھوڑا جھک کر خادم کے سے انداز میں کہا تو ایمن جو سمٹ کر بیڈ پہ بیٹھی تھی ہنس دی۔

"مجھے ضرورت نہیں تھی ویسے۔" ایمن نے کہہ کر اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"ایسے کیسے ضرورت نہ تھی۔ ایک تو میں اتنا اچھا ہوں اوپر سے پیارا اور خوبصورت بھی ہوں۔ تم ایسے کیسے کہہ سکتی ہو۔" اپنے بالوں میں ایک ادا سے ہاتھ پھیرتا وہ اس کے قریب آکر بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"کتنی خوش فہمی ہے تمہیں۔" ایمن نے ایک پل میں اسے آسمان سے زمین پہ پٹخا۔

"تمہیں تمیز نہیں ہے؟" حدید سے اپنی بے عزتی برداشت نہ ہوئی۔

"بد تمیز لوگوں سے ایسے ہی بات کرتے ہیں۔" ایمن نے شانے اچکا کر بے نیازی دکھائی۔

"اوہ!... برا ہوا۔ کیونکہ اب یہ بد تمیز آدمی تمہارا شوہر ہے' اور اب اسی کی قربت تمہیں جھیلنی ہے۔" حدید نے افسوس ظاہر کیا' جبکہ ایمن کے چہرے پہ تبسم بکھر گیا۔

"لیکن یہ بد تمیز مجھے بہت پسند ہے۔" ایمن کے کہنے کی دیر تھی کہ' حدید پھر سے آسمان پہ چڑھ گیا۔

"سیریسلی؟" وہ حیران تھا۔

"شاید۔" ایمن نے کندھے اچکائے۔

"انداز بتا رہے ہیں بیگم!... چاہنے لگی ہو تم۔" پر فریب 'شرارت آمیز لہجے میں کہتا وہ ایمن کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

"ہمم!... ویسے اندازے بہت غلط لگاتے ہیں آپ۔" اس کے ماتھے پہ بکھرے بالوں کو اپنی مخروطی انگلیوں سے سمیٹتی وہ شرارتاً بولی۔

"اب تو جھوٹ بھی بولنے لگی ہو۔" حدید نے اس کے پر رونق چہرے کو دیکھتے شوخی جتائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب جب شوہر ہی جھوٹا ملے گا تو کچھ تو صحبت کا اثر ہو گا مجھ پہ۔"

"شوہر تو روز اظہارِ محبت بھی کرتا ہے۔بیوی کو تب تو ہوا نہیں صحبت کا اثر۔" حدید نے خفگی کے ساتھ اسے جتایا۔

"امم!... میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ کیا یہ کافی نہیں؟" ایمن نے استفسار کیا۔

حدید نے لب بھینچ کر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں؟" ایمن کے چہرے پہ مایوسی چھا گئی۔

"اونہہ!..."حدید نے پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

"تم میرے لیے میری اذیت بھری زندگی میں ایک مسیحا بنے ہو۔میرے لیے یہ ایک معجزہ ہے۔اور معجزات تو تب ہوتے ہیں جب محبت ایمان پہ پکی ہو۔"

حدید بلکل دنگ ہو کے اس کا اظہارِ محبت سن رہا تھا۔وہ اس کی گود میں سر رکھے یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا'کوئی اعترافِ محبت اتنا بھی حسین ہوتا ہوگا؟...ہوتا بھی ہوگا تو اس کے لیے آج ہوا تھا۔

"تم کتنا خوبصورت بولتی ہو؟"وہ ایمن میں گم'کھوئی ہوئی آواز میں بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں خوبصورت نہیں بولتی۔ہر کسی کا دیکھنے کا انداز'اور سننے کی صلاحیت منفرد ہوتی ہے۔"ایمن مسلسل اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیر رہی تھی۔

حدید نے اسی طرح اس کی گود میں لیٹے'اس کا سر تھاما'پھر آگے کی طرف جھکاتے ہوئے اپنے چہرے کے قریب لے آیا اور اس کا ماتھا اپنے ماتھے سے ٹکا دیا۔

سکون کی ایک گہری سانس خارج کرتا وہ آنکھیں بند کیے مسکرایا۔

"کہ پھر محبت تو تین لفظی اظہار نہیں مانگتی۔یہ لفظوں کے جال میں پھنس کر ساری

حقیقت سے آشنا ہو جاتی ہے۔" سرگوشی نما مخمور لہجے میں کہتا وہ اس کے لفظوں کا اختتام کر چکا تھا۔

بتاؤ کون کہتا ہے 'محبت بس کہانی ہے

محبت تو صحیفہ ہے 'محبت جاودانی ہے

محبت کو خدارا تم کبھی جھوٹا نہ سمجھو

محبت معجزہ ہے_ معجزوں کی ترجمانی ہے

......

ختم شدہ

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندراندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلیئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین